انتخاب سخن

جلد پنجم سلسلۂ جرأت

یعنی

دیوان جرأت

معہ دیوان حسرت استاد جرأت و دیوان غضنفر۔ رضا۔ رقت۔ رضوی
محنت۔ نصرت۔ معروف۔ محبت۔ جلال۔ مائل۔ شائق شاگردان
جرأت و دیوان ناسخ و رضا علی وحشت

سید فضل الحسن حسرت موہانی بی۔اے اڈیٹر اردوئے معلی
کانپور نے مرتب کیا

اور منشی احمد علی نے اپنے

احمد المطابع واقع کانپور میں چھاپا

طبع اوّل   سنہ ۱۹۲۸ء   قیمت فی مجلد ۱۰ر

شیخ قلندر بخش جرأت (تا ۱۲۲۵ھ)

نام و خاندان | اصلی نام یحییٰ امان، شیخ قلندر بخش مشہور تھے "انکے نسب کا سلسلہ رائے امان محمد شاہی سے ملتا ہے امان کا لفظ اکبری زمانہ سے انکے خاندان کے ناموں کا خلعت چلا آتا ہے" [illegible] جعفر علی حسرت کے شاگرد تھے۔

علم و فن کا حال | "فن شاعری کے علاوہ نجوم میں ماہر تھے اور موسیقی کا بھی شوق رکھتے تھے چنانچہ ستار خوب بجاتے تھے علوم تحصیلی میں ناتمام تھی بلکہ زبان عربی سے ناواقف تھی لیکن طبع موزوں طوطی و بلبل کی طرح ساتھ لائے تھے۔"

اخلاق و عادات | "مسرت جرأت مرد ظریف خوش طبع عاشق مزاج تھے۔ لطیفہ مزاجی اور خوش طبعی کی بدولت ان کا یہ حال تھا کہ گھر میں رہنے نہ پاتے تھے آج ایک امیر کے یہاں ہیں دوسرے دن دوسرے امیر آئے سوار کیا اور ساتھ لے گئے۔ اسی ضمن میں ایک بیگم صاحبہ نے ازراہ قدردانی انہیں مہمان کیا اور رفتہ رفتہ یہاں تک بے تکلفی بڑھی کہ پردہ کا تکلف اٹھ گیا" جرأت کے کلام میں حسن و عشق کے جن معاملات کا طلسم باندھا گیا ہے اسکو اسی قسم کی پر لطف صحبتوں کا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ انکی بدبصری کے باب میں بھی یہی مشہور ہے کہ نظارہ حسن کی غرض سے آنکھوں کی معذوری کا بہانہ کیا تھا در اصل اسیر تھی۔ واللہ اعلم

بعض حالات زندگی | "اول نواب محبت خان خلف حافظ رحمت خان نواب بریلی کی سرکار میں نوکر ہوئے۔ ... جہاں مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار میں ملازم ہوئے اور پھر آخر عمر تک لکھنؤ ہی میں رہے ... میر انشاء اللہ کی اور انکی چشمکیں گرم رہتی تھیں۔ نواب ظہور اللہ خان نوا بدایونی سے کسی معاملہ میں بگاڑ ہو گیا تھا باہم خوب ہجو بازی ہوئی"

جرأت کی شاعری | جرأت کا کلام سادگی زبان کیساتھ حسن و عشق کے معاملات [illegible] عشق جسکو ہوس پرستی کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا تاہم اس سے انکے کمال سخن میں کوئی نقص نہیں پیدا ہو سکتا کیونکہ خوبی و صداقت کا لازم و ملزوم ہونا مسلم ہے۔ جن جذبات کی تصویر جرأت نے کھینچی ہے انکے حیوانی اور نفسانی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن چونکہ تصویر بالکل صحیح کھینچی گئی ہے اسلیئے اہل نظر اسکے حسن کی ستائش پر مجبور ہو جاتے ہیں مثلاً

پڑتی ہے بزم میں جس شخص پہ نگاہ تری ــــ وہ منہ کو پھیر کے کہتا ہے اُف پناہ تری

در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل آنا ــــ یا وہ راتوں کو سدا بھیس بدل کر آنا

پھیرے جو اشارے سے رکھا گھیر کسی نے ــــ سو باتیں سنائیں مجھے منہ پھیر کسی نے

جب یہ سنتی ہیں کہ ہمسائے میں آپ آئے ہوئے ــــ کیا در و بام پہ ہم پھرتے ہیں گھبرائے ہوئے

کچھ رکاوٹ کا سبب اور نہیں پر جرأت ــــ یہ وہ چاہے ہے اسکو بھی لگائے رکھے

دیکھوں تو یوں دمکنے لگے منہ کو ڈھانپنے ــــ کمبخت پھر لگا مجھے نظروں میں بھانپنے

ردیف ا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان حسرت استاد جرأت

کیون مرے خون سے شمشیر کو آلودہ کیا — آپنے رنج اٹھایا یہ مجھے آسودہ کیا

جی دیا، صبر کیا خاک ہوا پر نہ ہلا — جو کہا آپ نے مین آپکا فرسودہ کیا

زیست مین بادہ کشی حسن پرستی ہو مزا — اس سوا جسنے کیا کام سو بیہودہ کیا

وہ ہر معیار ہے یان قلب کا سودا نہ بنے — فائدہ کیا ہے اگر مس کو زر اندودہ کیا

اٹھ گئے داد جو تو تھے سخن کی حسرت — کہ اشعار قلم کو بھی مین فرسودہ کیا

کیون مچایا ہے دل بیتاب نے غل کیا ہوا — صبر کیا آفت پڑی تجھ پر تحمل کیا ہوا

یون خزان آئی چمن پر ہائے بلبل کیا ہوا — لالہ و سوسن کہان ہین سنبل و گل کیا ہوا

کون آیا سنگدل میخوار نشے بازی مین آج — شیشے کیون ٹوٹے پڑے ہین ساقیا قلقل کیا ہوا

دل تو سیرا ہو گیا آشفتہ اسکی زلف کا — تیرے کیون مو ہین پریشان تجھکو سنبل کیا ہوا

دل پر نہیں اختیار اپنا — افسوس گیا قرار اپنا

لایا نہ کوئی چراغ و گل یان — بیکس ہی رہا مزار اپنا

جون لالہ بہار کر رہا ہے — یہ سینۂ داغدار اپنا

کی دل نے بھی آہ بیوفائی — کوئی نہین غمگسار اپنا

کیا ہے یہی وہ تجھ مین چشم ساقی ق — ٹوٹا نہ کبھی خمار اپنا

ممکن ہی نہین کہ جیتے جی ہو — اس کوچے مین پھر گذار اپنا

یان بعد فنا اڑا کے لیجا کے — اگر روز صبا غبار اپنا

تو آنیکو یانکے دن گنے ہے — ہم کرتے ہین غم شمار اپنا

تیرا تو ہے اعتبار کیسے — جب ہووے کچھ اعتبار اپنا

حسرت کو کہا وہ زندگی مین — منہ آ نکلے اک بار اپنا

کیون نہین بہتے ہین آنسو چشم تر کو کیا ہوا — ہو گیا دریا ہی خون میرے جگر کو کیا ہوا

صبحدم نالے سحر کے جتنے تھے خالی گئے — آہ و نالۂ نیم شب تیرے اثر کو کیا ہوا

ایک سے اِک ہین تیرے مانیمیں سے اُس سے خوبتر | کوئی خوش آتا نہین میری نظر کو کیا ہوا
شاید اس کوچے مین جاکر وہ بھی آیا جو اس | بولے ہے بہکا ہوا پیغامبر کو کیا ہوا
اسقدر آوارگی کسنے سکھائی ہے تجھے | روز گھر سے اُٹھکے جاتا ہے کدہر کو کیا ہوا
خانہ آباد اسطرف تو دیکھہ کیا انصاف ہے | غیر کا گھر تجھکو بھایا میرے گھر کو کیا ہوا
داد یان دیتا نہین کوئی کسی کے جور کی | ہائے حسرت خوبرو دینے لگے نگر کو کیا ہوا

مجھے ٹک سانس بھی یہ درد و غم لینے نہیں دیتا | عجب کچھ درد ہے دلمین کہ دم لینے نہین دیتا
اجل سو بار آئی رنج ہیرا دور کرنے کو | دے احسان مجھے تیرا کرم لینے نہین دیتا
چلا وہ شوخ جبین شدت گریہ میں رخصت ہو | مری آنکھون سے ٹک اشکونکو تھم لینے نہین دیتا
تمنا خاک کو میری قدمبوسی کی ہے لیکن | چلے سے بچکے وہ ظالم قدم لینے نہین دیتا
نہ رکھہ تو ہاتھ حسرت دل پہ اس مژگان کو لینے دے | چھپاتا ہی دل اس سے ہی ستم لینے نہین دیتا

پھر ادہر قاتل کو آنکھون سے اشارہ نہ کیا | ہم شتیل ہی رکھا کام ہمارا نہ کیا
بوسہ لب دل بیمار کی قسمت نہ ہوا | درد کا میرے مسیحا نے بھی چارا نہ کیا
دیکھہ لیتا کوئی دم مین ہی تجھے پھر کی نگاہ | سامنے ہونیکا پر دل ہی نے یارا نہ کیا
کرگیا ایک نگہ پھر کے نہ دیکھا ایدہر | ساقیا جام کا پھر دور دوبارا نہ کیا
تشنہ لب عشق مین دنیا سے گیا ای حسرت | آب خنجر کے تئین جینے گوارا نہ کیا

اے دل اگر تڑپتا ترا یہی رہے گا | کاہے کو تو جئے گا کاہیکو جی رہیگا
جاتی رہی بصارت آنکھون سے روتے روتے | رونا بھی مجھسے یارب اک پل کبھی رہیگا
رہنے دے مے کو ساقی ہم تو چلے یہان سے | قسمت مین جس کی ہوگا سو جام پی رہیگا
حسرت اگر جنون ہے تو چاک کر گریبان | ناصح کو گر ہے سینا تو پھر یہی سی رہیگا

کوئی اپنا نہ آشنا دیکھا | جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا
ایک نے بھی نہ کی وفا ہمسے | ہمنے کتنون سے دل لگا دیکھا
یار سے دکھہ مین یار ہے غم مین | ہمنے دنیا مین آکے کیا ،، دیکھا
ہو ابھی نہین وہ دل سے آسے | ہمنے سو سو طرح بھلا ،، دیکھا

کل گئے ہم جو پاس حسرت کے (ق) کیا کہین سخت ماجرا دیکھا
راہ مین سنتے تھے کہ ہے بیمار — گھر جو پہونچے اُسے موا دیکھا

تو نے جو منہہ سے کہا مینے سنا اور سنا — پر مرا اکشیوا اے یار کہا اور سُنا
منع جب کرتے تھے ہم تب تو نہ مانا اے دل — اب پشیمان ہے کیون غم اسے جا اور سُنا
کل کسی نے جو کہا مرتا ہے عاشق تیرا — سُنکے غیرونکی طرف کہنے لگا اور سُنا
کہہ تو حسرت کہ تری جان پہ کیا حالت ہے — ہر گھڑی ہے ترا درد بنا اور سنا

خدا حافظ ہے کیون محفل مین اُسکا نام آیا تھا — تڑپنے سے ابھی دلکو مرے آرام آیا تھا
سزاوار اسیری تو ہوے ای بخت ہم بارے — ابھی صیاد لیکر اسطرف کو دام آیا تھا
بہارین ہمکو سو لیکن یاد ہے اتنا کہ گلشن مین — گریبان چاک کرنیکا ہی اک ہنگام آیا تھا
نہین معلوم کیا تھا جو سحر تک شمع رویا کی — کچہہ اپنا حال پروانہ سنانے شام آیا تھا
اجل منت تری کیا ہے وہ ابرو جب سے دیکہے تہے — اسی دم سے ہمین تو مرگ کا پیغام آیا تھا
وفا سمجہا تھا مین دلکو لیتے ہی نہ وہ ٹہیرا — جو دیکھا تو غرض کو اپنی وہ خود کام آیا تھا
ہوا لبریز جام زندگی جسوقت ای حسرت — دریغ اسوقت مین ساقی پلانے جام آیا تھا

کل مجھے اس شوخ سے جو درد کا اظہار تھا — کیا کہون گریہ کنان ہر اک پس دیوار تھا
کیون کیا منع اسکو میرے قتل سے ای دوستو — اس سپاہی زادے کا میرے یہ پہلا وار تھا
جسنے لطف اسکا کہا مین دہیان ابرو کے آہ — پہلے میرا بھی اسی صورت سے ظالم یار تھا
غیر کے پس در ہوتے ہی وہ تیور نہین — ٹک ادہر تو پیارے ہے جسے کیا ترا اقرار تھا
لب کہہ تو سہی تو حسرت کی شفا کیواسطے — دیکھ آیا ہون مین کل اسکو بہت بیمار تھا

مطلب نہین ہے شکوا ان ہمدمون کا — حسرت مجھے ہے رونا اس دل کی حسرتونکا
ہر اشک ہے وہ قاصد ہے جسکے پاس فتر — تیری شکایتونکا میری حکایتونکا
اک روز وقت پا کر کوچےمین اسکے جا کر — (ق) کرنے لگا بیان مین اپنی مصیبتون کا
دل کو کیا مخاطب اور اس سے مینے پوچھا — کاے یار تو ہے پامال ان سرو قامتون کا
اک بات تجھسے پوچھون گر راست تو بتا دے — سینے مین تہا وہ رہنا تجھکو فراغتون کا

ظالم تہا تو مجھکو کیا تھبکہ عاشقی مین | حاصل ہوا ہے ثمرہ ان ساری محنتونکا
ہان یہ مین جانتا ہون جسکا ہے تو ستمکش | شائق ہے ابتدا سے وہ تیری اذیتونکا
کہتا تہا مین یہ دلسے اسکو سنا سنا کر | حسرت بیان سن اب اسکی شرارتونکا
سن سن کے نخرسے وہ یون مسکراکے بولا | کیا اسکو جہینکنا ہے طالع کی شامتونکا

آہ مین نالان نہین درد نہانی کے سبب | درد جو دیکھے سو مین اس زندگانی کے سبب
شمع نے اس بزم مین کل کی زبان اپنی دراز | مین جلا اور تجھہ نبولا بے زبانی کے سبب
سوگوار انکی نظر سے گرہی جاے ورنہ تو | آبرو ہے چشم تجھکو خونفشانی کے سبب
نامہ بر دل سے نہین بہتر کوئی پر تجھہ کنے | اسکو بھی بھیجا نہ مینے بدگمانی کے سبب
کیا مجال اسکی کہان تو اور کہان بیزا غبار | لگ چلا دامن سے تیری مہربانی کے سبب
اپنے لب تو وا نکر اے خندۂ زخم جگر | پر نخ دیگا لا کہہ غم اس شادمانی کے سبب
حشر مین حسرت کے سینے مین ہونگے کئی داغ | وان اسے پہچانیو تم اس نشانی کے سبب

بہلی ہے عمر تیرے الطاف سے جفای حبیب | وہی رضا ہے ہماری جو ہے رضای حبیب
نہ سمجہون اپنا کسیکو رقیب رشک سے مین | وہ میرا دوست ہے جو ہو وے آشنای حبیب
وہ خواہ قتل کرے خواہ میری جان بخشے | کہ مرگ و زیست پہ مختار ہے رضای حبیب
نہ تیغ یار سے گردن پھراؤن مین ہرگز | کہ عین لطف سمجھتا ہون مین جفای حبیب
پتنگے شمع کے صدقے ہون بلبلین گل پر | کوئی کسی کے فدا ہو مین ہون فدای حبیب
بہشت کی مجھے ترغیب تو ندے واعظ | کسیکی مجھکو تمنا نہین سوای حبیب
ہمیشہ مجھسے وہ کہتا تہا مر کہین حسرت | ہزار شکر پذیرا ہوئی دعای حبیب

پہرے جاکے اس گلی مین نہ تہی صبا کی قدرت | سو وہان رقیب مسکن کرے اب خدا کی قدرت

مجھکو روتے ہی گذری ساری رات | ہجر کی بھی بلا ہے بھاری رات
دل تو لوٹا ہے شغل مین لیکن | درد دیتا ہے زخم کاری رات
ہی دشمن کو بھی نصیب نہ ہو | جیسی تجھہ بن کٹی ہماری رات
زلف مین کیونکہ دل کو ہو آرام | کرے بیمار بیقراری رات ۱۱

گھر میں میرے چراغ سے روشن
یار کی چشم تھی خماری رات

وصل کی شب نہ پوچھ حسرت سے ق
کتنی رکھتی تھی پائداری رات،

وہیں تو آیا بس و پیش و ،، یکھا
کہ ہوئی صبح ایکباری رات

وصل ہے عیش کی آمد ہے ادھر آجکی رات
غم کا اس دل سے ہے آہنگ سفر آجکی رات

دربدر درد ہوا دل سے نکلکر میرے
عیش اس گھر پہ ہے حلقہ زن در آجکی رات

لب ہے لبریز مرا قہقہۂ شادی سے
کیون نہ تہ بیت ہون دیدۂ تر آجکی رات

کوچ کرتا ہے الم دل کی اب رخصت ہو
دیکھیں کس جا پہ یہ لیجائے بسر آجکی رات

نبحر یار میری لینے خبر آیا ہے
دین و دنیا کی نہین مجھکو خبر آجکی رات

کل کو کیا جانئے صحبت یہ رہے یا نہ رہے
ساقیا جام جو بھرنا ہے تو بھر آجکی رات

صبحکو پھیر دی حسرت ہے وہ لشکر غم
کوئی تاراجی سنی سمجھا ہے یہ آجکی رات

آنکھون مین دم رہتا سو بھی چلا ہو فا پہونچ
آنا اگر ہے تجھکو تو جلد ہی سے آ پہونچ

گر ہونا ہے قتل ہی کرنیکو آ یہان
اور باوفا جو ہو تو برائے حسد آ پہونچ

گر شرم اپنے قول کی ہے تجھکو آپ آ
اور جو نہین تو خلق سے کرکے حیا پہونچ

جان بخشی میری کرنی ہو تو آ کرم سے یان
اور دلربائی ہو تو بناز و ادا سے پہونچ

گر ہے کچھ غرض ہی تو مطلب کو اپنے آ
اور کچھ نہ کام ہووے تو بے مدعا پہونچ

گر بے خطا ہون مین تو مجھے آکے وصل دے
اور ہو گناہ میرا تو دینے سزا پہونچ

القصہ اب نہین ہے ذرا تاب انتظار
جسطرح جانے پاس تو حسرت کے آ پہونچ،

دیکھی نہ ایسی جنگ نہ مین زینہار صلح
سوبار دن مین ٹوٹی ہوا اور سو ہی بار صلح،

کچھ حرف دوستی ہو تو ہو جنگ صلح بھی
تجھسے امید جنگ نہین در کنار صلح،

دست جنونکو جنگ گریبان سے گو نہین
پر دیکھیے رہے جو یہ فصل بہار صلح

مانے رقیب صلح کے اب درمیان سے
کس طور سے رہیگی میان یاندار صلح

کہتا ہے تو ملونگا نہ اس سے پر آجکل
حسرت کریگا آپ سے بے اختیار صلح

جون گل کی چاک جیب ہے دیکھے چمن بہار
رکھتا ہو دشت مین مرا دیوانہ پن بہار

ٹک سینہ اپنا کھول کہ ہووے یہ اپنا حسن | دکھلا دے چاندنی کو تو اے سیم تن بہار
گو گل بھی غرق خون ہے پر السانہ دلوں کی لطف | جیسا ترے شہیدوں کا دیوے کفن بہار
مجنوں ترے ہی پانوں کے ٹوٹے ہیں آبلے | ہر نوک خار سرخ ہے دیتا ہے بن بہار
حسرت بہار شام غریباں ہے دیکھ تو | ہر چند تجھکو دیوے ہے صبح وطن بہا

سوز ازل سے حسن کی جلوہ گری ہے تا ہنوز | ہم بھی تبھی سے محو ہیں بیخبری ہے تا ہنوز
کتنے ہی دن گذر گئے ٹکڑے ہو یہ گیا جگر | رنگ سرشک ہے ستم کیوں جگری ہے تا ہنوز
صید ضعیف جانکر دل کو نہ چھوڑ دیجیو | مرغ شکستہ بال میں تیز پری ہے تا ہنوز
سیکڑوں میں نگاہ نے تری عجب فسوں کیا | شیشوں میں مے کے ہر طرف رقص پری ہے تا ہنوز
حسرت اسے چمن سے کچھ دیکھا تھا ایکدن کبھی | بلبل و فاختہ کو آہ نوحہ گری ہے تا ہنوز

بوئے یوسف مگر آئی نہیں کنعان میں ہنوز | کہ صبا ڈھونڈھے ہے اس بو کو گلستان میں ہنوز
ماندگی کرنے لگا دست جنوں چاک سے اور نہ | باقی ہیں تار کئی میرے گریباں میں ہنوز
جسکی قسمت میں رہائی تھی چمن جا دیکھا | فصل گل بھی چلی ہم تو ہیں زندان میں ہنوز
سیکڑوں بار کیا تو نے خراب اس دل کو | سیر محبت ہے تری اس دل ویران میں ہنوز
سو دے آرام سے کس طور کوئی زیر زمین | فتنۂ عشق تو بیدار ہے دوران میں ہنوز
ار مت لاف زنی کر مری ہمچشمی کی | ایک دو قطرے تو ہیں دیدۂ گریان میں ہنوز
قتل کا تو نے جو حسرت کے کیا ہے ساماں | کچھ بہا ہے مگر اس بے سر و سامان میں ہنوز

باندہ رشتے سے مجھے سینکڑے صیاد قفس | میری فریاد سے کرنے لگا فریاد قفس
اپنی خاطر نہیں منظور رہائی مجھکو | ہم ہوں آزاد تو ہو رنج سے آزاد قفس
جسکے تھا انس بہم بعد رہائی صیاد | ہم قفس یاد کریں ہمکو کرے یاد قفس
روئے گل دو ہی ہے دیکھ لیں ہم اے صیاد | ٹک تو لیجا کے تو لٹکا سر شمشاد قفس
یا تسلک ترے پہیے مرے جسم میں جان ای حسرت | آپ آزاد ہوا دردیو سے یہ برباد قفس

طوفان کر رہی ہے چمن میں بہار جوش | آتے ہیں میرے دل میں بھی ساقی ہزار جوش
خون جگر کسی کا پیا تھے بجائے مے | جو چشم کر رہی ہے تری پر خمار جوش

مانند گل کرون مین گریبان کو چاک چاک
آتا ہے میرے جی مین یہی بار بار جوش

ہر چند آہ و نالہ کو کرتا ہون ضبط مین
پر دیکھ کہ تجھکو آ گئے ہے بے اختیار جوش

حسرت مجھے ہے ڈر کہین آنسو اُبل نجائین
رکھتا ہون جی کا جی ہی مین مار مار جوش

دیکھتے ہی شمع کو جاتا ہے پروانے کا ہوش
آہ پر رہتا ہے کیونکر اسکو جل جانیکا ہوش

مست مین تو ہو گیا تیری نگہ سے ساقیا
اب نہین مجھ مین پیالے اور پیمانے کا ہوش

ہو گئی بلبل قفس کو دیکھتے ہی بیحواس
کچھ نہیں اسکو رہا ہے آب اور دانے کا ہوش

ترے کوچے مین جا کر یان تلک ہوتا ہون مست
جو نہین رہتا مجھے پھر گھر تلک جانیکا ہوش

جو نہین دم کر عشق چھیڑا اس ہوا بیہوش مین
آگے حسرت کچھ رہا مجھکو نہ افسانیکا ہوش

قابل عمارت کے نہین اس خانہ ویرانکی بساط
دیکھ لے دست جنون میرے گریبان کی بساط

کوڑیون کے مول بیچا مصر مین تو نے فلک
ہائے اس یوسف کو جو تھا سارے کنعانکی بساط

دین و ایمان کر کے غارت لیگئے وہ بھولا
تھی یہی مجھ غمزدہ مسکین پریشانکی بساط

ساقیا کیا مست ہووے کوئی اسکے دور مین
ہے فقط اک جام وارون چرخ گردون کی بساط

دونو عالم کا ہے عرصہ تنگ وحشت پر مری
ہین قدم صحرا مین کیون کیا بیابان کی بساط

تو نے اے غم انکو بھی کھو یار لا کر دے غضب
تھے کئی ٹکرے جگر کے چشم گریان کی بساط

ہے ایک بوسہ دیتے انکا حوصلہ ہوتا ہے تنگ
خوب حسرت دیکھ لی تجھسے بھی خوبانکی بساط

اتنی مجھ و نہین ہے دل و جان کی احتیاط
منظور جتنی ہے ترے پیکان کی احتیاط

گر ہے یہی بہار کی شورش تو ناصحا
مجھسے نہ ہو سکیگی گریبان کی احتیاط

کچھ اس سے میرے پاؤن کے ہے آبلونکو کام
اے برق کیجیو خار بیابان کی احتیاط

آتی ہے کوئی دم مین خزان توڑنے دے گل
کیا باغبان کرنے ہے گلستانکی احتیاط

وہ جسکو معصیت سے بچائے وہی بچے
حسرت نہ کام آئی کچھ انسان کی احتیاط

تری لکنت کا کیا ہے خوشنما لفظ
قیامت ایک ادا ہے ہر ادا لفظ

زبان تیری زلس ہے لطف کی جا
یہان اٹکے ہے اکثر جا بجا لفظ

نہین ہوتا جدا وہ چھوڑ کر منھ
ہوا ہے اسپہ شاید مبتلا لفظ

ہوا ہے مست لغزش اس سبب سے
میان لب کا ترے کیفی ہے کیا لفظ
بہت مشتاق ہے سننے کا حسرت
کوئی تو منھ سے کہہ بہر خدا ؛ یہ لفظ

اے فلک باقی نہیں میرے جگر میں جائے داغ
اور کیوں دیتا ہی مجھکو داغ پر بالائے داغ
تجھسا مہرو داغِ ہجران دیکے یوں جاتا رہا
حیف غم افسوس حسرت ہائے حرمان وائے داغ
سخت سیدردی ہو سیدرد وفسے کیا دل
منت مرہم نہ لیجئے کھینچئے ایذ اے داغ
جان جاتی ہے مری درد و الم سے کیا کرن
آہ اے بیتابی دل وائے شور شہای داغ
کیا غرض ہے جو کسی گل کیلیے گل کھائیے
دل ہی حسرت داغ ظاہر میں نہیں ہی ائے داغ

کیا ستم ہی سا قیا ہمکو جو تو جانے حریف
تشنہ لب ہیں ہم اور سیئں بھر بھر کے پیمانے حریف
در دہی ہے کی عنایت کر مجھے پیر مغان
کر گئے خالی اگر سارے ہی خمخانے حریف
غیر کا کیا شکوہ کیجے مار تا ہے ولتکار شک
مجھکو لیجاتا ہے وان یہ سبب لڑوانے حریف
ایک نظر دیکھا تھا کیا تجھکو کہ آیا مجھپہ ظلم تو
کیا کہوں میں ہو گئے سب اپنے بیگانے حریف
ہیچ تو یہ ہے طرز حسرت کو سخن کی خوب ہے
میں کہے جاونگا گو اسمیں برا مانے حریف

ہمکو نہ مرگ نے نہ قضا نے کیا ہلاک
اسکے ستم اور اپنی وفا نے کیا ہلاک
کوئی دشمن سے بھی کرتا ہے اس سلوک پہ ہلاک
دوستی کر کے میاں تجنے کیا خوب سلوک

تیری فرقت میں ہی شام و سحر مجھکو عجب مشکل
جو شب کاٹی تو دن مشکل ہو دن کاٹا تو شب مشکل ؛
کرم سی کھول جو عقدے پڑے ہیں کام میں مرے
ترے آگے ہیں سب آسان ہے گر نزدیک سب مشکل
نہو جب دیکھنے کی تاب ہجر و وصل آسان ہے
غرض جو آگے مشکل تھی وہی مجھکو اب مشکل
کہاں تک بیقراری اے دل بیتاب بس ہی کر
ہوا جینا مجھے دنیا میں اب تیرے سبب مشکل
ابھی تو حسرت اسیر عشق یہ پوشیدہ ہے تیرا
وہ جب پہچان جائیگا تجھے ہووے گی تب مشکل ؛

ظلم کر اور نہ کہہ عاشق بدنام سے کام
اپنے تو کام میں وہ کیا ہی مرے کام سے کام
آہ کیا جانے گل و باغ کو وہ مرغ اسیر
جسکو بیضے سی نکلتے ہی پڑا دام سی کام
گردش چشم نے ساقی کی چھکایا ہی ہمیں
کچھ نہیں ہمکو رہا گردش ایام سی کام
شیخ کو اسکی بہشتیں ہوں مبارک ہمکو
شیشہ و ساقی و گل یار و مے جام سی کام

صبح روشن ہے گلشن مین مبارک گل کو
حسرت اپنی ہے جسے غربت کی ہی اس شام کا سوم

آخر تیرے غم مین مر گئے ہم
بھرتا تھا جو دکھہ سو بھر گئے ہم

عقبے کی بھی کچھہ خبر نہین ہے
دنیا سے تو بیخبر گئے ہم

کر لک تو اثر کہ اپنے جی سے
اے نالۂ بے اثر گئے ہم

شبنم کی مثال اس چمن مین
شب آئے تھے ہم سحر گئے ہم

کل روتے ہوے جو اتفاقاً
ق حسرت کے مزار پر گئے ہم

پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہِ خاک
بس سنتے ہی جسکے مر گئے ہم

واماندون پہ دیکھئے کہ کیا ہو
اپنا تو نباہ کر گئے ہم

یہ آب آتشین تاثیر ہے یا مل ہو شیشے مین
بیا ساقی عجائب شئے ہے رنگ گل ہے شیشے مین

مئے گلرنگ بھر آتے ہین سو سو رنگ بلبل کو
نہین یہ خون نہ خون دل بلبل ہے شیشے مین

صدائے قلقل مینا سے یہ جانا مین نے حسرت
پری ہے قفس مین شاید جو اتنا غل ہے شیشے مین

نہووے درد کیونکر آہ صبح و شام پہلو مین
کہ دل لیتا نہیں اک آن بھی آرام پہلو مین

عزیزو رکھتے رکھتے ہاتھہ دل پر دکھہ اٹھا پہلو
کہانتک زور سے اسکو رکھون مین تھام پہلو مین

ہکھون کیا گردش چشم اسکی یون ہم بزم آفت ہے
کہ جون فتنہ رکھے ہے گردش ایام پہلو مین

مجھے یون انس ہے دل سے کہ جون مایوس ہو آخر
کسی ناکام کے جا بیٹھے ہے ناکام پہلو مین

نہو رسوا ہمیں تو لئے میان حسرت کی صحبت سے
روا مت رکھہ کہ بیٹھے عاشق بدنام پہلو مین

بہلائین یار نے دلسے ہماری اور بہی یادین
عجب تاثیر رکھتی ہین الٰہی دل کی فریادین

فرہاد و قیس کی نہ کہو جانفشانیان
اکثر سنا کیا ہون مین کتنی کہانیان

کل رات پائے خم مین جو سرخوش پڑے تھے آہ
کھینچین ہین آج اسکی یہ کچھہ سر گرانیان

ہے ہے کس طرح سے ہم نے کیا اپنا جی نثار
لیکن نہ گئین نہ دلسے ترے بدگمانیان

بہیگا چشم سے خونناب یا لخت جگر دیکھین
دکھاویگا ہمین کیا کیا ستم تیرا سفر دیکھین

جو ہنتا ہے دل عشاق کی باطل سمجھتے تھے
مرے سینے پہ آ کر اندنون وہ ہاتھہ دھر دیکھین

لگین تہین آہ اک مدت سے جسکی تا بہ آنکھین
سو غائب ہو گیا آنکھون سے لینے اب کدہر دیکھین

سدا آہٹ لگی رہتی تہی ہمکو جسکی آنیکی ہائے ہائے
سو کس اُمید پر اب ہاے ہر دم سوے در دیکھین ہم

فلک سی تو نہین امید جو اسکو دکہا دیوے
مگر حسرت خدا چاہے تو ہم اسے بار دگر دیکھین

ہوے ہم بت کی بندے برہمن سے راہ کرتے ہین
حرم کے رہنے والو تمسے عشق اللہ کرتے ہین

نہ دیکہہ اے شیخ تو انکی طرف چشم حقارت سے
گدایان خرابات اک نگہ مین شاہ کرتے ہین

قفس مین ہم نہین کچہہ بولتے صیاد کی ڈر سے
چمن کی مرغ نالے اپنے خاطر خواہ کرتے ہین

نکلجا ہے کسی دن کاش جی بہی ساتہہ نالے کے
ہزارون رات دن مین نالہ جانکاہ کرتے ہین

سخن آورد کا حسرت نہ سمجہو درد کو ہرگز
کہ اسپر آہ نکلی ہے جو اسپر واہ کرتے ہین

نظر آئیگی تیری عشوہ نمائی ہمکو
بجہنے دیویگا اگر درد جدائی ہمکو

دشت مین کر چلنے کی تدبیر ہونا ہو سو ہو
توڑ دیوانے تو اب زنجیر ہونا ہو سو ہو

موت آجائے کہین اس دل شیدائی کو
روز سمجہائے کہانتک کوئی سودائی کو

ناتوانی سی تڑپنے کی بہی طاقت نہ رہی
کسطرح کاٹئے یا رب شب تنہائی کو

ایسی کیا تجہپہ بلا ٹوٹی کہ تو نے اے دل
یک بیک چہوڑ دیا صبر و شکیبائی کو

مجہسے دیوانے کو کیا پند سے سودا ناصح
کام فرمائیے ٹک آپ ہی دانائی کو

ہم بہی حسرت غزلین خوب سی کہتی لیکن
دل نہین چاہتا اب معرکہ آرائی کو

اگر دیکہے تیرے وحشت زدو کی جیب و دامانکو
تو مجنون گور سے اٹہکر کرے ٹکڑے گریبانکو

دل و چشم و جگر کو کر دیا برباد اک پل مین
نہ آیا رحم ہاے ظالم شریک خانہ ویرانکو

زمانہ کیا کریگا اپنے طالع مین جو گردش ہے
اگر چاہے سکہا دے گردش گردون گردانکو

عزیزو ایکدن مجہکو جو میرے غم نے آگہیرا
کہا ہنسنے کہ چلئے سیر کیجئے ٹک گلستان کو

یکایک بہر گیا دل کہنے لاگا اسجگہ چلئے
کہ جس جاگہ نظر آئے سراسر یاس انسانکو

ہم اور تو دونون اسجا بیٹہین اور دل کہولکر رو وین
کرین تر اشک سے دامن بہرین خون سی گریبانکو

یہ باتین سنکے مین نے کہا اگر یونہی مرضی ہے
تو چل الدم دکہلائین تجہے گور غریبان کو

وہان دکہلایا تو کوئی کشتہ بیداد گردون ہے
کوئی بیکس ترستا مر گیا دیدار خوبان کو

انہین مین ایک حسرت نام زیر خاک سوتا ہے
یہی کہتا تہا لیتے کہینچکر اک آہ سوزانکو

نکرتا کاش ظالم قتل مجھ بیمار ہجران کو — کہ محشر مین نچھوڑیگا مرا خون تیرے دامانکو

اسقدر سرگشتہ پھرتا ہے جو شب تار ومین ماہ — ہے مگر اسے رشک مہ تیری گرفتار ومین ماہ

ہر آن ہے مژگان پہ نئی لخت جگر تازہ — یہ نخل محبت مین دیکھا ثمر تازہ

ہر دم دل سوزان کا احوال ہے کچھ کا کچھ — جو قاصد اشک آیا لایا خبر تازہ

گر دام سے ہم چھوٹے کیا فائدہ گلشن تک — تب ہوونگے جب نکلین پھر بال و پر تازہ

ہو رنج طبیبون سے اب اور بھی افزون تر — صندل کا تجس ہو اک درد سر تازہ

خون زخم سے اس دل کے جاری ہے سدا حسرت — پیدا ہوئی ویسی ہی اک چشم تر تازہ

زنہار نہین پیارے یہ وضع پسندیدہ — ہر آن ہو آزردہ ہر وقت ہو رنجیدہ

آ نکلے اگر ایدہر کیا کیجیے تماشا اسیکو — اک جان ہے سو والہ اک دل ہے سو شوریدہ

طاقت نہیں فرقت کی پھر مجھسے جدا مت ہو — آگے ہی ترے ظالم ہون سخت ستمدیدہ

اک عمر ہمین گذری وصلت کا نہ دن دیکھا — جاگین بھی کہیں یارب یہ طالع خوابیدہ

کرتے ہو جو یہ آپس تم نے بھی دیا ہے دل — معلوم کیا ہمنے مت کیجیے پوشیدہ

دل لیکے نہ کرنا پھر ظالم کبھی دلداری — ہو دینگے بہت عاشق اسطرح سے گرویدہ

جون دیکھو کیا حسرت ویران مرے گھر کو — یارب نہ کسی کے ہون دشمن یہ دل دیدہ

محتسب میری جو بر مین یہ عیان ہے شیشہ — دیکھ لے آبلہ دل ہے کہان یہ شیشہ

کونسا بادہ یارب بر کنار آب ہے — عکس جسکا موج پر ملتا ہی سیماب ہے

جگر سوزان ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریان ہے — الٰہی دن ہو میری مرگ کا یا شام ہجران ہے

جو ایسا ہی دل دیوانہ میرے درپئے جان ہے — تو پھر اکروز میرا ہاتھ اور اسکا گریبان ہے

شرح عشق ہے اے ہمنشین اور خوش سودائے — نکر زنجیر مجھکو مین ہون اور دامان صحرا ہے

نہین چین اک آن کیا کیجیے — مفت جاتی ہے جان کیا کیجیے

مجھے کیا کہیے درد دل لیکن — نہین رہتی زبان کیا کیجیے

اتی مین بات بات پہ ہر دم — رنجشیں درمیان کیا کیجیے

آشیان ہی اجڑ گیا اپنا — رہ کے اے باغبان کیا کیجیے

مفت مرتا ہے غم سے حسرت نام ایک بیکس جوان کیا کہیے ؛

موا بھی مین تو تری چشم کی کبھو نہ گئی یہ شکر ہے کہ گیا جی پہ آبرو نہ گئی ؛
بہار ہو چکی اور شور بلبلو نکا گیا ؛ مرے دماغ سے اس گل کی ہاے بو نہ گئی
غبار ہو کے صبا سے ملے کہ وان پہونچے غرض کہ خاک ہوے تو بھی آرزو نہ گئی
نہ جانون کیا تجھے الفت تھی گل سے او بلبل کہ اپنے جی سے گئی پر چمن سے تو نہ گئی ؛
ہوا ہے مست تو کسکی نگہ سے اے حسرت ؛ کہ مرتے مرتے تلک تیری آرزو نہ گئی ؛

یہی بھلا ہے کہ تجھکو مرا خیال نہ گذرے کہ ہو رہا ہے تری خاطر کہین ملال نہ گذرے
شب فراق کی مانند عرصہ اسکو بھی دیکھو فلک شتاب کہین یہ شب وصال نہ گذرے
گواہ جرم کا میرے مجھی کو کیجیو قاتل کہ بازپرس کے دن تجھپہ انفعال نہ گذرے
جو دوستی سے تری درد و غم گذرتی ہے مین مجھپر ؛ سوائے سیان ترے دشمن پہ بھی یہ حال نہ گذرے
عجب ہو حلیہ بے مثل یار کا مر حسرت کہ اسکی خاطر شاعر مین بھی مثال نہ گذرے

ہٹا لئے وہ مجھے سر اسکے آستانے سے جبر کرون ہون مین اپنی اسی بہانے سے
ہمارے در پے آزار مت ہوا اے ظالم جئین گے کاہکو دن رات کے ستانے سے
مثال نقش قدم پانسے اٹھ نہین سکتے تری گلی مین نہ جانا بھلا تھا جانے سے
تسلی ہے دل بیمار کو ترے باعث ؛ خدا کے واسطے مت اٹھ مرے سرہانے سے
کسیکا حال کوئی پوچھتا نہین ہرگز ؛ وفا کا رسم اٹھا حسرت اس زمانے سے

نہ وہ بھی آتا ہو اسطرف کو نہ اپنا ادھر گذر ہووے بھلا سے پھر کون ڈھب کہ صحبت ہماری انکی برابر ہووے
چمن مین ہر گل ہمارے آگے بغیر اسکے تو خار ہوگا اگر وہ نکلے اسطرف کو عجب ہی پھر تو بہار ہووے
ہمین بھی فرمائیے کہ آویں تمہاری محفل مین گاہ گاہے اگر تمہین کچھ غریب خانے کے آنمین ننگ و عار ہووے
صبا گذر سے ترا تو پھر سو بیان کیجو یہ حال میرا گر اس تغافل شعار کی بھی گلی مین تیرا گذار ہووے

کھینچتا ہون نالہ جانکاہ و لگے ہاتھ سے آہ و لگے ہاتھ سے صد آہ دل کے ہاتھ سے
وصل کی کل رات تھی او یار بھی تھا ہمدم پر نہ نکلا کام خاطر خواہ دل کے ہاتھ سے
جسطرف جاؤن اودھر سو طعن ہے تشنیع ہے کسطرف جاؤن مین اسکے اللہ دل کے ہاتھ سے

بزم میں بیٹھا تھا تیرا نام لے بیٹھا کوئی / واں سے اٹھ آیا میں کل ناگاہ دل کے ہاتھ سے

چشم کا رونا پڑا ہے کیا کہوں حسرت مدام / گہہ جگر کے ہاتھ سے اور گاہ دل کے ہاتھ سے

مجھکو تجھسے خدا جدا نہ کرے / تجھسے میں ہوں جدا خدا نہ کرے

اڑ گئی پر سے طاقت پرواز / کہیں صیاد اب رہا نہ کرے

نہیں تاب اب ستم اٹھانے کی / چاہیئے تو بھی اب جفا نہ کرے

تم جو کہتے ہو کہدو حسرت سے / ق آہ و فریاد یاں کیا نہ کرے

آپ کا اسمیں کیا بگڑتا ہے / درد دل کی کوئی دوا نکرے

سرشک و خون مری چشم سے ملے نکلے / مگر یہ پھوٹ کے سینے کے آبلے نکلے

تمام دن تھے جدا آہ شمع و پروانہ / ملے جو شب کو تو آپس کے سب گلے نکلے

سراغ پوچھوں میں کیا اشک و آہ کا دل سے / کہ اس دیار سے ہو کتنے قافلے نکلے

کریں ہیں یوں یہ دوانے سر تپش زنجیر / کہ اسمیں زلف کے کتنے ہی سلسلے نکلے

نہال سست ہیں ہم اے صبا نہ تند گذر / جگہ سے اپنی اگر ٹک بھی ہم ہلے نکلے

ملا نہ غنچۂ دل جیسے ہمیں سو شگفتہ مردہ / ہزار گلشن دوران میں گل کھلے نکلے

جگر کے زخموں کو جانا تھا پھر چلے حسرت / خراش ناخن غم سے وہ سب چھلے نکلے

روٹھے ہوئے جاتے ہو اب ہمسے جو تم لڑ کے / ہم بھی نہ ملینگے پھر سنتے ہو میاں لڑکے

واعظ نے قیامت کی اک بات بنائی ہے / کہتے ہیں جسے محشر سو روز جدائی ہے

مرہم سے نہ چنگا ہو دل افگار جدائی / بے وصل کے جیتا نہیں بیمار جدائی

معلوم ہے مجھکو کہ میں تجھ بن نہ جیونگا / کیونکر نہ کروں تجھسے میں انکار جدائی

ہے گلشن دوران میں گل عشق عجب گل / کھینچے نہ اگر دامن جاں خار جدائی

فرقت کا الم جان ہی لے چھوڑیگا اکدن / دشمن بھی نہ ہو آہ گرفتار جدائی

حسرت تری باتوں سے نکلتا ہی مرا جی / خاموش ہو مت کہہ بہت اشعار جدائی

ترے بن کسطرح یارب مری اوقات گذریگی / ابھی سے دلکو بیتابی ہے کیونکر رات گذریگی

تمہیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کم خالی / چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

نہ تہا مشت خس کے پہونکنے سو باغبان گذرے
ہمارے آشیانے برق بہی دامن کشان گذرے

گذر اسکا ادہر ہویا ادہر اپنا گذارا ہو
جو اپنی گردشونسے ایکدم بہی آسمان گذرے

جو کچہ شرط وفا تہی سو بجا لائے بہم دونون
نہ گذرے تم ادہر اور اپنے جی سے ہم یہان گذرے

وہانکے رہنے والونسے ذرا یہ بات کہہ آوے
ق گلی مین اسکی اپنا بہی جو کوئی مہربان گذرے

کہ حسرت نام بیمار جو زخمی ہو گیا تہا کل
سو اب نزدیک ہے وہ جی سے اپنے خستہ جان گذرے

اگر قاتل کو اسکے بہیجدے کوئی تو بہتر ہے
کہ وہ دیکہے اسے اور اس جہانسے شادمان گذرے

نہیں تو خون گردن پر رہیگا روز محشر تک
نہ ہم دعوے سے یان گذرین نہ خون اسکا وطن گذرے

کہہ بیٹہے پر امنہ سے بہلا اور بہی کچہ ہے
دشنام ہی دے جانے سے یا اور بہی کچہ ہے

ہمارے کام پہ ہر چند آسمان بہرے
تجہے قسم ہے جو تو اسطرف کو آن بہرے

انتخاب دیوان دوم مرزا جعفر علی حسرت

رونا نہین جو یارو اپنا دیار چہوٹا
مرنا ہے یہ کہ ہمسے اب کوئے یار چہوٹا

قول و قرار اسکا جہوٹا ہوا تو غم کیا
غم ہے کہ اپنے دل سے صبر و قرار چہوٹا

گر رنج راہ کہینچا تو کچہ الم نہین ہے
ہے یہ الم کہ ہم سے وہ رہگذار چہوٹا

رونے سوا نہین ہے فرقت مین کام اپنا
یہ کام ہے کہ تجہہ بن سب کار و بار چہوٹا

ہر چند تمکو پیارے حسرت کی آرزو ہے
حسرت کے دلسے پوچہو کیا تمکو کم چہوٹا

ضبط کرکے ہم قلق کو دل مین گہبرائے بہت
منع تنہائی کیا پر انہین دکہ پائے بہت

گرچہ رسوائی تہی جانا اس گلی مین پر دلا
چہوڑ کر جانا وہانکا ہمکو پچہتائے بہت

ملنے مین ایذا تہی اسکے لیک اس بن بہی آہ
آہ اب رنج و الم فرقت نے دکہلائے بہت

دل کو لے آئے تہے اس کوچے سے ہوکر ہم خفا
پر دل و جان ہمپہ اب ملکر بلا لائے بہت

جسطرح دلکی گرفتاری سے اکتاتے تہے ہم
ویسی ہی بے شغل اب ہم سے اکتائے بہت

جیتے جی ہمتو نہ جاتے اسکو کوچہ سے کبہی
کیا کرین اسنے بہی غصے ہمپہ فرمائے بہت

کون اب کہہ دے اسے عاشق نے تیرے رحم کہا
جان حسرت نے تیری دوری مین غم پائے بہت

جاتی رہی غم سے دل ناشاد کی طاقت — سو ظلم کرے وہ کسے فریاد کی طاقت

سو گئے تم ہمین نہ آئی نیند — کسطرح سویئے پر آئی نیند
چشم تصویر ہے یہ ہمسری آنکھ — جسنے خاطر سے بھی بھلائی نیند
چشم اگریان ہے مفت مین یارو — سیل مین اشک کے بہائی نیند
حسرت افسانہ کیا یہ تھا جس نے تو — رہتی ہستی مری اڑائی نیند

جلد آخر ہو گئی فصل بہار اب کی برس — رہگئے بلبل کے دل مین خار خار ابکی برس
بدلیان آئین بہت اور مینہ برسے خوب خوب — ساقیا ٹوٹا نہ پر اپنا خمار ابکی برس

پتھر سے ہووے شیشۂ دل پاش پاش کاش — نالہ تو نکلے دل سے کوئی دلخراش کاش
سیکھا ہے کس سے لطف کہ ملے ہی جی سہو — دیکھتا ستم ہی اپنی ستمگر معاش کاش
اے برق آشیان پہ مرے تو گذار کر — جاوے اب اس چمن سے مری بو دو پاش کاش
اس جستجو مین آہ مین بہر بہر کے مرگیا — کرتا نہ آہ اہل وفا کی تلاش کاش
حسرت فدا اے خون جگر کی مین جو کرون — چھوٹے تلاش و دغدغۂ آب و آش کاش

مینے کس شخص سے لگائی آنکھ — جسنے ملتے ہی بس چرائی آنکھ
ساقیا موسم بہار مین آ — ہمسے کیون جام نے چھپائی آنکھ
دے تو بیٹھا وہ ناز سے گالی — شرم سے پر نہین اٹھائی آنکھ
دل لیا اس نے جب سے اے حسرت — تب سے مین اسکی وہ نہ پائی آنکھ

کچھ دلمین جنون تیرے ارمان نہ رہجاوے — کی جیب تو سو ٹکڑے دامان نہ رہجاوے

ساقی نامہ

ہے لائق حمد و شکر وہ ذات — آباد کی جسنے یہ خرابات
کب جیخ خمار سے ہے خالی — دیکھ نظر تشفق کی لالی
کیفی اسکے جھک رہے ہین — اللہ اللہ بک رہے ماہین
غل کرتے ہین مے کے اشتیاقی — یعنی کہ پہونچ شتاب ساقی
ہے شیشہ عجب خلل ہوا ہے — دل آبلہ بغل ہوا ہے

ساقی تجھے جام کی قسم ہے — میخانے کے نام کی قسم ہے

آرام دل درددان مستان — جلدی سے پہونچ بجان مستان

اپنی تجھے سرکشی کی سوگند — مت رکھیو خرد کا مجھکو پابند

نرگس ہے چمن مین مست و مخمور — آنکھین کیفی رہین چشم بد دور

ظالم ٹک دیکھ حال گلزار — ہر ایک یہان ہے مست و سرشار

ہر دم ہے خزان چمن کے درپے — لاتا ہے تو لا دے ساغر مے

کچھ جام سے مجھکو مے پلا دے — کچھ گردش چشم سے چھکا دے

تجھکو اپنی ادا کی سوگند — تجھکو دل بیوفا کی سوگند

برسات کی بدلیان یہ کالی — اور تو رکھے اپنا جام خالی

جون جون کہ جھکورے لے ہے پانی — یاد آوے شراب ارغوانی

گل پھولے ہیں چار سو چمن مین — ساقی نہین آہ تو چمن مین

ظالم یہ ہوائے برشکالی — بے جام و شراب جائے خالی

کل کو نہ رہیگا حسن تیرا — یہ ولولہ اور یہ جوش تیرا

رہجائیگی اتنی یادگاری ... — پھر ساقی نے کی نہ یاری

ساقی غافل رہا تو ہم سے — پیمانہ بھرا شراب غم سے

گل بے رخ یار خوش نباشد — بے بادہ بہار خوش نباشد

حسرت کی وصیت اتنی رکھ یاد — گر جاے وہ گور مین رہے شاد

گاہے تربت پہ اس کی جا کر — خاک اسکی تو مے سے کیجیو تر

وان بھی وہ تجھے دعا کریگا — ساقی ساقی جیا کریگا

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان جرأت

نالہ موزون سے مصرع آہ کا جیسا ہوا
زور یہ پردرد اپنا مطلع دیوان ہوا

صاف ظاہر ہو گئی بیتابی دل شکل برق
وہ بہو کا اپنی نظروں سے جو تک پنہان ہوا

آئے جو مرقد پہ میرے سو مکدر ہو گئے
خاک ہو کر بھی غبار خاطر یاران ہوا

اسکے جانیسے یہ دلمین آئی ہے رنگ ہائے
سب جہان بستا ہے ایک اپنا ہی گھر ویران ہوا

گرچہ ہر قالب مین جرأت صورتین ملتی ہین
پر بنا جو درد کا پتلا وہی انسان ہوا

رتبہ گل بازیچہ دلا کا شش تو پاتا
ہاتھون سے جو گرتا تو وہ آنکھون سے اٹھاتا

تنہائی پہ اپنے ہون نپٹ ششدر و حیران
آنیکا جو ہے نام تو رونا ہمین آتا

ہے وصل سے بہو اسکا ظہور آہ
مین اسلیئے روتا تھا کہ وہ مجھکو ستاتا

ناطاقتی دل اگر ایسا نہ گراتی
تو صدمہ غم کو تو مین خاطر مین نہ لاتا

ہر چند کرون نالہ شبگیر مین جرأت
پر چونکے ہے کب نیند سے وہ نیند کا ماتا

کون دیکھیگا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آنیکی بھی تمنے قسم کھائی کیا

شیخ جی ہمتو ہین نادان یہ اسکو آنکھے دو
ہم بھی پوچھینگے ہوئی آپکی دانائی کیا

واہ مین اور نہ سنے کو کہون کا تو باہ
مین تو حیران ہون یہ بات آپنے فرمائی کیا

حرف مطلب کو مرے سنکے نصیحتانہ کہا
ہم سمجھتے نہین بکتا ہے تو سودائی کیا

دیکھنے کا جو کرون اسکے مین دعوی جرأت
مجھ مین جرأت یہ کہان اتنی شکیبائی کیا

کچھ بھی گمان تیرا اے بدگمان بدلا
تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا

قسمت نے ہمکو آخر لا دام مین پھنسایا
صیاد کے خطر سے گو آشیان بدلا

اکدم وصال دیکر فرقت کے غم سے مارا
آخر سیا یہ تمنے خوب اسکا جان بدلا

چپ چپ کے چپ گئے وان سمجھان ہی گیا وہ
گولا کہہ سب سو ہمنے نام ونشان بدلا
اپنا ہی دل نہین وہ اس بن وگرنہ جرأت
نہ کچھہ زمین بدلی نہ آسمان بدلا

آہ کیونکر نہ جدا تمسے وہ پیارا ہوتا
وہ نہین ہم ہین کہ جس سے وہ ہمارا ہوتا
جسنے پاوس سی ہونے نہ دیا وصل کی رات
اور کچھہ کیونکہ بھلا اسکو گوارا ہوتا
محفل یار مین ایک ایک کا کیون تکتا منہ
بات کہنے کا اگر مجھکو بھی یارا ہوتا
شکر تم گھر سے نکل آئے نہین تو پیارے
بیقراری سے ابھی مین نے پکارا ہوتا
شکر تم آگئے گھر اسکے نہین جرأت تنے
سر اٹھا کر ابھی یون سی مارا ہوتا

ابر غم ای چشم گریان جب برس کر کھل گیا
راز سربستہ ہمارا آہ سب پر کھل گیا
ناتوانی سے نیا پایا جب مجھے صیاد نے
یوں اٹھا ہی یہ قفس کا کسطرح کھل گیا
سب سے پہلے عشق کی دریا مین جلتو ہی ہوا
وائے قسمت اپنی ہی کشتی کا لنگر کھل گیا
پہر مین صیاد نے رشتہ کو محکم کر دیا
بیقراری مین مرا گھر ایک ہی پہر کھل گیا
اشک سرخ آتے ہین شاید دل کا پہوٹا آبلہ
یارب یہ عقدہ تو سلے اسے دیدۂ تر کھل گیا
بند سا کچھہ ہو رہا تہا دل بھی مدت سے سو آج
لگتے ہی سینہ پر اسکی ایک ٹھوکر کھل گیا
عقدہ دل اپنا لیجا اس ید اللہ کو عقدہ
جسکی اک انگلی سو جرأت باب خیبر کھل گیا

غم روز وصل کے کہتا ہون کچھہ اس سے اگر اپنا
تو ہنسکے وہ بولے میان فکر کر اپنا
گر بیٹھے ہین محفل خوبان مین ہم اس بن
سر زانو سے اٹھتا نہین دو دو پہر اپنا
لاتا ہی تو ہمدم اسے لا جلد کہ ہمکو
احوال نظر آئے ہے نوع دگر اپنا
روبرو اسکے کسی غمخوار کو چپکے
کچھہ حال سناتا ہون مین با چشم تر اپنا
تو کیا کہون کہتا ہی عجب شکل سے مجکو
کچھہ ہونٹون ہی ہونٹون مین وہ منہ پھیر کر اپنا
کیا کیا اسے دیکھہ آتی ہی حسرت ہمین جرأت
مایوس پہر اٹھتا ہی جو بیمار سر اپنا

تن اب بستر سے یون مجھہ ناتوان کا اٹھہ نہین سکتا
کہ جون اٹھوائے جون چہرا آستین انکا اٹھہ نہین سکتا
تیرنج و تیغ بکسیو اس سرے یوسف کو جون دیکھا
قدم آئینہ کو ساری کاروانکا اٹھہ نہین سکتا
بہت ایذا اٹھائے لے اجل بس اب یہ رہا
کہ صدمہ اتنو اس دردنہانکا اٹھہ نہین سکتا

رکھا تھا بار عشق اکدن جو اپنے پشت پر اپنے ۔ سو اتنک کہ زمین سو آسمان کا اٹھہ نہین سکتا
خدا شاہد ہی اسکا دو جہان سے دل اٹھا سکتے ۔ خیال اس دہن سے پر کوئی تا بان کا اٹھہ نہین سکتا
جلون ہون اگر افسردہ سا مین ناتوانی سے ۔ کہ کچہ ویسے دہوان شور و فغان کا اٹھہ نہین سکتا
چلا جو اٹھہ کہ وہ تو کب ہی جرات ہی کہ مین وکو ۔ لو جسے ہاتھہ بہی جو بے زبان کا اٹھہ نہین سکتا ،،،
ہوا ہی اتو یہ نقشا ترے بیمار ہجران کا ۔ کہ جسنے کہولکر منہ اسکا دیکھا بس مین ڈہکا
جنونے دیکھو رتبہ میرے حال پریشان کا ۔ قدم بوسی کو آیا چاک تا دامن گریبان کا
خدا جانے کریگا چاک کس کسکے گریبان کو ۔ اداسے اسکا چلنے مین اٹھا لینا یہ دامانکا
گیا وہ فتنہ دوران جو خوبان کے محلہ - مین ۔ کس کئنے نہ اسکو روزن دیوار سے جہانکا
قفس مین ہمصفیرو کچہ تو مجھسے بات کرجاؤ ۔ بھلا مین بہی کبہی تو رہنے والا تہا گلستانکا
تڑپ کر بستر اندوہ پر ہم مرگئے آخر ۔ کسی پر غم ہوا ظاہر نہ اپنے درد پنہان کا
تماشا ہے کہ جس روز دفن اسکے اقربا خوش تہے ۔ تو ناحق پہر گیا تہا جسے دل اس آفت جانکا
ہوا وہ خوش تو اب لوگو نے اسکی شادی کی ۔ نہ وان جاوے کوئی یا نکانہ یان آوے کوئی خانکا
کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرات کو ۔ عجب احوال دیکھا ہے کل اس خانہ ویرانکا
مت یہ گھبرا کر اگر کہو اب یانسے سندہ جائیگا ۔ کوئی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا
اب خبر آنیکی سنکر اسکے یہ دھڑکا لگا ۔ دیکھئے حق مین مرے کیا آکے فرما جائیگا
گرم صحبت جب تلک ہے ہو گا پاؤ وہ ۔ ہمدمو کیونکر یہ ٹھنڈی سانس بہرنا جائے گا
مجھے وقت خنک کہتا ہی وہ جنگجو تا ۔ جب کہین تو مٹے گا تب یہ جھگڑا جائیگا
دلنے آیا ہی جواب خط کوئی سنیو ذرا ۔ مین نہین ہون آپ مین مجھسے نہ سمجھا جائیگا
یون اٹھے وہ بزم مین تعظیم کو غیرونکے ہائے ۔ ہمنشین تو بیٹہیو یان مجھسے نہ بیٹھا جائیگا
پیچھے مین لوگ کہو اتی عبث احوال دل ۔ روبرو اس شوخ کے کب مجھسے بولا جائیگا
اب حقیقت کیا کہون ترے مریض عشق کی ۔ ماجرا اسکا مفصل کب سنایا جائیگا ،،،
دیکھکر جسکو طبیبون نے کہا منہ پہیرکر ۔ حال اس بیمار کا مجھسے نہ دیکھا جائیگا
لوگ کہتے مین جو وہ بیزار ہی تو سچ بول ۔ تیرے کھنچ رہنے سے کچہ ایک وضع جرا جائیگا

لیک سچ تو یہ ہے وہ روٹھے تو روٹھے مجھسے پر
دل مرا بس مین نہین مجھسے نہ روٹھا جائیگا

مت بلاؤ بزم مین جرأت کو یہ آتش بیان
کہکے کچھہ آتش وہ ٹکی سی بھڑکا جائیگا

در تلک اب جیو دیا گہر سے نکل کر آنا
یاد وہ راتون کو سدا اسکا بہلکر آنا

قصد جب جانیکا کرتا ہون مین اُس شوخ کے پاس
تیغ ابرو یہ کہے ہے کہ سنبھل کر آنا

ہمدمو میری سفارش کو تو جاتے ہو ولے
کہین واں جاکے کچھہ اور خلل کر آنا

اسکا بوجھ نہین ہو یہ چمن سے باہر
گل مرے سامنے ہاتھون سے مسل کر آنا

ہمدمو یہ کوئی رونا ہے کہ طوفان ہے آہ
دیکھیو چشم سے دریا کا ابل کر آنا

وانسے اول دل بیتاب تو کب آتا ہے
اور جو آتا ہے تو سوجا یہ مچل کر آنا

جرأت اسکی کہون کیا تجھسے طرح صحبت کی
جانا جب اُٹھکے تب اک روپ بدلکر آنا

سچ تو یہ ہے جگر ربط اندنون پیدا کیا
پیچ ہی ہر دم یہی ہمکو کہ ہمنے کیا کیا

میری اور اس شوخ کی صاحب سلامت جب تلک
صبر و طاقت نے کہا لو ہمنے تو مجرا کیا

وہ گیا اٹھ کر جدہر کو مین ادہر حیران سا
اسکے جانے پر بہی کتنی دیر تک دیکھا کیا

جب تلک کرتے رہے مذکور اسکا بیچ لوگ
جی مین کچھہ سوچا کیا تھا لیکن دل دھڑکا کیا

عشق بازی نہین کہا جرأت کو سنیے دیکھکر
یہ عزیز اپنے ہمیشہ جان پر کھیلا کیا

دل پر لگا الٹ کر وہین تیر آہ کا
جون یاد آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا

تشبیہ کس مزے سے مین لذت کو اسکی دون
کچھہ دل ہی جانتا ہے مزا دلکی چاہ کا

سوتا ہون غافلون کی طرح جاگتے مین مین
از بسکہ محو ہون کسی غفلت پناہ کا

لگتی نہین پلک سے پلک آہ کیا کرین
قسمت مین وصل ہو اس رشک ماہ کا

دم مارتے نہین اور اٹھاتے ہیں ظلم
اپنا جو ایک مزاج پڑا ہے نباہ کا

یہ بخت سو گئے کہ ترستے ہین اسکو ہی
وہ دیکھتا جو خواب مین تہا گاہ گاہ کا

جرأت جواب میر تو ایسا ہی کہہ کہ اب
چارون طرف سے شور ہے سنیے واہ واہ کا

پوچھو نہ کچھہ سبب مرے حال تباہ کا
الفت کا یہ ثمر ہے نتیجہ ہے چاہ کا

کہتے ہین جسکو اہل جہان سنجۂ قضا
جاروب کش ہے سو وہ ترے قتل گاہ کا

میں اور بدی کرونگا تمہاری کسی سے خیر
اچھا مزاج سمجھے تم اس خیر خواہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پر نہیں کچھ اور
اک تار بند کیا ہے مگر آہ آہ کا

تھی دولت وصال سے ہم آنکھی بادشا
جبتک کہ وصل تھا ہمیں اس کجکلاہ کا

سو اب خراب پھرتے ہیں یوں اسکے ہجر میں
جیسے گدا کا روپ بنے بادشاہ کا

آوارہ در بدر ہوں میں جرات بقول میر
خانہ خراب ہو جیو اس دلکی چاہ کا

کل جو رونے پر مرے ٹک وہ بیاں اسکا پڑ گیا
ہنس کے یوں کہنے لگا کچھ آنکھ میں کیا پڑ گیا

جنگ جوئی کیا کہوں اسکی کہ کل ہمسو تھم آہ
صلح تک ہونے نہ پائی تھی کہ جھگڑا پڑ گیا

سوزش دل کچھ نہ پوچھو تم کہ ٹک سینہ پہ آہ
ہاتھ رکھتے ہی ہتھیلی میں پھپھولا پڑ گیا

بیٹھے بیٹھے آپ سے کر بیٹھا ہوں کچھ گناہ
پانو پڑنے کا جو اسکے مجکو چسکا پڑ گیا

ڈگ گیا ایسا ہی وہ جو پھر نہ آیا کل جو ٹک
ہاتھ اسکے پانو پر پھوے سو میرا پڑ گیا

میں تو یاں اسبات سے اپنے پڑا ملتا ہوں ہاتھ
اور سارے شہر میں کچھ اور چرچا پڑ گیا

گرچہ ہوں میں بدنام کو جرات پر اب اسکی فکر
آنکھ اٹھا سکتا نہیں دلمیں خطر آ پڑ گیا

جو دم لب پہ گھبرا کے آنے لگا تو شاید مرا دل ٹھکانے لگا میں وکر جب کہنے لگا درد دل وہ منہ پھیر کر مسکرانے لگا
یہ کون آکے بیٹھا کہ محفل سے وہ اشاروں سے مجکو اٹھانے لگا کیا اسنے جو سیر دریا کا عزم میں آنکھوں سے دریا بہانے لگا
یہ جانا عبث اسنے کہ مرتا ہے یہ تو ہر بات میں روٹھ جانے لگا ستاتا ہے اور الٹا سمجھے مصیبت جو میں آکے ملنے لگا
دیا اسکے جو در پہ جرات نے جی تو الحمد للہ ٹھکانے لگا،

اچپلاہٹ سے وان ہر بار اٹھنا بیٹھنا
یان ہوا ہے ضعف سے دشوار اٹھنا بیٹھنا

اور تو کیا مشغلہ ہے ہجر میں تیرے مگر
دلکی بیتابی سے سو سو بار اٹھنا بیٹھنا ،

کیا کہیں ہم مارتا ہے اور جلاتا ہے ہمیں ،
دمبدم محفل میں تیرا یار اٹھنا بیٹھنا

کچھ الم کچھ درد ہے کچھ ہم سے کچھ ہو ہے
بھول جاتا ہے ترا بیمار اٹھنا بیٹھنا،

اسکی تک آواز سن لیویں ہم اٹھتے بیٹھتے
گر میسر ہو پس دیوار اٹھنا بیٹھنا

ہے قیامت نشہ سے تیرا نام خدا
لڑکھڑا اکڑا ہے بت پھر یار اٹھنا بیٹھنا

بیقراری سے ترے میں اسپے جرات کی شکل
لوٹنا بستر پہ تیرا اور جا پڑا اٹھنا بیٹھنا

تیرے بن اب جو شکل سے قرار لے فتنہ گر آنا
تو بیتابی سے پھر ہمکو ادھر جانا ادھر آنا

خدا جانے کدھر جاتے ہیں ہم ہو کر زخود در فتنہ
یہ کہنا جب کسیکا یاد آتا ہے ادھر آنا

جواب خط کی جاب دلمیں یہ رہ رہ کر یہ آتا ہے
کہ شاید اس گلی میں جا کے ہو لا نامہ بر آنا

مرے گھر میں جو وہ آیا تو پھر گھبرا کے یوں بولا
یہ جاتا تھا کہاں میں اور ہوا پھر اکدھر آنا

خدا کیواسطے کچھہ فکر کر جلد اپنی اے جرأت
یہ کچھہ اچھا نہیں ہے غش پہ غش دو پہر آنا

درد فرقت کا الم ہر دم ہمیں گھیرے رہا
تم گھیرے وان عیش میں یان غم ہمیں گھیرے رہا

تھا تصور رات کسکی کان کے بالے کا آہ
صبح تک ایک حلقہ ماتم ہمیں گھیرے رہا

غیر گھیرے بیٹھے ہونگے جرأت اپنے یار کو
کنج تنہائی میں بھی یہ غم ہمیں گھیرے رہا

خاک میں اب ننگ و نام اپنا بر سوائی ملا
یعنی ہم خانہ نشیں و ریا ہرجائی ملا

جانکر رکھا تھا جسکو عندلیب نغمہ سنج
سو وہ عاقل کوئی سمت غوغائی ملا

جی اوڑا پھرتا ہے کچھہ آج اسکی آمد پر مرا
بوئے گل کے ساتھ کسکی بو صبا لائی ملا

قطع بیتابی کا جامہ گو ہوا ہم پھر دستے
ہمنے جاتا خلعت صبر و شکیبائی ملا

بیٹھنے کی اسکے در پر ہم میں جرأت تھی کہاں
زور یہ تیرے سبب اے ناتوانائی ملا

اس بن جو اتفاقاً الغرض ہمکو سونا
تو چونکتے ہی اپنے اشکوں سے منہ کو دھونا

وسن پر ہیں نازان مہر و یہ گو رہتے ہیں
لیکن کوئی بلا ہے وہ سانولا سلونا

عالم بیان کرے ہے جو وسعت دو عالم
اسکے وسیع اپنے ہے دل کا ایک کونا

اسکو اثر نہیں کچھہ اے چشم تر نرو بس
منظور ہے تجھے کیا میرا فقط ڈبونا

ابر و ہوا و گلشن دیکھہ آئے کیوں نہ رونا
کیا قہر ہے اسیکا اس وقت میں نہ ہونا

جرأت سے وقت آخر پوچھا جو یہ کسینے
ہوشیار ہو کے سو ہے یوں منت جان کھونا

تو وہ مریض الفت رو کر بقول سودا
کہنے لگا کہ نادان کیا پوچھتا ہے ہونا

شب وصل دیکھے جو خوابمیں تو سحر کو سینہ فگار تھا
یہی بس خیال تھا دمبدم کہ ابھی تو پاس ہی یار تھا

دم قتل کوئی یہ بول اٹھا تو مجل ہو کیا وہ جفا شعار
اسے ذبح تمنے عبث کیا یہ تمہارا شکر گذار تھا

مجھے یاد اپنے لگا لیے اسے صاف دل سے بھلا دیے
ملنا دم تو آنکھہ ملائیے ہی مجھسے قول قرار تھا

بے مجھے ایک عاشق خستہ کی کہن قبر گل جو نظر پڑی — نہ کسی سے کوئی لگائی جی یہ کہا یہ لوح تھا
غزل اور قافیہ کو بدل میں سنا دون یار یہ دلکو مجمل — ہوا مختصر نہ یہ یک غزل کہ ہے اثر افسانہ طرح تھا

اگرچہ دل کے بہلانیکو میں کسیجا نہیں جاتا — ولے جو دہیان ہے دلکو سو وہ اصلاح نہیں جاتا
تماشا ہے کہ پاس اپنے وہ پہلا تا نہیں ہم کو — اور اس سے ملک عدم اب بیٹھیں تو پہر مہیا نہیں جاتا
کہے گر کوئی مرتا ہے ترا بیمار جا اس تک — تو کیا شوخی سے کہتا ہے وہ بے پڑا نہیں جاتا
قفس کو ہم صفیرو کر دکہاتے رشک گلشن ہم — ولے ناطاقتی سے کیا کریں تڑپا نہیں جاتا
ترے بن دیکھے جرأت کی یہ حالت ہو گئی غم سے — کہا ہوے تو اسکو پہر نظر دیکھا نہیں جاتا

سر تن ہے میرے تونے ستمگار اوتارا — آخر کو محبت میں مجھے یار اوتارا
کیا جانے حقیقت میں ہے تو کون پہ حق نے — انسان کے قالب میں تجہے یار اوتارا
ہم گہر گئے اسکے تو رہا بام پہ وہ شوخ — نیچے اسے گردون نے نہ زنہار اوتارا
رک کر مری فریاد سے ہمسایہ یہ بولے — کس شخص نے یان لاکے یہ بیمار اوتارا
اس شوخ نے کل بات ہی بات میں فلک — سو بار چڑھایا مجھے سو بار اوتارا
ڈوبا ہی تھا میں بحر محبت میں پہ جرأت — اس دیدہ گریان نے مجھے پار اوتارا

جو دل وحشت زدہ پہرتا تھا آوارا پڑا — کہتے ہیں جرم محبت پہ وہ کل مارا پڑا
ایکدن اس برق وش کی دیکھ چشمک تھی — آجتک گردون پہ کانپے ہے ہر اک تارا پڑا
تھا جو طفل دل قضارا آ گئی اسکی قضا — اس کا خالی پالنا جہولے ہی گہوارا پڑا
کوئی بہی کہتا نہیں تھا کہ اے پیمان شکن — جان توڑی ہے تیرے بن ایک بیچارا پڑا
جنگ حسن و عشق میں کیا کہیں جرأت حیف ہے — تھا جو دل نام اک جوان سو مفت میں مارا پڑا

حس ایجاں نہیں بنے کا پہر یہ احسان نہیں ہے کا — پر وہ مت سہ سوا تہا نہ زنہار مجھ میں اوسان نہیں ہے کا
دلکی درخواست ہو کی [illegible] اب یہ ماک آن نہیں ہے کا — آنکر ابی امانت لیجیا پر تجھے دہیان نہیں ہو گا
نذر کی جیب تو دے [illegible] اب یہ امان نہیں بنے کا — تو چلا او یہ جی [illegible] کسی سوان میں ہو گا
گل کوئی کہدے سو تو [illegible] یہ گلستان نہیں رہے کا — ہر کے غم سے نہ گھبر جرأت ابتر احیران نہیں ہے کا

میرا اور اسکے جو پوچھو ربط کیا کیا کچہ تہا تھا — پر دل اسکا پہر گیا ایسا کہ گویا کچہ نہ تھا

سب اسیران ستم کی ہو گئی کیا مخلصی ،، آج قاتل کی گلیں شور و غوغا کچھ نہ تھا
میر اور اسکے محبت ہی کا ہو سارا بگاڑ چاہنا جب کچھ نہ تھا ظاہر تو جھگڑا کچھ نہ تھا
رات جو تھی جمع مہرو اور تھی بزم طرب پوچھئے ارباب عشرت سے تو کیا کیا کچھ نہ تھا
پر نہ ہونے سے کسیکے جرأت ایسی تھی اداس سرنگوں بیٹھے تھے ہم گویا کہ جا کچھ نہ تھا۔

آرام نہ ہو دلکو تو اے یار کریں کیا ، پھر پھر کے یہیں آتے ہیں ناچار کریں کیا
صیاد نکر منع کہ گلشن کی ہوس میں تڑپیں نہ تو یہ مرغ گرفتار کریں کیا ،
احوال سکے بن نہیں بنتی ہے کیطرح اور کہتے تو ہوتا ہے وہ بیزار کریں کیا ،

کھد جائے دل پہ نقش اگر اس نگار کا تعویذ کر رکھوں اسے اپنے مزار کا
لگتی نہیں پلک سے پلک وصل میں بھی آہ آنکھوں کو پڑ گئی ہے مزا انتظار کا ،
جرأت اب اسکے آنے سے بالکل ہوئی ہے یاس احوال کیا کہوں دل امیدوار کا

گر لگی آتش میرے دل اور جگر کو کیا ہوا اشک پھر کیوں تھم رہے ہیں چشم تر کو کیا ہوا
ملک دل میرا سدا سنسان ہی رہتا ہے آہ سب نگر بستے ہیں یارب اس نگر کو کیا ہوا
اپنے کوچے میں مجھے دیکھا تو یوں کہنے لگا تو جو یاں بیٹھا ہے جرأت تیرے گھر کو کیا ہوا

کیوں اٹھ چلا جہاں سے دل آزار کیا ہوا بیٹھے بٹھائے تجھکو یہ آزار کیا ہوا
لیتے ہی دل کی ہے ملاقات ترک کی پہلا وہ ربط اے بت عیار کیا ہوا
جرأت کری ہی کس لئے تو نالہ و فغاں کیوں ضبط چھٹ گیا تجھے اے یار کیا ہوا

عشق کب یار مجھسے چھوٹ گیا صبر ناچار مجھے چھوٹ گیا جا اس کی گلی میں کیوں اے دل آہ اکبار مجھسے چھوٹ گیا
یہی کہتا ہوں جیسے اے جرأت کوچہ یار مجھسے چھوٹ گیا ، کس سا ساکنیں آہ لائے نصیب گل گلزار مجھسے چھوٹ گیا

دیکھ اس گلکو جو شعلہ سا جگر سے چمکا کیا مرا داغ کہن پھر نئے سر سے چمکا
شاید آیا دل سوزاں بھی یہ ہمراہ سرشک شمع ساں کچھ تو مرے دیدۂ تر سے چمکا
ہوتے دیکھے ہیں ادھر سیکڑوں پامال جفا تو نار کو نکلا وہ جدھر سے چمکا
گھر میں آیا وہ مری غیرت مہ اے جرأت آج کچھ بخت کا تارا تو اثر سے ، چمکا

بن ترے کیا کہیں کیا روگ ہمیں یار لگا ڈر لگے نام لے جس کا وہ آزار لگا

کہئے کیونکر نہ اسے بادشۂ کشورِ حسن | کہ جہاں جا کے وہ بیٹھا وہیں دربار لگا
آنکھ لگتی نہیں جرات تری اب ساری رات | آنکھ لگتی ہی یہ کیسا تجھے آزار لگا

بسکہ ہو تی ہی جو وہ غائب ہوا مہتاب سا | وصل کی یہ رات تھی یا ہمنے دیکھا خواب سا
دل ہی یار و یا خدا جانے کہ کیا آفت ہی یہ | تلملاتا ہے پڑا پہلو میں جو سیماب سا
لگ گئی کیسے ہوا جو ہو گیا پژمردہ آہ | ورنہ اپنا غنچۂ دل تھا ابھی شاداب سا
آہ کیا کیا کچھ نہیں ہے عالمِ امکان میں | چین کہتے ہیں جسے ایک وہ تو ہی نایاب سا
پڑ گئی کس چہرۂ گلرنگ پر تیری نظر | جرات آنکھوں میں پڑا جھلکے ہے اک خونناب سا

رخ جو پردے سے مرے رشکِ قمر کا نکلا | نہیں معلوم کہ یہ چاند کدھر کا نکلا
اٹھ گیا بزم سے دامن کو وہیں جھاڑ کے وہ | ذکر باتوں میں جو کچھ خاک بسر کا نکلا
صحبتِ یار تھی اور عیش کا تھا دل میں مقام | ہوش بس اڑ گئے چرچا جو سفر کا نکلا
نزع میں بھی تری صورت کو نہ دیکھا افسوس | مرتے مرتے بھی نہ ارمان نظر کا نکلا

جسکو تو ڈھونڈے ہے وہ اے ہمنشیں جاتا رہا | جانتی مجھ پاس ہی وہ دل کہیں جاتا رہا
دلکو جو لوٹیں سکے کوچے سے اٹھا لاتے ہم | پر نظر اپنی بچا کر پھر وہیں جاتا رہا
درد دل کہتا ہوں اس سے تو وہ سمجھے ہے دروغ | راست گوئی کا تو دنیا سے یقیں جاتا رہا
کیا کہوں میں اپنی حالت دل جو تھا ہمدرد ایک | دیکھ کر وہ بھی مجھے اندوہگیں جاتا رہا
ڈھونڈنے آیا تھا جرات دلکو اس کوچے میں میں | پر جو دیکھا آپ ہی اس دم کہیں جاتا رہا

برہم کبھی قاصد سے وہ محبوب نہ ہوتا | گر نام ہمارا سرِ مکتوب نہ ہوتا
اسلام سے برگشتہ نہ ہوتے بخدا ہم | گر عشقِ بتاں طبع کو مرغوب نہ ہوتا
خوبانِ جہاں کی ہے ترے حسن سے خوبی | تو خوب نہ ہوتا تو کوئی خوب نہ ہوتا
ہیں لازم و ملزوم ہم حسن و محبت | ہم ہوتے نہ طالب جو وہ مطلوب نہ ہوتا
دل آ کے دنیا میں جو ہوتا مرے جرات | تو سامنے اس شوخ کے محبوب نہ ہوتا

اب تباد لمیں تیسرا اے بت عیار ہے کیا | بولتا کیوں نہیں دل لیکے تو بیزار ہی کیا

دیکھ غمگیں مجھے پوچھے ہے وہ آپ ہی ہنسکر — تو نے دل جسکو دیا ہے وہ ستمگار ہے کیا

شب کو زاری ہی سن کہتے ہیں یوں تنہا ہے — کوئی پوچھو تو کہ اس شخص کو آزار ہے کیا

دل جگر کی مرے پوچھے ہے خبر کیا اے یار — نوک مژگاں نے ذرا دیکھ نمودار کیا

دلکو تھا منہ ہوئے جسکا سا ہر اک کہ مجھے — جرأت اب بات بھی کرنا تجھے دشوار ہے کیا

رات کیا کیا مجھے ملال اس نے تھا خواب کا تو کہیں خیال نہ تھا آج کیا جانے کیا ہوا ہمکو کل تلک ایسا جی نڈھال نہ تھا

جب تلک ہم نہ جانتے تھے تجھے تب تلک ایسا تو احوال تھا اب تو دلکا اٹھانا ہو دشوار پہلے کہتے تو کچھ محال نہ تھا

اتنا رویا لہو تو کب جرأت ابھی دامن ترا تو لال نہ تھا

پیام جلد صبا وصل یار کا پہونچا — کہ دم لبوں پہ اب اس بیقرار کا پہونچا

رکھا جو سر پہ قدم یار تو نے از رہ لطف — دماغ عرش پہ اس خاکسار کا پہونچا

تری سی نرم کلائی ہے کس کی اے گلرو — میں گلرخوں میں بھی دیکھا ہزار کا پہونچا

شب جوانی میں غفلت کی مے سے مست جو تھے — تو صبح پیری میں صدمہ خمار کا پہونچا

جہاں ہے یار خبر کس سے پوچھیے اے وائے — نہ قافلہ کوئی یاں اس دیار کا پہونچا

رہے قفس ہی میں ہم اور چمن میں پھر پھر کر — ہزار مرتبہ موسم بہار کا پہونچا

ہزار حیف کہ جرأت کو مرتے مرتے بھی — پیام وصل نہ اس گلعذار کا پہونچا

خنگ میں کونسے دن آہ وہ درد نوش نہ تھا — شب کو بر صلح میں بھی جیسے ہم آغوش نہ تھا

واژگوں جام رہے شیشے رہے مہر بلب — بزم جاناں میں جو کل وہ بت مے نوش نہ تھا

یار افسوس تب آیا تھا مرے بالیں پر — کہ مجھے شدت گریہ سے ذرا ہوش نہ تھا

مرے کاشانے میں کیوں شور مچایا ہے عشق — ولیں سو دل بیتاباں کا تو کبھی جوش نہ تھا

آج اس کوچے میں کیا جا کے تو سن آیا ہے — جرأت ایسا تو کبھی آگے تو خاموش نہ تھا

دل تجھسے جو بیدرد سو میں یار لگایا — اک جان کو سو طرح کا آزار لگایا

یوں روٹھ تو بیٹھا تھا پہ جب رہ نسکا دل — سر پاؤں پہ پھر اسکے میں ناچار لگایا

دنیا کے محبت سے بس اکدم میں ہوا پار — اچھا مرے قاتل نے مجھے وار لگایا

اللہ رے شہرہ تری حلقہ کا کہ جسنے — گھر بیٹھے ہی دروازے پہ دربار لگایا

خط کسکا یہ آیا تھا جرأت جسے تو نے — اک دم میں اٹھا انکھو سو بار لگایا

کھینچ کر آہ جو میں ہاتھ جگر پر رکھا — دامن اپنے ہی اٹھا دیدۂ تر پر رکھا

ہاتھ کیوں سب لیے تراکی جو میں ابرو پہ نگاہ — اپنے بس ہاتھ وہیں تیغ و سپر پر رکھا

دیکھیے تو کیسی بنے آہ یہی دھڑکا تھا — رات جو میں نے قدم یار کے در پر رکھا

آج کی رات کٹے دیکھیے کس شکل سے آہ — اس نے پھر وعدہ دیدار سحر پر رکھا

ہاتھ جرأت کے جو ہنگ رہ دلدار لگا — کبھی چھاتی سے لگایا کبھی سر پر رکھا

مرتے ہیں جسکے خاطر دلخواہ وہ نہ آیا — وقت اپنا آن پہونچا پر آہ وہ نہ آیا

ہم چاندنی میں رو رو کہتے ہی تھے مرے — جس سمت کہ تو خوش آیا کیوں ماہ وہ نہ آیا

مقصد برا سکے پر حیف ہے کہ یارو — جسکی ہمارے دلکو تھی چاہ وہ نہ آیا

آنکھیں اس سے کچھ تسیر تو جان لب پہ یوں — پھر کھینکے میں جینکا ہرگاہ وہ نہ آیا

حسرت ہے یہ کہتے ہیں ہم گذرے ہی قافلے جو — اس کاروانکے بھی ہمراہ وہ نہ آیا

سب اسکے وقت رحلت پر رہ گئی یہ حسرت — جسکی کہ تک رہی تھی ہمراہ وہ نہ آیا

یکبار بیٹھے بیٹھے جو چونک اٹھو جرأت — یوں اپنے گھر میں گاہے ناگاہ وہ نہ آیا

ہر آہ سے جو شعلہ نمایاں ہے آگ کا — پتلا بغل میں کیا دل سوزاں ہے آگ کا

جوں شمع اپنے دل پہ یہ طغیاں ہے آگ کا — نوک زباں سے وو نمایاں ہی آگ کا

کھینچ آہ سرد تا طپش دل کی قدر ہو — خواہاں ہر اک بفصل زمستاں ہے آگ کا

چنگاریاں نکلے او انکو سمجھو نہ بے سبب — سوزش سے کس کے حال پریشاں ہے آگ کا

سوز فراق ہر دل صد چاک میں کہ آہ — قندیل میں یہ شعلہ فروزاں ہے آگ کا

سرسبز گشت دل ہو یہ کیا خاک ہمدمو — یاں جوش اشک گرم سے باراں ہے آگ کا

جرأت غزل وہ گرم ہی کہہ تو کہ سب کہیں — ہر حرف اسکا اخگر سوزاں ہے آگ کا

گو تنور دیدۂ گریاں ہے آگ کا — ٹپکے ہی جو سرشک سو طوفاں ہی آگ کا

جاری ہے سیل اشک تو افزوں ہے سوز دل — یہ طرفہ ہے کہ آب نگہباں ہے آگ کا

سوزش مٹی ہے سینے سے ہرگز دیکھو تو طپش — تو گویا طلسم اک رخ جاناں سے آگ کا

طاؤس آتشین کی طرح تھے یہ شعلہ خو ۔ شعلہ ہزار رنگ سے قربان ہی آگ کا
اگر نسیم صبح بھی ہو جائے یہان سموم ۔ صحرائے دل مرا وہ بیابان ہی آگ کا
کیا جانے ہی یہ کسکی رخ آتشین کا خوف ۔ شعلہ جو اسطرح سے گریزان ہی آگ کا
جرأت بن اسکے ایسے جلاتی ہے چاندنی ۔ گویا کہ چرخ پر مہ تابان ہی آگ کا
ہی قریب مرگ احوال اب ترے رنجور کا ۔ عزم باندھے ہے مسافر اب قیامت دور کا
جو زبان وان محبت دل وحید عصر تھا ۔ اب زبان خلق پر ہے ذکر اس مغفور کا
جسکو گھر والون نے صاحب کے نکالا گھر سے ۔ ہی خدا کے اختیار آنا اب اس مجبور کا
جی سے جو گذرا بکنج بیکسی بحر دم وصل ۔ جا زمین سو بھی ملا لاشہ نہ اس مہجور کا
اضطراب اللہ رے تیرے زخمی منتظر کا ہائے ۔ ہو گیا کافور یہان مرہم کافور کا
صبح اسکا بام تھا یا قصر جنت کیا کہین ۔ کس جھمکڑے سے نظر آتا تھا مکھڑا حور کا
وعدہ فردا یہ جرأت کیونکہ جانے وون اٹھ ۔ یہ بھی نزدیک اپنے عرصہ ہے قیامت دور کا

جسکے طالب ہین وہ مطلوب کہین بیٹھ رہا ۔ منتظر ہمکو بٹھا خوب کہین بیٹھ رہا
دیکھین کیا آنکھ اٹھا کر کہ ہمین تو ناحق ۔ آنکھ دکھلا کے وہ محبوب کہین بیٹھ رہا
بسکہ لکھی تھی مین حالت دل گم گشتہ کی ۔ لکھ کے قاصد مرا مکتوب کہین بیٹھ رہا
شام سے جیسے نہان مہر ہو سو وصل کی رات ۔ منہ چھپا کر وہ خوش اسلوب کہین بیٹھ رہا
اول عشق مین صورت یہ بنی جرأت کی ۔ ہو کے آخر کو وہ مجذوب کہین بیٹھ رہا
کیا اس گھر مین چرچا جسنے تیری آہ وزاری کا ۔ آہی صبر اسکی جان پر اس بیقراری کا
خیال بدگمانی ہمکو لیجاتا ہے کس کس جا ۔ نظر آتا ہو جب اس در پہ ہنگامہ سواری کا
کھلے کیا بات وہ پردہ ہی اور ہم مین صاحب جرأت ۔ حجاب عشق سو مانع ہی پردا شرمساری کا
دم کا ہی کیا بھروسا کب تک رکا کریگا ۔ اے دل ترا تڑپنا کیا جانے کیا کریگا
تجھسا جو کوئی تجھکو ملجائیگا تو باتین ۔ میری طرح سے تو بھی چپکا سنا کریگا
گر حسن کی تو اتنے دیگا زکوٰۃ ہمکو ۔ تو یہ فقیر حق مین تیرے دعا کرے گا
اور پیار سے جو آکر لگجائیگا گلے تو ۔ تو یون کہے گا پیارے مولا بھلا کریگا

کونکر سہے گا عالم ڈہتے مجھے جو جرأت — آنکھوں سے تیرے یون ہی دریا بہا کریگا

دام مین صیاد نے جب ہمکو پر بستہ کیا — یان تلک تڑپے کہ بال و پر کو گلدستہ کیا

گاہ گاہے تہا جدہر سو اسکے کوچے کا گذار — بند ادہر کا اب کسی بیداد نے رستہ کیا

اک نگہ پر دلکو وہ لیتے ہین ہین اے فلک — تو نے اس جنس گرانکا بہاؤ کیا سستا کیا

سیکڑون ٹکڑے دل جگر سینہ مین ٹکڑے ہو گئے — ظلم اسکی تیغ ابرو نے جو پیوستہ کیا

اس غزل کا تیری جرأت کیا کہیں ہم بند و بست — تو نے ہر اک شعر مین مضمون نو بستہ کیا

نہ گرمی کہو کوئی اس سے خدایا | تیر لئے جی تجنے مرا جلایا | نہ بچن ہو کوئی اب اسکی خاطر | مرا جا سنا جو نہ خاطر مین لایا

نہ بہولے یاد اب کر کے کوئی اسکو | مرا یاد کرنا بھی جسنے بھلایا | لگے لاگ اس سے کسی نیر بد یا | ہماری لگی کو نہ جسنے بجھایا

رہے چین ہو کوئی اب کسکی خاطر | مرا چاہنا جو نہ خاطر مین لایا | پہیری جستجو مین اب کوئی اسکے | مجھے جسنے گلیوں مین برسون پہرایا

نہ خوش ہو وہ اب اس پاس بیٹھے سے کوئی | بچین جسنے اندوہ کر کے اٹھایا | کہ پہلے کی آنکھ مار جو لالے الفت | نہ آیا تو سو بار کہہ کر بلایا

ہر کبھی وہ تکلف ملاقات جسنے | بہت مجھے پاس پہیرن بٹھایا | سو وہ اب جہانک تک نکلنا نہیں | گیا مین جو دیکھنے تو چھپکا سایا

بتائیں وہ باتیں جنہیں سحر کہیے | دکھایا وہ عالم کہ وحشی بنایا | کسیکا نہ اک حرف خاطر میں کرنا | اسے گرچہ لوگون نے کیا کیا پڑھایا

لگاوٹ یہ کچھ کر کے پہر کیا غضب ہے | مرا لگ گیا دل تو پیچھے لگایا | یہ تغییر بحر اے جرأت غزل کہہ | کہ یہ طرفہ مضمون تو نے سنایا

کی جو ہم حسرت زدون نے سیر گلشن الصبا — لیجیے بھر کر گل حرمان سے دامن الصبا

کیا تماشا ہے کہ ہوتا ہے ہوا سے گل چراغ — اور چراغ گل کو تو کرتی ہے روشن الصبا

یہ وصیت ہے اڑا دینا نہ تو بہر خدا — جل بجھین گر سوز دل سے ہم بگلشن الصبا

دیکھ کیا آیا ہوا کا سادہ بن ٹھن الصبا — ہر روش پٹکا پڑے ہے جسکا جوبن الصبا

کر کے خاکستر کو ٹھنڈا اون اڑا لیجائیو — حشر مین پر لوٹتا ہے اسکا دامن الصبا

کر کہ جرأت گوش گل میں کہہ پیام عندلیب — لاگ پر ہیں یان ہزارون دشمن الصبا

شب خواب مین جو اسکے دہن سے دہن لگا — کھلتے ہی آنکھ کانپنے سارا بدن لگا

جو چاہے اپنے بندے کی حق مین تو کر دے — بے درد سے الٰہی کسیکا نہ من لگا

مدت میں اپنے طور پہ ٹہری جو وان نشست — گردش نئی دکہانے یہ چرخ کہن لگا

آخر ہوا نہ صورت پروانہ جل کے خاک — اس شمع رو سے اور ولا تو لگن لگا

جرأت نہ آپ مین رہا اسوقت مین ذرا
جب لب سے لب اور اسکے بدن سے بدن لگا

کیا لڑکپن کا ہی عالم اُس بت نادان کا
بھولی بھولی صورت اور فقرہ وہ بالا کان کا

کیا مزہ تہا یہ تصور ہی کہ دم مین لاکھ بار
چپکے سے لینا بوسہ اُس لب دندان کا

یہ مجسم قہر ہے پیارے بدیوانِ جمال
ناز کا عشوہ کا غمزہ کا ادا کا آن کا

یاد آتا ہے تو بس رو رو کے زانو پیٹنا
اسکا ہنس دینا اور اپنا گدگدانا انکا

پھر کہو سونے مین کیون بوسہ لیا تو نے ذرا
گو ہی تہمت پر مزہ کیسا ہی اس بہتان کا

کیا کہو یہ شعر جرأت پڑھ اب لسیا دانجیہ
جمع ہونا جسکو سن دشوار ہوا دسا انکا

دوستی ڈہونڈہتے ہون اُس سے جو ہے دشمن جانکا
آہ میں حسرت زدہ کشتہ ہون اس ارمان کا

آہ یہ باد خزان یارب ہو دنیا سے ہوا
دم مین نقشا اور ہی کچھ کر دیا بستان کا

سیر افسانہ ہی یون چتون ہنا بیٹھے ہے وہ
ذکر جیسے کوئی سنتا ہے کسی انجان کا

چھپ کے ڈکی کیا سیر سجنے کل جو لیکر آئینہ
دیکھتا تہا عالم اپنے وہ مسی و پان کا

یعنی پہلے دیکھ ہر سو ہو کے بیچ رے اضطرا
آپ بوسہ لے لیا اپنے لب و دندان کا

عاشقی کے فن مین جرأت آج ختم شاعرون پہ ہے
سامنے ہو جائے اب جو مرد ہو میدان کا

ہنا دانی نہ کر یان فکر منعم گہر بنانے کا
کہ ہے یہ رہگذار رہرو رستہ آنے جانے کا

کرین وان قصد کیونکر اضطراب دل چہپانیکا
کسی صورت نہو مقدور جس جا لب ہلانیکا

مجہے وحشت مین کیتنے دیکھ کر کس ناز سے
کہا منہ پھیر کر کیا سر پہرا ہی اس دیوانیکا

مریض غم سے اپنے ہو کے غافل اسقدر یان تم
ابھی بیٹھے ہو کیا وان فکر ہے اسکے اٹھانیکا

کسیکا وقت آپہونچا جو آتا ہی تو آپہونچو
لگی ہچکی نہیں ہی وقت اب عرصہ لگانے کا

نظر اس برق وش کی اچہلا ہست چہلاوا آتی ہو
کہلے عقدہ اسی پر آہ اتنے تلملانے کا

قلم کو ہاتھ سے رکھنے ابھی کس شکل اے جرأت
کہ فکر طبع عازم ہے نئے مضمون لانے کا

گئے وہ دن جو عزم یار تہا ہمیا سے نہ جانیگا
پیام اب تو لگا وہ بھیجنے ہمکو نہ آنے کا

لگا دینگے دل اپنا ہی سے کہ تم بھی رشک کہا دو گے
یہ سن بولتم کہ ہے ڈہب بتا ہمکو بھی جلانیکا

نہ آؤگے تو دیکھوگے کہ آبیٹھوں گا ہیں لپہر
کوئی پھر جیتے جی مطلق نہیں ہمکو اٹھانیکا

یہ کیون کہتے ہو گھر والی مجھ آنی نہیں دیتے
دیوانہ ہون غرض مین تو تمہارہی اس بہانیکا

اگر زر کی طلب ہووے تو حاضر جانتک ہے لو
مین نقد دلکو دیکر جی نہین تجسے چھپانیکا

دکھاؤ شکل تم اپنی بہر صورت شتابی سے
کرو کچھ فکر پیارے اپنی جرأت کو جلانیکا

نہ جواب لیکے قاصد جو پھر اشتاب الٹا
مین زمین پہ ہاتھ مارا بصد اضطراب الٹا

ترے دور مین ہو میکش کوئی کیا فلک کہ تیری
وہ ہی شکل جون دہرا ہو قدح شراب الٹا

یہ وفا کی مین نے تقصیر مجھے کہتے بیوفا ہو
میری بندگی ہے صاحب یہ ملا خطاب الٹا

کسی نسخہ مین پڑہے تہا وہ مقام دلنوازی
مجھے آتے جون ہی دیکہا ورق کتاب الٹا

غزل اور پڑھ تو جرأت کہ گیا جو یار گھر کو
تو کلام سنتے تیرا مین پھر اشتاب الٹا

مین تڑپ کے سنگ تربت بصد اضطراب الٹا
مری قبر تک وہ آکر جو پھر اشتاب الٹا

شب وصل مین قلق تہا یہ وہ سو گیا تو منہ سے
نہ ذرا ابھی مین دوپٹہ بسبب حجاب الٹا

ہمین ہے خیال اسکا کہ جو آیا خواب مین وہ
تو زبان پہ اسکے ڈر سے نہ وہ ہمنے خواب الٹا

طلب اس سے کل جو مے کی تو بھرا ہوا نہ ان پر
مجھے شوخ نے دکھا کر قدح شراب الٹا

کسی تذکرہ مین پڑھنے مری شعر جو لگا
تو ہولتے وہ ہین جرأت ورق کتاب الٹا

یون ہی وحشت سے جو گھبرائیگا سیدھے جنگل کو نکل جائیگا
فکر کچھ تیرے قلق کا کیجے نہیں پھر آپ ہی گھبرائیگا

دے سکیں جسکا نہ ہم تمکو جواب منہ سے وہ بات نہ فرمائیگا
ناصحو آپ مین جرأت نہ رہا اب سمجھکر اسے سمجھائیگا

تبلا تو دے کہ میں نے کہا تجکو کیا بہلا
کہتا ہے سے مجکو جو لون تو برا بہلا

تیری طرف تہی رات کو محفل مین سبکی آنکھ
نظرین ان کی تو تو قیامت لگا بہلا

بولا یہ نبض دیکھکے میری طبیب آہ
ایسے مریض کی مین کرون کیا دوا بہلا

جاتا ہون اپنے گھر کو جو مین اس سے روٹھکر
کہتا ہے کس ادا سے وہ دیکھیں تو جا بہلا

جرأت بروز وصل سنا کچھ تو حال دل
یہ وقت گفتگو کا ہے چپکا ہے کیا بہلا

جانکر اپنے گرفتار جو در بند کیا
میں اسے چشم تصور مین نظر بند کیا

ابھی مر جائینگے گھبرا کے ترے دیوانے
احتیاطاً در زندان کو اگر بند کیا

اور ہی شب کو تصور مین ترے اڑ گئی نیند
جون جون آنکھونکو میں اے رشک قمر بند کیا

ہمیشہ بس کھل گئیں کس طرح کی باتیں جرأت   واں جو دربان نے سر شام سے در بند کیا

کل واں سے آتے ہی جو ہمیں خواب نے گھیرا   دیکھا تو پھر وہیں دل بیتاب لے گیا
دیکھیں سو کیا کہ اور ہی عالم میں ہمکو آہ   بن اسکے عالم شب مہتاب لے گیا
کیا کیا ترنگ نشۂ غیرت کی آتی جب ہے   شیشہ میں بھر کہیں وہ مے ناب لے گیا

دل کے لگ جانے سے جی تن سے تمہارے نکلا   دل لگانیکا تھا ارمان سو مارے نکلا
مہروش دیکھ کے تھرانے لگے جوں خورشید   صبح وہ گھر سے جو بیج دھج کو سنوارے نکلا
کیا کہیں وصل ہوئے پر بھی زبان سے اپنے   حرف مطلب نہ کوئی منہ سے ہمارے نکلا
آہ کس شخص سے رکھتے نہیں صحبت داری   اک گنہگار ہی گھر سے تمہارے نکلا
کیا کہیں دل کی طپش جب خفگی میں جرأت   پاس سے ہو کے کھچھبو کا وہ ہمارے نکلا

رشک اسپہ عجب گردش افلاک نے کھایا   کاوا جو ترے توسن چالاک نے کھایا
شمشیر بکف آیا وہ قاتل تو خوشی سے   کیا زخم یہ زخم اس دل صد چاک نے کھایا
اب میں جو قفس میں ہوں تو بدرجہ کی بات   کچھ رحم نہ صیاد غضب ناک نے کھایا
روتے جو تصور مژہ یار کا گذرا   کیا تیر سا اک دیدۂ نمناک نے کھایا
یاران گذشتہ کی کہانی رہی جرأت   سا تھ اپنے جو کھاتے تھے انہیں خاک نے کھایا

میر اللہ مکانہ جبکہ ترا خستہ جان گرا   جوں نقش پا وہیں کا ہوا بس جہاں گرا
للٰلہ ولا زبان پہ نہ جوں شمع سوز غم   ورنہ وہ کاٹ کر اتھی دیگا زبان گرا
اب اضطراب ویسے ہی گھر میں تیج ہے   گر زلزلہ بھی ہو تو سارا مکان گرا
گلشن میں دست رحم صبا اسپہ پھیر یو   ہو وے پڑا جو غنچہ پژمردہ سان گرا
آوارہ جرأت اب یہ کسیکی ہے چاہ میں   بولے ہیں جو کوئی کہ کوئی درمیان گرا

دیکھیو اسکی ذرا آنکھیں دکھانے کا مزا   یہ جو توں میں ہے پھر اسا رہے زمانے کا مزا
اسکے لڑنے کے بھی صدقے کہ نظر آتا ہے   چین رنجش میں عجب آنکھ لڑانیکا مزا
یاد آتا ہے تو جاتا ہوں فدا جانے کہاں   وہ لگاوٹ کی نگاہوں میں ملانیکا مزا
دہ یہ اس پردہ نشیں کی ہو تو باتوں میں ملذ   شعر اسوقت ہی جرأت سو پڑھانیکا مزا

پابوس میسر ہمین ہیہات نہین اب
وہ چوری چھپے کبھی ملاقات نہین اب

عاشق تجھے سمجھا ہے تو کہتا ہے یہ ایسا
تو مورد تعظیم و مدارات نہین اب

باطن مین وہی لاگ ہے ظاہر مین اگرچہ
جاسوسونکے خطرے سے ملاقات نہین اب

نہ خط نہ کتابت ہے نہ پیغام زبانی
اس دل کی تسلی کی کوئی بات نہین اب

شاید کہ لگی آنکھ کہین اور جو ہے مجھسے
وہ ہونٹون مین باتین و اشارات نہین اب

اللہ ہی پہ روشن ہے دلونکی تو حقیقت
ظاہر مین پہ کچھ حرف و حکایات نہین اب

جرأت نہ شب وصل کو کر یاد تو ہیہات
ویسی تری قسمت مین کوئی رات نہین اب

سرشک گرم ہین میرے بسان آتش و آب
مین جوش گریہ سے ہون درمیان آتش و آب

عرق جبین پہ ہے اُس شعلہ رو کی مجھسے سنو
عجیب طرح کی ہے یہ داستان آتش و آب

جگر سے نکلے ہین نالے سرشک آنکھونسے
چلا یہ ملکے کہان کاروان آتش و آب

جدھر کو ہین ترے عشاق محو گریہ و آہ
نظر پڑی ہے اُدھر اک جہان آتش و آب

برنگ شمع یہ ٹپکے ہے جلکے اے جرأت
جگر کا داغ ہے میرے بسان آتش و آب

بعد مدت کے جو گھر اُسکے ہمین لائے نصیب
بات کرنا بھی نہ قسمت مین ہوا ہائے نصیب

ایک شب اوسکو اکیلا جو کہین پاتے آہ
ایسے اے قسمت بد ہمنے کہان پائے نصیب

آہ قسمت مین نہ ہو یار سے ملنا تو بھلا
کیا کرے کوئی کہان جا کے بدلوائے نصیب

قول پر اپنے نہ ٹھہرا وہ تو بد عہد اُسے
نہ کہا ہمنے بُرے اپنے ہی ٹھہرائے نصیب

ربط دو شخصون مین سنتے ہین تو اے جرأت ہائے
سر کو ٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم ہائے نصیب

مہ رخسار نظر آتا ہے یون خال سے خوب
کہ لگا دیجئے ہو نقطہ اپنا تری کالسے خوب

یہی شوخی ہے کہ پوچھے ہے ترا حال ہے کیا
باوجودیکہ وہ آگہ ہے مرے حال سے خوب

جو ہون مشتاق اونہین پردۂ گلزار رہو تید
تنگی گلشن مین نئی رسم یہ اس سال سے خوب

رونے والا ہو نہین ایسا کہ مقابل ہو تو پھر
دامن ابر خجل ہو مرے رومال سے خوب

جرأت اشعار کر اب اوربھی اسمین انشا
لیکن آئندہ غزل ہو [illegible]

منفعل کیونکہ نہ ہون اُسکے مین احسان سے خوب
بعد بوسہ کے وہ منہ پونچھے ہے رومالسے خوب

پیرہن تن پہ ہمارے نہیں ثابت تو نہو / ہمسے دیوانونکو رہنا ہے اسی حالسے خوب
کسی پینچے میں ہر اک غنچہ نے کر رکھی تہہ / بو جو کچھ پائی تری عطر بسی شال سے خوب
تیغ سے اسکے گلے لگنے کی ہے کیا ہی ہوس / ہمتو واقف ہوئے جرات کے کل احوالسے خوب

بلائیں ہاتھوں نے میرے جو لیں تمہاری رات / بلائیں ہاتھونکی لیتا رہا میں ساری رات
پلک ذرا نہ جھپکتی تھی دل دھڑکتا تھا / کسیکے وعدہ پہ حالت تھی یہ ہماری رات
جدا ہوئے ہوں جو اس لب سے تا دم صبح / میسر آئی ہے ایسی ہی لاکھ باری رات
پہ ہائے اب تو وہ صحبت نہیں ہے خواب میں بھی / اسی خیال میں ہم جاگتے ہیں ساری رات
شب فراق کٹے کسطرح سے اے جرات / یہ رات وہ ہے کہ کہتے ہیں جسکو بھاری رات

کچھ جو محفل میں چلی اس بت خونخوار کی بات / گذرے اسوقت تو کیا کیا کئے دلزار کی بات
اسکا کیا حال کہوں اب تو یہ حالت ہے کہ آہ / کچھ بھی سمجھی نہیں جاتی ترے بیمار کی بات
گو بصد رنگ کہا پیک صبا نے لیکن / گوش گل نے نہ سنی مرغ گرفتار کی بات
کیا کہا اسنے یہ ہوتو نہیں کہ دلسے لئے / مجدا کچھ نہ کھلی اس بت عیار کی بات
چشم وا رہنے سے جرات کی پس از مرگ بھی تھی / سو تمنا سے عیاں حسرت دیدار کی بات

جادو ہے نگہ چتون ہے غضب قہر ہے کہرا اور قد ہے قیامت / غارتگر دین وہ بت کافر ہے سراپا اللہ کی قدرت
اٹھکھیلی ہے رفتار میں گفتار کی کیا بات ہر بات جگت ہے / اور رنگ رخ یار ہے گویا کہ بھبھوکا پھر تس پہ ملاحت
ہیں بال یہ بکھرے ہوئے مکھڑے پہ ملوں ہار جوں دود پہ شعلہ / حسن بت کافر ہے خدائی کا جھمکڑا اک نمک ٹیکے صورت
ابرو فن خونریزی میں ہیں اسکے غضب طاق شمشیر برہنہ / انکھونکا یہ عالم ہے کہ انکھوں نے نہ دیکھا افسوں ہے آفت
کان ایسے کہ کانوں نے سنے ایسے نہ اب تک آنکھوں سے دیکھے / بالیکے تصور میں مجھے گھیرے ہے گویا ایک حلقہ حیرت
بینی یہ خوش اسلوب کہ ہاتھوں کی چھڑک دیکھ ترے ہے دو عالم / ہے اسکو لب یار کے بوسہ کی تمنا۔ ارمان ہے حسرت
دانتوں کی صفا کیا کہوں تیغ تیکی لڑھی ہے لب لعل کے ٹکڑے / مسی ہے ملا اسپہ کبھی پانکا لاکھا۔ سو شوخے سی رنگت
دل خون کرے وہ دست حنا بستہ پہ اسمیں سر نکی پہین آکے / ہے وضع تو سادہ ہی یہ کیا کیا نہیں پیدا شوخی و شرارت
اس جوبن بھری ہوی گات کی کیا بات جسے دیکھ سب تہلکہ ہیں بہت / اور نازکی ہر بات میں گر دنگا وہ ڈورا ہے دام محبت
گلشن میں پھر سے جو لٹک کے وہیں آتش جھلکی گرمی سے عرق آئے / ہر گام پہ چلنے میں کمر کہا ہے لچکا اللہ ری نزاکت

ہیں قہر سیرین گول وہ اور ہے کہوں کیا رانوں کی صفا ہے
فرق آئینہ میں نہیں کچھ تن کی ہے تابش یا ہے طرف لطافت

ہے عشوہ و انداز و ادا ناز و کرشمہ اور گرمی و شوخی
ہر عضو آپکا ہو اسکے وہ کافر ہے گدا کا ملک ہوتی مورت

مجھ سے جو ہم نام ہیں تو ترک کے کہو یہیں ہنس نام کر کلمہ
پھر آئیں جو رک جائیں تو بہتر جو ہو یکتا سبق کچھ یہ ملاقات

جرأت یہ غزل گرچہ کہی ایسی ہے تو نے ہے خوب سراپا
پر کہئے وہ اشعار کہ اب آلودہ و خون لاہو جس میں کہ وحشت

جز بیکسی و یاس نہیں ہے کوئی جیسا ہو وہ مری تربت
افسوس کرے کون بجز دست تمنا ہو جو کشتہ حسرت

سو بار زباں گرچہ مری کٹ گئی جوں شمع اور پیچری پیدا
پر محفل قاتل میں مگر منہ سے نہ نکلا اک حرف شکایت

آلودہ ہوا خون سے دل دامن قاتل بسمل ہو جو تڑپا
افسوس صد افسوس کہ یہ تو نے کیا کیا اے ننگ محبت

چپ بیٹھے نون رہتا ہے جو وہ صورت تصویر اور خفقان کچھ
گھبرائی پھر اس سے مری دل کو نہ ٹھہر کا ہی موجب حسرت

یا مجکو بلاتا تھا و یا آئی تھا مجھ پاس صحبت کی گھڑی تھی
اب اسکو خدا جانے دیا کسنی یہ پھر کا جو ایسی ہی نفرت

آتا میر اس در پہ کہیں گھر سے چلا جاے دیکھوں تو نہ دیکھے
اور کوئی سفارش جو کرے میری تو کیا کیا کہیے وہ آفت

بنتا ہے تجھے لگ چلنے کا جو منہ کیا عزم ہے دیکھا وہ گالی
کچھ اور کیا قصد تو کیا ناز سے بولا ابے تری جرأت

میں تو حیران ہوں خفا یار ہو کس باعث
لیکے دل در پے آزار ہوا کس باعث

پوچھ مت میری خبر کچھ یہ بتا مجکو کہ تو
خوبرویوں میں نمودار ہوا کس باعث

گر نگاہ یا نہیں کچھ اسکو کسینے تو بھلا
دم میں آزردہ وہ سو بار ہوا کس باعث

میں نے کب بزم میں دیکھا بہ نگاہ حسرت
مجھ پہ برہم وہ ستمگار ہوا کس باعث

مرض عشق مجھے آپ وہ دیکھے جرأت
پوچھتا ہے کہ تو بیمار ہوا کس باعث

کوئی دم میں اسکے جانیکی یہاں سے خبر ہے آج
چل اے شتاب بیخبری تو کدھر ہے آج

کل تم نہ تھے تو رات تھی پیارے بلا طویل
اب ہو تو دیکھ لیجیو دم میں سحر ہے آج

ٹک منہ ادھر کو کیجیو قرباں جاؤں ہائے
کیا ہی بہار نام خدا آپ پر ہے آج

جرأت کچھ آپ میں نظر آتا نہیں ہے تو
کیوں خیر تو ہے تجکو ہوا کیا کدھر ہے آج

دل کی طپش کا کاہش جان کا نہیں علاج
کیا کیجئے ترے غمزدگان کا نہیں علاج

کافر ہوں تجھ سوا جو کسیکا خیال ہو
اے بدگمان یہ تیرے گمان کا نہیں علاج

افتادگان خاک کی سنتا ہے کب فغان
کچھ آسمان کے گوش گران کا نہیں علاج

احوال کیا بیان مین کرون ہای اے طبیب / ہے درد اس جگہ کہ جہان کا نہین علاج
اب وصل ہے تو ہجر کا دھڑکا لگا تجھے / جرات کچھ اس کے خفقان کا نہین علاج

چین وقت شام ہے بستر پہ نہ ارام صبح / گر یہی غم ہے تو کام آخر ہے اپنا شام صبح
وہ کہان راتین جو مے پیتی تھی اسکے ساتھ ہم / پیتے ہین لبریز خون قہر ہم اک جام صبح

زور آپکے تو ہاتھ چڑھا ہے حسین بند / گویا کمند ناز و ادا ہے حسین بند
دیکھے ہے کس نگاہ سے آپ اپنے ہاتھ کو / پھبتا جو اسکو نام خدا ہے حسین بند
ہون چند بند جسکے بھرے پور پور مین / پہنے وہ عشوہ گر تو بجا ہے حسین بند
اب دام دل کہون مین اسے یا کمند جان / حیران ہے عقل میری کہ کیا ہے حسین بند
آتی نہین ہے دام محبت مین کل مجھے / جرات نظر وہ جب سے پڑا ہے حسین بند

بناتے ہین جو سو باتون کے دفتر وانسے گھر آکر / مٹا دیتا ہے سب اک بات مین پیغامبر آکر
خبر بیتابی دل کی اب اُس تک جا نہین سکتی / کہ جو چھاتی سے لگجاتا تھا اکثر نامہ بر آکر
نکلوایا گیا ہے جو تمھارے گھر سے وہ مضطر / پس دیوار رہتا ہے کھڑا دو دو پہر آکر
خدا کے واسطے پیغامبر کہہ بھیجوا اتنا / پکارا تم کرو گھر سے کسی کو بام پر آکر
کہان آئے کہان بیٹھے سمجھتے کچھ نہین جرات / یہ ہو جاتی ہے ہمکو بیخودی سی اسکے گھر آکر

اُس گل کی سی نہ پائی بہار آسمان پر / مہر اپنے تئین چڑھائے ہزار آسمان پہ
داغون کا دل کے ہووے شمار اُس سے ہی کہ جو / تارون کا کر دکھائے شمار آسمان پہ
گر جرات غمین کو فلک پہ کوئی بٹھائے / اندوہ کا بسائے دیار آسمان پہ

روز حیران سا بیٹھا ہون مین در مین آکر / رہ گئے تم جو کئی شب مرے گھر مین آکر
سانس لیتے ہین جو اب آہ تو لگجاتی ہے / ایک برچھی کی سی نوک اپنے جگر مین آکر
جیسے دریا مین نظر عکس شفق آتا ہے / خون دل جھلکے ہے یون دیدۂ تر مین آکر
تمنے بھی آنکھ لڑائی کہین ہم تاڑ گئے / اب کہان جائیے گا آپ نظر مین آکر
جرات آیا تھا نظر ہمکو یہان اک جلوہ / بیٹھتے پھرتے ہین ہم اُس راہگذر مین آکر

دور سے کل ہٹتے اُسکے آستان کو دیکھکر / رو دیا کن حسرتون سے آسمان کو دیکھکر

کچھ نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر سرنگون بیٹھے رہے — محفل خوبان مین ہم اُس بدگمان کو دیکھکر

شام فرقت یا الٰہی یہ کدہر سے آ گئی — مر چلے ہم اس بلائے ناگہان کو دیکھکر

جان بلب ہی جرأت اک طفل نادان کیلئے — سخت جی کرتا ہی اپنا امتحان کو دیکھکر

اب خاک تو کیا ہے دل کو جلا جلا کر — کرتے ہو اتنی باتین کیون تم بنا بنا کر

یہ بھی کوئی ستم ہے یہ بھی کوئی کرم ہے — غیرون پہ لطف کرنا ہمکو دکھا دکھا کر

کوئی آشنا نہین ہے ایسا کہ با وفا ہو — کہتے ہو تم یہ باتین ہمکو سنا سنا کر

جرأت نے آخر اپنے جیکو بھی اب گنوایا — ان بیمروتون سے دلکو لگا لگا کر

جو ڈرے اُس بت عیار کے رونا ہو رہ رہ کر — تو کچھ دلمین سمجھکر بات وہ ہنستا ہے قہقہہ کر

جو اب سون نہین جاتے تو کچھ پروا نہین اُسکو — گئے وہ دن جو بٹھلاتا تھا وہ دامنکو گہہ کر

تری فرقت مین یون جرأت نے اپنی جان دی ظالم — مجھے آتا ہے رونا اُسکے جی دینے پہ رہ رہ کر

نہ جیکو دلکی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر — ترے بغیر کسیکو نہین کسی کی خبر

وہ شکل دیکھتے ہی محو ہو گیا ایسا — نہ اُسکو اپنی خبر ہے نہ آرسی کی خبر

جو زندگی مری منظور ہے تو اے ہمدم — خدا کیواسطے لاؤ ڈھونڈکے اُس گلیکی خبر

اس ڈھب سے کیا کیجئے ملاقات کہین اور — دنکو تو ملو ہمسے رہو رات کہین اور

کیا بات کوئی اُس بت عیار کی سمجھے — بولی ہے جو ہمسے تو اشارات کہین اور

گھر اُسکو بلا نذر کیا دل تو وہ جرأت — بولا کہ بس کیجئے مدارات کہین اور

بھڑکے ہے آتش غم یون اپنے تن کے اندر — ہر دم نئی طپش ہے داغ کہن کے اندر

ہم اسطرح رہے یاران رفتگان سے دور — غریب جیسے کوئی رہ جائے کاروان سے دور

جال باندھے ہے کیا کیا وہ بزم خوبان مین — جو بیٹھتا ہو کہین اُس شوخ بدگمان سے دور

پڑے ہین خاک پہ ناطاقتی سے ہم اشتر — برنگ نقش قدم کوچہ بتان سے دور

جو پاس پاس چمن کے دکھا رہے تھے بہار — وہ پہونچے برگ گل اب مرغ خزان سے دور

کہے ہے شمع یہ سوز زبان جرأت دیکھ — رہے یہ آگ الٰہی مری زبان سے دور

گلشن مین جو وصف اُسکا کرون دھیان لگا کر — ہر گل مری باتون کو سنے کان لگا کر

ٹک دیکھیو داغون کی عجب سیر دکھائی
سینہ پہ مرے غم نے گلستان لگا کر

ہر بار جو کہتے ہو کسیکا ہے تجھے دہیان
کرتی خفگی تم کو ہے بہتان لگا کر

کیا مفت مین اپنے تئین رسوا کیا تو نے
اس شوخ سے جی اے دل نادان لگا کر

کیا جانئے بیٹھا ہے کہان جا کے وہ جرأت
اک چاند سی صورت کا مجھے دہیان لگا کر

ہم اُٹھین ڈالنے اور اُس در کو چھوڑے پتھر
وائے حسرت ہوے کیون ہم بھی نہ روڑے پتھر

اے پیمبرو نہ لگا سنگ جفا حد سے زیاد
تیرے دیوانے نے کیا کہائین ہین تھوڑے پتھر

ابتو اس کوچے مین یہ حال ہے جرأت اپنا
ٹھوکرین کھاتی ہین جون ہاٹ کے روڑے پتھر

دیتا جب کوئی تصور مین گذار آئے نظر
جسطرف دیکھین ادہر صورت یار آئے نظر

ایکطرف مور مونڈیرون پہ کرین کیا کیا شور
ایکطرف ابر مین بگلون کی قطار آئے نظر

چار سو نغمہ سرائی مین ہون مرغان چمن
شاخ در شاخ عجائب گل و بار آئے نظر

ہووے اطراف سے گھنگھور گھٹا گھر آئی
کوند بجلی کی ہوا اور پڑتی پہوار آئے نظر

گردش جام ہو جیون گردش چشمان بتان
ہاتھ مین مطرب سرخوش کے ستار آئے نظر

عاشقانہ غزل اب پڑھ کوئی جرأت تہ دار
سنتے ہی تا نہ مجھے یارونکو یار آئے نظر

بن دیکھے اُسکے جاوے رنج و عذاب کیونکر
وہ خواب مین تو آئے پر آئے خواب کیونکر

پاس اُسنے تو بٹھایا دل او تلملایا
اب جائیگا خدایا یہ اضطراب کیونکر

سینہ پہ پاؤن اُسکا ہے وقت ذبح اے دل
دیکھین تو اب کرے گا تو اضطراب کیونکر

کہتی ہین جو نہین یون بن ٹھن کے جب وہ نکلے
اب دیکھنے کی دیکھین لاوینگے تاب کیونکر

اول ہی خاک ہی تھے آخر بھی خاک ہونگے
ہر دم کہین نہ جرأت یا بو تراب کیونکر

رخش بیتابی پہ ہم دو ہین سوار آئے نظر
جاتے ہی جیون در جانان پہ کہار آئے نظر

اپنے توسن کو بہو کا جو وہ کاویہ لگائے
آتش حسن کا ایک طرفہ حصار آئے نظر

دلکو یون پھونک دیا آتش غم نے جرأت
جلکے جون خاک سیہ کوئی دیا آئے نظر

نشست تا کسی صورت سے ٹھہرے وان ہرگز
پھرتا ہون اتنے لیئے مین کہان کہان ہر روز

پیام اب وہ نہین بھیجتا زبانی بھی
کہ جسکی بیٹھے تھے ہونٹون مین ہم زبان ہر روز

فراق مین کسی پردہ نشین کے ای جرأت   جگر پہ لگتے ہین سوز غم سے نشان ہنر

کچھ بھی نکلی نہ دل زار کی ای یار ہوس   جی کی جی مین ہی چلا لے کے یہ بیمار ہوس
اور ہاتھ آئے ہے بازار بتان سے کیا شے   ہان مگر آ کے خریدین ہین خریدار ہوس
کھینچتے تھے کشمکش دام سے مرغان اسیر   کھینچ لاتی ہے ہمین جانب گلزار ہوس
کاش پوچھے وہ دم قتل تو کہئے ہر روز   ایک بوسے کی رکھے ہے یہ گنہگار ہوس

غم ہٹانے کو جو بیٹھون کسی غمخوار کے پاس   بیقراری بھی کہتی ہے کہ چل یار کے پاس
منہ نہ کھلواؤ مرا چپکے رہو جانے دو   آپ چھپ چھپ کے نہین جاتے ہین اغیار کے پاس
ہم اسیران محبت کو چمن سے پھر کیا   جانے پائین جو نہ اپنے گل بیخار کے پاس
ہان جو گھبرائے ہے دل ہم مین تو کاٹ آتے ہین   چند سے اوقات کسی مرغ گرفتار کے پاس
دور سے دیکھ نہین سکتے ہین جرأت اور ہاے   جی یہ چاہے ہے کہ دن رات رہین یار کے پاس

بدگمانی سے نہ لے جاؤ گمان اور طرف   کہ سوا آپ کے اپنا نہیں دھیان اور طرف
وہ گیا کسطرف اٹھ جانے سے جسکے یا رب   دل کسی اور طرف جائے ہے جان اور طرف
ہدف ناوک غم ہوتے ہین ہم صید زبون   جبکہ جاتا ہے وہ لے تیر و کمان اور طرف
یہان تلک بزم مین تک رہتے ہین اسکو مشتاق   کہ وہ منہ پھیر کے بیٹھے ہے ندان اور طرف
گر سنون بات نہ جرأت تری تو رکھیو معاف   کیا کرون مین کہ بٹا جائے ہے دھیان اور طرف

نیرنگ محبت نے یہ اپنا تو کیا رنگ   دیکھے کوئی چہرے کو تو ہر دم ہے نیا رنگ
گرمی سے جو محفل مین بھبھوکا سا وہ آیا   تو وہ ہین رخ شمع سے کافور ہوا رنگ
جب چہرہ پہ میرے نہ رہی نام کو سرخی   تب ہنسکے کہا اسنے کہ لو اب تو کھلا رنگ
رنگت کو تری دیکھکے کہتے ہین یہ خوبان   ایسا تو کہین ہمنے نہ دیکھا نہ سنا رنگ
جرأت نہ کر اب تجھسے تو انکار محبت   الفت کا ترے چہرہ سے جھلکے ہے پڑا رنگ

سیر کر دل کی ذرہ پردہ سے منہ یار نکال   دیکھ تو لایا ہے کیا نخل مژہ یار نکال
ذکر محفل مین جو اس ابروے پر خم کا چلا   ایک پہ ایک لگا دوڑنے تلوار نکال
جی مین ٹھہری ہے یہی بات کہ جب روز جزا   بیٹھین گے نامہ اعمال کو سب یار نکال

آ کے اُسوقت ترے سامنے رکھدونگا مین
چاک کر سینہ کو اپنا دل افگار نکال

زور آئی ہے دمین ہاتھ پہ تیرے جرأت
اور بھی جی کا بخار اپنے تو اے یار نکال

عید قربان کو بھی دے گھر سے ہمین یار نکال
جی مین آتا ہے گلا کاٹیے تلوار نکال

اب تو آ جان شتابی سے کہ لے آیا ہے
جان آنکھوں مین ترا طالب دیدار نکال

دو ون جواب سخن اوسکو تو یہ جھنجھلا کے کہے
چل بے چل مجھسے نہ ہر بات مین تکرار نکال

عشقبازی ہو گر اُس شوخ سے جرأت منظور
دلسے تو اپنے نئے کھیل تو دو چار نکال

آ کے آواز اپنی جب در پر سنا جاتے ہو تم
لب پہ میرے مہر خاموشی لگا جاتے ہو تم

کیا کہوں کیا کیا مجھے سوجھے ہے وقت وداع
میری آنکھوں سے ذرا آنکھیں ملا جاتے ہو تم

روز و شب تا مجھ مین اور دلمین ہے جنگ و جدل
چلتے چلتے اسلئے آنکھیں لڑا جاتے ہو تم

کچھ نہین رہتا ہے پاس آشنائی تمکو آہ
ایسے ہو کر یک بیک نا آشنا جاتے ہو تم

اک غزل تو اور بھی پڑھئے کہ ہو بزم سخن
اے میاں جرأت ابھی گھر کو کیا جاتے ہو تم

مین تو سب کچھ چھوڑ بیٹھا ہوں تمہارے واسطے
چھوڑ کر تنہا کہیں پھر مجھکو کیا جاتے ہو تم

اچپلاہٹ کس کی یاد اے حضرت دل آ گئی ہے
خود بخود جو بیٹھے بیٹھے تلملا جاتے ہو تم

آپ مین پہروں نہین آتا سحر کھلتی ہے آنکھ
شب کو جو تک خواب مین جرأت کے آ جاتے ہو تم

دل جگر جان غم عشق مین کھو بیٹھے ہم
بیکسی دیکھیو کسطرح سے ہو بیٹھے ہم

نہ ملا عشق کے دریا کا کہین تھل بیڑا
پہلی ہی موج مین گھر بار ڈبو بیٹھے ہم

دوڑ دوڑ آنا ہمارا انھین بد لگتا تھا
اب نہ آوینگے میاں خوش رہو لو بیٹھے ہم

جب تلک دل نہ دیا تھا تو پھرا کرتے تھے خوش
ہائے دل دیتے ہی بس غمزدہ ہو بیٹھے ہم

دلکو اُس شوخ ستمگر سے لگا کر جرأت
اپنے سب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم

جو راہ ملاقات تھی سو جان گئے ہم
اے خضر تصور ترے قربان گئے ہم

اُس گھر کے تصور مین جو شب بند کئیں آنکھیں
صد شکر کہ بے منت دربان گئے ہم

جمعیت حسن انکی سب پڑ گئی ظاہر
جس بزم مین با حال پریشان گئے ہم

ایک واقف کار اپنے سے کہتا تھا وہ یہ بات
جرأت کہے جو گھر رات کو مہمان گئے ہم

کیا جانئے کم بخت نے کیا ہمپہ کیا سحر — جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم

بدریائے محبت زورق آسا غم کے مارے ہم — کبھی ہین اس کنارے اور کبھی ہین اس کنارے ہم

مری وحشت سے رنگ کرد لہی دلمین یون وہ کہتا ہے — الٰہی لگ گئے کیون ایسے دیوانے کو پیارے ہم

اُجاڑا باغبان کیون فصل گلمین تونے ہے ظالم — پڑے تھے کنج گلشن مین کہین بے پر بچارے ہم

یہی حالت رہی اپنی تو بس معلوم ہوتا ہے — یون ہی مر جائینگے اک روز بیتابی کے مارے ہم

جنون خیز اور بھی پڑھیے غزل کوئی میان جرأت — کہ ہو مشتاق سننے شعر آئے ہین تمہارے ہم

تصور باندھتے ہین اُسکا جب وحشت کے مارے ہم — تو پھر کرتے ہین آپ ہی آپ کیا کیا کچھ اشارے ہم

کئی بار اُسنے دیکھا آج چشم قہر سے ہمکو — سزاوارِ عقوبت تو ہوئے اے بخت بارے ہم

وہ جب آئینہ دیکھے ہے تو کیا کیا مسکراتا ہے — سمجھکر یہ کہ یعنی ہین قیامت پیارے پیارے ہم

ملا لطفِ سخن کیا خاک ہمکو اُسکی محفل مین — کہ چپ بیٹھے رہے جون نقش دیوار اک کنارے ہم

نہ کیئے غیر سے آنکھون مین کچھ لو ہم ہوئے رخصت — نہین نادان ایسے سب سمجھتے ہین اشارے ہم

تنگ آئے ہین الفت کے پیچ و تاب سے ہم — جو مرتے نہین تو چھٹین آہ اس عذاب سے ہم

نہ دیکھنا جو نصیبون مین ہے تو وصل مین بھی — اُٹھا کے آنکھ نہین دیکھتے حجاب سے ہم

کیا سوال جو اُسنے کہ کیون تم آتے ہو — تو کیسے رہ گئے منہ دیکھ لاجواب سے ہم

اگرچہ دلمین ہزارون ہین مدعا لیکن — زبان پہ لاتے نہین آپکے عتاب سے ہم

جو دیکھنے کو ہمارے وہ دیکھے ہے جرأت — تو آنکھ اپنی چرا لیتے ہین شتاب سے ہم

یا تو اُسکے گھر سے آتے تھے نہ اپنے گھر کو ہم — یا اب اپنے گھر مین بیٹھے دیکھتے ہین در کو ہم

جب نہین پاتے کوئی ہمدرد وقتِ اضطراب — تب لگا چھاتی سے روتے ہین دل مضطر کو ہم

ہائے وہ مژگان ہون یون قاش نظر سے یک بیک — جی مین آتا ہے گلے پر پھیر دین خنجر کو ہم

خاک ہوجانا دل سوزان کا کیا آتا ہے یاد — راکھ ہوتے دیکھتے ہین جب کسی اخگر کو ہم

یا کہ جس جا تھا میسر یار سے بوس و کنار — دیکھ سکتے دور سے جرأت نہین اُس گھر کو ہم

جانے دنیا ہی سے پر اُسکے نہ گھر جاتے ہم — دل کے لگ جانے سے بہتر تھا کہ مر جاتے ہم

تاڑ جاتا وہ نگاہون مین نہ جا بہت اپنی — اُسکے گر آنکھ دکھانے سے نہ ڈر جاتے ہم

مرتے مرتے یہی ارمان رہا دلمین کہ آہ
جاکے اُس پاس کسی شکل سے مرجاتے ہم
کیون ملاقات مین دن رات کی پڑجاتا فرق
گرنہ بیتابی سے وہان شام وسحر جاتے ہم
گر در یار پہ پھر پھر کے نہ آتے جراٗت
در بدر روتے پڑے پھرتے جدہر جاتے ہم

کیسی محفل مین مرے جان یہ جا بیٹھے تم
یک بیک یون جو مجھے یاد بھلا بیٹھے تم
گھر کی بستی نظر آنے لگی ویران جب کو
خانہ غیر کو جب دم سے بسا بیٹھے تم
خوبرو آگے مرے آتے ہین گو بن ٹھن کر
دیکھون کیا مجھکو تو مبہوت بنا بیٹھے تم

گالیان دینے لگے نام مرا لے لے تم
کچہ مری جاہ کی کھلجاتی ہے کھل کھیلے تم
قلق دلسے بدن آئے ہے جنبش مین تمام
بیٹھے بیٹھے جو نہی یاد آتے ہو البیلے تم
آٹھ آٹھ آنسو نہ اب کیونکر پڑے روئین ہم
چھوڑ تنہا ہمین آنکھون کے چلے میلے تم

مکھڑا ہی فقط اُس کا ہمین نام خدا گرم
کافر وہ سراپا ہے بھبوکا سا بلا گرم
جون شمع بظاہر حرکت کم ہے یہ ہر دم
چلنے پہ ہین ہم راہ رو راہ فنا گرم
وہ سوختہ عشق ہون جراٗت کہ جگر پہ
ہر داغ ہے خورشید قیامت سے سوا گرم

جون اُٹھے پاس سے اس شوخ دلارام کے ہم
اُٹھتے ہی بیٹھ گئے اپنا جگر تھام کے ہم
گھر مین جاؤ تو کہان اُسکے میسر ہے مگر
صدقے جاتے ہین تصور سے در و بام کے ہم
سن سفارش مری جراٗت کہی جو تونہ وہ یون
آشنا ہوتے ہین ایسے کوئی بدنام کہ ہم

دیکھو نکر رو مین یہ کب تک ستم ای یار دیکھین ہم
کہ غیرون سے ہنسے بولے تو اور ناچار دیکھین ہم
لپٹ ہی جائے گلے سے آنکر یکبار اے پیارے
کہا تک دیدۂ حسرت سے سو سو بار دیکھین ہم
سنادین کیونکر جراٗت پھر ترے احوال کا قصہ
جو تیرا نام لیتے ہی اسے بیزار دیکھین ہم

ہے یہ مشکل جو لین اُس بت مغرور سے ہم
دوسرے تیسرے دیکھ آتے ہین تک دور سے ہم
جان و ایمان دل و دین صبر گنوایا ہمنے
دیکھو کر بیٹھے فزون عشق مین مقدور سے ہم
نہین معلوم کہ کیا دل پہ غضب ٹوٹ پڑا
یک بیک ہو گئے اسطرح جو رنجور سے ہم
ہمنے ہر چند کہا پر نہ وہ آیا یان تک
کیا کہین بات بنا کر دل مجبور سے ہم
اپنے پہلو سے وہ جب اُٹھکے چلا ای جراٗت
اُسکا منہ دیکھکے بس رہ گئے مجبور سے ہم

ٹک ملا سکتے نہیں آنکھ نڈر تم سے ہم　　اور ہے خواہش کہ لیں آنکھ پہر تم سے ہم
لائے تشریف دم نزع بری تم افسوس　　پوچھنے پائے تمہاری نہ خبر تم سے ہم
وصل کی رات نہ پوچھو قلق دل پیارے　　یہ معضل کہیں گے وقت سحر تم سے ہم
تم تو رک جاتے ہو اک بات کے کہنے ہم سے　　ہم بھی ہو جاتے خفا ہوتے اگر تم سے ہم
جائے حیرت ہے کہ کہنے کو تو جرأت ہیں دلے　　ٹک ملا سکتے نہیں آنکھ نڈر تم سے ہم

—

گر غم عشق سے تیرے نہ غمیں ہوتے ہم　　بے اجل کاہیکو مرنیکے قریں ہوتے ہم
جب مرے پاس سے وہ اٹھ کہیں جا بیٹھے ہے　　جی میں گذرے ہے کہ ای کاش وہیں ہوتے ہم
تیرے باعث نہ خوشی سے ہمیں اکدم گذرا　　کاش پیدا ہی نہ اے جان حزیں ہوتے ہم
روز کہتے ہیں وہ آوے تو کہیں غم جرأت　　جب وہ آتا ہے تو اسوقت نہیں ہوتے ہم

—

نظارہ کناں جب بدر یار ہوئے ہم　　کچھ دیکھتے ہی نقش بدیوار ہوئے ہم
بدمست وہ جس دم کہ چمن میں تھا اکیلا　　افسوس نہ اسوقت بگلزار ہوئے ہم
بے یار نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں کہ ہمسے　　خاموش ہے اجل ایسے گنہگار ہوئے ہم
گو کام دو عالم سے رکھا چرخ نے ناکام　　پر کار محبت سے نہ بیکار ہوئے ہم
کیا درد نہاں تھا کہ گئے جی ہی سے جرأت　　ظاہر میں نہ دو روز بھی بیمار ہوئے ہم

—

ٹک جو پردے میں جھلک اپنی دکھا جاتے ہو تم　　اور چٹپک سی مرے دلکو لگا جاتے ہو تم
میں تو سب کچھ چھوڑ بیٹھا ہوں تمہارے واسطے　　چھوڑ کر تنہا کہیں پھر مجکو کیا جاتے ہو تم
اچپلاہٹ کی یاد اسے حضرت دل آئے ہے　　خود بخود جو بیٹھے بیٹھے تلملا جاتے ہو تم
روز و شب تا مجھ میں اور دل میں رہے جنگ و جدل　　چلتے چلتے اسلئے آنکھیں لڑا جاتے ہو تم
بیکلی سے کل پڑے کیونکر کہ آکر کوئی دم　　یاد پچھلے ربط مجکو پھر دلا جاتے ہو تم
آپکے جانیسے کافر ہوں جو کچھ رہتا ہو ہوش　　ایسی بیہوشی کہ دارو کچھ پلا جاتے ہو تم
آپ میں پہروں نہیں آتا کہ کھلتے ہی آنکھ　　شب کو جو ٹک خواب میں جرأت کے سے آجاتے ہو تم

—

دام میں ہمکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہے اور کہیں　　شعر پڑھا جاتا ہے اور مضمون گھٹتا ہے اور کہیں
دیکھ کے ہمکو جو کہتے ہو تم آؤ بیٹھو بات کرو　　باتیں یہ سب ظاہر کی ہیں پر انس ہوا ہے اور کہیں

باتین کرکے لگاوٹ کی یہ کافر ہون گر جھوٹ کہون   دلکو میرے لیتے ہو جی نام خدا ہے اور کہین
حیف ہے اسکے ہونے پہ جو یاد کرو تم غیر کو جان   جرأت مین جو نہین سو ایسے یاد وہ کیا آئے اور کہین

یاد کر وہ حسن سبز لو وہ انکھڑیان متوالیان   کاٹتے رو رو کے ہین ساون کی راتین کالیان
بلکہ نہ کچھ کر بیٹھتا ہون بات اسکے برخلاف   تا کسی صورت وہ دے جھنجلا کے مجھکو گالیان
وقت اظہار وفا محفل مین اسکی جب سے آنکھ   لگ گئی تو بس وہ باتین سب اسی پر ڈھالیان
تاک جھانک اسکی کہون کیا مین کہ طفلی مین بھی تھین   اسکے ہاتھون گھر کے دیوارون مین ہر سو جالیان
کاش جرأت وصل کا دن ہووے جلدی سے نصیب   ہجر کی تو کھائے جاتی ہین یہ راتین کالیان

کیونکہ تم پاس سے ہم جائین بھلا اور کہین   جی تو لگتا ہی نہین یان کے سوا اور کہین
کیا غضب ہے کہ اب آتے ہین تم پاس جو ہم   آپ جا بیٹھتے ہین آنکھ چرا اور کہین
یاد رہ آتے تھے جو اکدم تو یہ آوازے سے تھے   یان کا اخلاص چھٹا ربط ہوا اور کہین
دیکھ بوسہ مجھے چتون مین جتاتا ہے وہ شوخ   ایسا پایا ہے مزا تو نے بھلا اور کہین
خاک ہونے پہ بھی اس کوچے مین جرأت ہے یہ خوف   یان سے لیجائے اڑا کر نہ صبا اور کہین

کوچۂ یار سے جاتے ہین پہ جا سکتے نہین   گو اٹھاتے ہین قدم پر دل اٹھا سکتے نہین
کیا ہوئے وہ دن جو یہ پیغام آتے تھے ہمین   اب تو درد ہجر کی ایذا اٹھا سکتے نہین
صورت اپنی تم کسی صورت دکھا جاؤ ہمین   ہین پرائے بس مین ہم لاچار آ سکتے نہین
میرے آنے کی منادی اسنے کی یان تک کہ اب   پاس مجھکو اسکے ہمسائے بٹھا سکتے نہین
اک نئے انداز کی پڑھیو میان جرأت غزل   اس سے بہتر آپ کیا مضمون لا سکتے نہین

حال اپنا اسکو محفل مین جتا سکتے نہین   دل پڑا تڑپے ولے ہم تلملا سکتے نہین
کیا کہین کیا بے جگہ دل پھنس گیا ہے ہمدمو   ذکر جسکا ہم زبان پر اپنے لا سکتے نہین
لوٹتا ہے دل قدمبوسی کو لیکن کیا کرین   ہاتھ اسکے پاؤن کو مطلق لگا سکتے نہین
گھر مین اسکے جاکے کس کس ڈھب سے ہوتے ہین دخیل   پر جو کچھ مطلب ہے اسپر دخل پا سکتے نہین
دور بیٹھے ان سے آنکھین ہی سینکتے ہین ہم   تم بلا سکتے نہین ہم آپ آ سکتے نہین
جی مین سو بار آئے ہے جرأت نہ ملئے یار سے   پر سمجھ کر دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین

کیونکہ اب اُس سے ملاقات ہو ایک آن کہین — دل دیا اُسکو کہ آیا تھا جو مہمان کہین
دل مجروح کی کیا پوچھتے ہو مجھ سے خبر — خاک و خون مین وہ پڑا ہووے گا غلطان کہین
میری بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہے اُسے — اُٹھ کے ہونے دو لگے یہ مرے قربان کہین
جا بجا پھرتے ہین ہم لیک نہین ہوتا آہ — دیکھنا اُسکا میسر کسی عنوان کہین
آجکی تیرے قلق سے مجھے ڈر ہی جرأت — کہ نکلجاے نہ گھبرا کے تری جان کہین

—

گھر سے نکلا وہ نازنین نہ کہین — ورنہ ہم دیکھتے کہین نہ کہین
کچھ بہت ہے چراغ چشم سے ربط — کردے گل اُسکو آستین نہ کہین
درد دل ہی بہت کہا لیکن — اُس نے باتین نہ کچھ سنین نہ کہین
وعدۂ وصل اُس سے لون کیونکر — ڈر ہے کر بیٹھے وہ نہین نہ کہین
روے ہے بات بات پر جرأت — ہے گرفتار یہ کہین نہ کہین

—

جو ہوتا تیر پیدا کچھ بھی اپنی آہ و زاری مین — تو پھر کیا کیا قرار آجاوے دل کی بیقراری مین
نہین تو بار بار آنا ہمارا بار خاطر ہے — نہین سوچے ہے پر کب نیک و بد بے اختیاری مین
کوئی گر شکوا دے محبوب اور اسپر تو چپکے سے — کہے ہے دیکھ لے یہ فائدہ ہے تیری یاری مین
جو دیکھا مضطرب مجکو تو محفل مین کسی سے وہ — یہ کہتا تھا کہ ہے لطف محبت رازداری مین
کہ شبکو تو پریرویون کا مجمع ہووے اور دنکو — پری فوجون کے ہون شاہ سلیمانی سواری مین

—

اب اُسکے یہ کنائے مجھ ناتوان پر ہین — تم تو زمین پہ ہو ہم آسمان پر ہین
بندہ کی سن سفارش بولے وہ یون کسی سے — عاشق یون ہی وہ صاحب سارے جہان پر ہین
دیکھ اُسکو دور سے سب پیر و جوان کہے ہین — اتنے لڑائی جھگڑے اس نوجوان پر ہین
لڑ کر جو سو جگہ سے آیا تو کیا کہین بس — وہ سب کہین کے غصے مجھ خستہ جان پر ہین
جرأت وہ قصۂ غم ہے اپنی بھی کہانی — سب جھوٹ موٹ رونے جس داستان پر ہین

—

ہے وقت خوش اُنھون کا کیا لطف ہمدگر ہین — دل جنکے مل رہے ہین اور پاس پاس گھر ہین
ہے جبین یہ قلق سے صاف اُسکے منھ پہ کہیے — جو چاہیے سو کہیے مرتے ہم آپ پر ہین
کس مضطرب کو پیارے تم ذبح کرکے آئے — جو دونون آستینین یکدست خون سے تر ہین

دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولا — حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی بہار پر ہین
ہم دونون کو کچھ اُس بن سدھ بدھ نہین ہے جرأت — دل ہمسے بیخبر ہے ہم دل سے بیخبر ہین

کچھ بن آتی نہین اس امر مین لاچار ہون مین — قید عصمت مین ہی وہ جس کا گرفتار ہون مین
جلوہ گر ہے وہی ہر جنس مین اللہ اللہ — طرفہ وہ شے ہے کہ جس شے کا خریدار ہون مین
مجھکو در پردہ سناتے ہو عبث آواز مین — فقط آواز کے سننے کا گنہگار ہون مین
مضطرب گرد ترے گھر کے پڑا پھرتا ہون — نظر آجا کہ میان طالب دیدار ہون مین
نام ہے فرقۂ عشاق مین جرأت میرا — کھینچے تیغ کہ سر دینے کو تیار ہون مین

منہ پھیرے وہ جھجک کے جو قدمون سے جا لگون — کیا قہر ہے بھلا کہ مین ایسا بُرا لگون
دن عید کے جو مجھ سے وہ بیٹھا الگ تھلگ — ظاہر تھا اُس سے یہ کہ گلے اسکے کیا لگون
جرأت یقین ہے تو بھی کنارہ کرے وہ شوخ — گر غمسے اُس کے گور کنارے مین جا لگون

مجھ سے مت پوچھو کہ دمساز کسے کہتے ہین — مین تو محرم نہین ہمراز کسے کہتے ہین
خانہ پرورد قفس ہم ہین اسیر اے صیاد — تو بتادے ہمین پرواز کسے کہتے ہین
کہہ کے غیرون سے مرا راز وہ پھر سوچے ہے — مجھسے پوچھے ہے کہ غماز کسے کہتے ہین
بعد مرنے کے مری لاش پہ لانا اُسکو — ابھی مت پوچھو کہ اعجاز کسے کہتے ہین
شعر جرأت تو نہ پڑھ اُس سے مخاطب ہو کر — جو سمجھتا نہو انداز کسے کہتے ہین

بھلا دیکھو تو ہم تم ایک ہی بستی مین بستے ہین — سو تسپر یہ غضب ہے دیکھنے کو بھی ترستے ہین
کیا ہے ذبح ہمکو آپ کے تیغ تغافل نے — کرم ہم بسملون کے قتل پر کیا آپ کستے ہین
سنا کرتا تھا جو اشعار اپنے روز و شب جرأت — سو اب آواز بھی ہم اُسکی سننے کو ترستے ہین

چوری چوری میرے لگجا تو گلے آ کے کہین — ورنہ دل یہ سے نکل جائیگا گھبرا کے کہین
صحبت یار ہے اور خوف ہے جاسوسون کا — دل سودا زدہ مت بولیو چلا کے کہین
ضبط وحشت ہے تجھے اے دل دیوانہ ضرور — اتنا آنا بھی نہ دو چھوڑ دے جھنجھلا کے کہین
خوف اُس بزم مین دسے لگے خفقانی ہے یہی — کہ نکالے یہ زبان سے نہ کچھ اُکتا کے کہین
کیا رہ عشق مین یون صبر نے جرأت سے دغا — جون چلا جائے کسیکو کوئی بہلا کے کہین

[illegible] سے تاب اب [illegible] نہین نہین — ہے ہے خدا کیواسطے مت کر نہین نہین
[illegible] سے تک چلون — بس بس پرے ہو شوق یہ اپنے تئین نہین
کیا جانے کیا وہ اُسمین ہے لوٹے ہے جسپہ جی — یون اور کیا جہان مین کوئی حسین نہین
آنکھون کی راہ نکلے ہے کیا حسرتون سے دم — وہ روبرو جو اپنے دم واپسین نہین
حیرت ہے مجکو کیونکہ ہے جرأت وہ جبین سے — جس بن قرار جی کو ہمارے کہین نہین

تفرقہ ایسا بھی کم دیکھا ہے ای ہمدم کہین — دل کہین ہے جی کہین ہے وہ کہین ہے ہم کہین
اب جو ربط اُس سے ہوا افزون تو یہ دھڑکا لگا — آہ یہ اخلاص اُسکا ہو نہ جاوے کم کہین
ٹک ادھر کو دیکھیو اللہ رے عالم ترا — سارے عالم مین نہین دیکھا ہے یہ عالم کہین
ہے زبان پر اپنے جرأت اب یہ مطلع زار کا — درد فرقت سے جو کل پڑتی نہین اک دم کہین
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین — خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

ایک گھر مین ہی کبھی ملکے نہین بیٹھتے مین — ہم کہین بیٹھتے ہین آپ کہین بیٹھتے ہین
دیکھ ہم خاک نشینون کو وہ بولا کہ کہین — اور جاگہ نہین کیا یہ جو یہین بیٹھے ہین
اُٹھتے ہی بیٹھتے ہین آنکھون کے تلے تارے سے — جب جدا تجھ سے ہم اے ماہ جبین بیٹھے ہین
ہین ترے دیکھتے ہین آنکھ اُٹھاکر کیا خاک — زانوے غم پہ دھرے سر کو غمین بیٹھے ہین
دیکھے منت سے مرا کوئی بھلا نا جرأت — اور اُس شوخ کا کہنا کہ نہین بیٹھے ہین

چشم پر دود یار کی آنکھین — ہین قیامت بہار کی آنکھین — در سے تیرے جدا نہین ہوتین — اس ترے خاکسار کی آنکھین
مے کے پینے کا مست کر و اخفا — نہین چھپتین خمار کی آنکھین — برچھیان سی گذر گئین دل سے — جو ہین اُس نیزہ دار کی آنکھین
کیا کہون تجھ سے ایسی ہین جرأت — اُس مرے گلعذار کی آنکھین — جسکی آنکھون سے لگ نہین سکتین — ایک سے لے ہزار کی آنکھین

شکل دکھلانے لگے کہین تو ہین — ذبح کر جایئے نہین تو ہین — جسجگہ چین کا نہین ہے نام — ہمدمو جیتے ہے وہین تو ہین
دمبدم دیکھ دیکھ روتا ہے — ارے ڈالے ہے ہمنشین تو ہین — ایکدن ہونگے دیکھ اے جرأت — آہ یہ آہ آتشین تو ہین

دیکھیو شوخی کہ زار و ناتوان پاکر ہمین — دور سے صورت دکھا جاتا ہے وہ آکر ہمین
دسترس جسکو نہین ہے یہ ہوس پابوس کی — ڈالدے پاؤن پہ اُسکے کوئی لیجا کر ہمین
جن دنون دونون طرف تھی لگ رہی دلکی لاگ — دیکھ لیتا تھا وہ کیا الفت سے شرما کر ہمین

بات منہ سی اسکی مشکل میں نکلنے دے سے درست
آہ ای بیتابی دل [illegible] چھوا کے ہمسے

وہ کسی جاگہ نظر آیا نہ ہمکو اور آہ
مار ڈالا دل کی بیتابی [illegible]

اسکے قدموں سے تو ای جرأت جدا ہوتی نہ ہم
کاش خادم جانتا اپنا وہ یا چاکر ہمین

ذرا ہم اُس سے لگ چلنے کی سو سو ڈھب لگاتے ہین
رسائی جو نہین پاتے تو کیا کیا تلملاتے ہین

ملی رہتی ہین جو نظرون سے نظرین سو کہان اتنو
کبھی ہم اتفاقاً اک جھلک سی دیکھ پاتے ہین

خدا شاہد ہے دو ہین جان مین بس جان آتی ہے
کبھی صاحب جو آواز اپنی بندے کو سناتے ہین

مناسب گرچہ جانا بار بار اُس جا نہین جرأت
و لے کیا کیجیے بیتابی سے ہم لاچار جاتے ہین

دیکھ اے عیار تو یک میری بھی ہشیاریان
کرتے ہین تیرے لیے کس کسکی خاطر داریان

خواب مین بھی وہ نظر آتا نہین مدت ہوئی
جاگتے ہی جاگتے کٹتی ہین راتین ساریان

اس سفر کے ادہر مین غافل تو ابھی جرأت نہ بیٹھ
ہو رہی ہین چار سو جانے ہی کی تیاریان

برنگِ مہر ہی گردش ہے ہمکو سارے دن
جو تم پھر آؤ تو پیارے پہر ہین ہمارے دن

رہے تمام ہمسے ہم آغوش جبکہ وہ پیارا
عجب مزے کی ہین راتین عجب تھے پیارے دن

شب وصال مین پروانہ سان تمام ہوئے
فراق یار کا دیکھا نہ ہم نے بارے دن

وصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام
مگر خدا ہی یہ بگڑے ہوئے سنوارے دن

لگا یہ غم یہ جوانی مین کیون میان جرأت
ابھی تو سیر تماشے کے تھے تمہارے دن

ضعف ایسا کہ چلین وان تو چلا جائے کہان
اور قلق یہ ہے کہ رہیے تو رہا جائے کہان

رفتگی سے دل بیخود کے یہ اندیشہ ہے
اب خدا جانے یہ جون پیک صبا جائے کہان

روبرو جسکے خموشی مین کلیجہ بھر آوے
حرف مطلب کہو پھر اُس سے کہا جائے کہان

دل ملے ہو وین تو پھر پاس نہ بیٹھے تو کیا
دور سے آنکھ لڑانے کا مزا جائے کہان

ماجرا اپنا عجب قصۂ جانکاہ ہے آہ
کہ بیان کیجیے رو رو تو سنا جائے کہان

یعنی جو جیتے بھی رہنے کا روادار نہین
رہین اک لحظہ گر اُس بن تو رہا جائے کہان

صورت نقش نگین صفحہ بدنامی پر
جرأت اب بیٹھ گئے ہم تو اٹھا جائے کہان

کب بیٹھتے ہین چین سے اپنا اُٹھا کے منہ
لگتا نہین ہے جی کہین لپکا لگا ہے دن

جب تک نہ بیقرار ہوں پڑتا نہیں قرار — آتا نہیں ہے چین ہیں تلملائے ہیں
بے تو و نالہ منہ سے نکلتی نہیں ہے بات — حیران بیٹھے رہتے ہیں آنسو بہائے ہیں
زندان سے لگے ہے گھر جو کسی کے ہوں اسیر — آتے نہیں بخود کہیں ہم آئے جائے ہیں
دیوانہ گر نہوں تو پریرو نہ دیکھیں سیر — بگڑے ہے بات حال پریشان بنائے ہیں
جنبش نہ دست و پا میں ہو بے شورش جنون — افسردہ طبع رہتے ہیں دھوم مچائے ہیں
انکار سیکڑوں ہوں اگر ہو نہ فکر عشق — وارستگی کہاں ہے کہیں جی پھنسائے ہیں
قاتل سے نہ گر ملئے تو جرأت ہماری کیا — جوں گل شگفتہ ہونہ کوئی زخم کھائے ہیں

دیکھکر کل لیلی و مجنون کی وہ تصویر کو — اپنے تئیں دیکھے تھا گاہ اور گاہ مجھ دلگیر کو
مین کہا دیکھے ہیں میں نے خواب میں ابروے یار — دوستو مجھسے کہو اس خواب کی تعبیر کو
آہ اس مذکور کو سننا تھا وہ قاتل کہیں — آن پہونچا سر پہ میرے کھینچ کر شمشیر کو
دل کے جی دینے کا جرأت تمکو بھی افسوس ہے — کی بہت تدبیر لیکن کیا کریں تقدیر کو

آمد اس شوخ ستمگر کی ادھر ہو کہ نہ ہو — گذرے ہم جی ہی سے اب اُسکا گذر ہو کہ نہ ہو
ہر دم اُسکی جو ملاقات میں ہو فرق تو آہ — حال ہر لحظہ مرا نوع دگر ہو کہ نہ ہو
پہونچے دن رات جسے صدمہ بیدردی یار — دل میں اُس شخص کے درد آٹھ پہر ہو کہ نہ ہو
جرأت اب بیٹھ کے یوں حلقۂ در یا تھنے نہ اُٹھ — پھر خدا جانے کہ اس در پہ گذر ہو کہ نہ ہو

گئے وہ دن سناتے تھے خوشی کی داستانونکو — ہم اپنے مہربانونکو تم اپنے رازدانون کو
خداوندا مری اور اُسکی جن اشخاص نے ناحق — مٹا دی گرمی صحبت لگے آگ اُنکی جانونکو
حیا سے پاس بیٹھے پر جو آنکھ اُسکی نہیں ملتی — تو کیا کیا سوجھتی ہے دور کی ہم بدگمانون کو
تصور خرچ کرتا ہے اب اُن مرغان بے بس کا — بجہت تنگ رہے ہیں جو قفس میں آشیانونکو
مقام گریہ ہے احوال اُس بیکس مسافر کا — پڑا ہے حس جو دیکھے آتے جاتے کاروانونکو
یہ وحشت ہی کہ جرأت جب سر بازار نکلا ہے — دو دستہ بند کر لیتے ہیں بازاری دکانونکو

حسن نظارہ کو ہیں نہ لوٹے وہ آنکھ — جو نہ گریاں بغم عشق ہو پھوٹے وہ آنکھ
جسکو سیر چمن حسن نہ ہو مد نظر — دست مژگان سے سدا سینہ کو کوٹے وہ آنکھ

دیکھتے دیکھتے اُس شوخ ستمگار کی راہ
جان بلب گو ہون پہ ہے موت مری پیرا تلے
سُرخ پوش آج گیا قافلۂ اشک روان
پا کے تنہا چمن اُسکو یہ مانگون ہون دعا
اتنا پیغام تو اب اُسکو سنا دے کوئی
جلد آجاؤ کہ سب دیکھتے ہین راہ کچھ اور
مسکراتا ہے عجب ناز سے شرما کے وہ شوخ
ہند مین راہ سخن نکلی یہ جرأت ہو کہ بس

گر گئی جان سفر دیدۂ بیدار کی راہ
دیکھے ہے تیغ اجل بھی تری تلوار کی راہ
کشور دل سے مرے دیدۂ خونبار کی راہ
کردے اب بند الٰہی کوئی گلزار کی راہ
آج مین دیکھون ہون جس یار جفاکار کی راہ
اور مین دیکھون ہون اک جلوۂ دیدار کی راہ
چاہ کی آنکھ سے دیکھون جو اُسے پیار کی راہ
شعرائے صفہان تکتے ہین اشعار کی راہ

اللہ اللہ رے اُس پردہ نشین کا پردہ
ضبط ہر چند کیا ہمنے و لے وقت وداع
چادر ابر مین جیسے کہ چمک چاند کی ہو
سچ تو یہ ہے کہ کب اغیار سے ملتا ہین یار
کیجئے بیتابی اگر بعد فنا بھی جرأت

آسمان کا ہے نہ جیں سے نہ زمین کا پردہ
کھل گیا اپنے دل صبر گزین کا پردہ
لطف رکھتا ہے یہ اُس ماہ جبین کا پردہ
ایک ظاہر مین یہ رکھا ہے نہین کا پردہ
زلزلہ آئے ترق جائے زمین کا پردہ

اب دکھایا چاہتی ہے بیقراری اور کچھ
یہ نہ کہہ ہر دم کہ تو صدقے نہ جایا کر مرے
دیکھو بزم غیر مین تم مت پیو مے ورنہ جان
مین تو حیران ہون کہ ہوگی کس طرح صحبت برار
عشق مین ہوتی ہے یون تبدیل ہیئت الاماں

دمبدم ہونے لگی حالت ہماری اور کچھ
اسکے بدلے کہہ مجھے مین تیرے واری اور کچھ
کیفیت دکھلائیگی یہ بادہ خواری اور کچھ
خواہش اپنی اور کچھ مرضی تمھاری اور کچھ
وضع جرأت کی نظر آتی ہے ساری اور کچھ

کہا ہے مینے تجھے کب کہ غیر پاس نہ بیٹھ
چل اپنے گھر کہ تجھے دیکھتے ہین بزم مین غیر
نہین ہے خوب دل اُس بیگیان سے اتنا ربط
دل اداس نہ شتاب یہ باغ جہان وہ جائے کہان
کچھ اُس سے درد دل اپنا بیان کر جرأت

خدا کے واسطے مجھ پاس تو اداس بیٹھ
یہ آن بیٹھینگے سب تیرے آس پاس نہ بیٹھ
کیا ہے اُس نے تجھے اور کچھ قیاس نہ بیٹھ
گل امید سے آتی ہے بوئے یاس نہ بیٹھ
شب وصال مین اتنا تو بیحواس نہ بیٹھ

چھوڑا گلزار سے دور اور پر بلبل کترے | ہائے صیاد جفا پیشہ نے کیا گل کترے

نقد دل کھو کے جو بیتابی الفت پائی | بس غنیمت ہے بڑی ہمنے یہ دولت پائی
تو نے اس باغ میں دم بھر نکی مہلت پائی | اے صبا ہمنے تو اتنی بھی نہ فرصت پائی
سختیاں درد محبت کی نہ پوچھو ہے ہے | جی ہی جانے ہے جو کچھ دل نے اذیت پائی
ایک تو پائی ہے نک سک کی درستی تو نے | تس پہ مکھڑے نے ترے قہر شرارت پائی
سنکے بیمار جو آیا وہ عیادت کو تو ہائے | حال دل کہنے کی بھی ہمنے نہ طاقت پائی
جرأت انکار محبت تو عبث کرتا ہے | کہ سخن میں ترے اک چاشنی حالت پائی

یہ وضع نئی تم نے اب اے یار نکالی | ابرو پہ نظر کرتے ہی تلوار نکالی
ٹھہرانے لگے وعدۂ وصل اس سے تو اسنے | ہر بات پہ سو طرح کی تکرار نکالی
نظارہ کا گر شوق نہیں اس کو تو اسنے | کیوں بام پہ کھڑکی سر بازار نکالی
ہر گام پہ ہو جائے ہے اک حشر سا برپا | یہ تمنے نئی چال کی رفتار نکالی
پڑھ تازہ مضامین کی جرأت غزل اک اور | یہ زور زمیں تو نے نئی یار نکالی

ظلمات کی اک راہ نمودار ..... نکالی | لے آئینہ مانگ اوس نے جو کیا نکالی
ابرو میں چڑھے بکھرے ہیں بال اک بھری ہی لگا | سچ دیکھو یہ کیا اس نے دھواں دھار نکالی
پھانسیں تو بہت سب نے نکالیں پہ کسی نے | پھانس اپنے کلیجہ کی نہ زنہار نکالی
جب بند کیں آنکھیں تو بچا یار سے ہم بزم | کیا راہ ملاقات کی ہموار نکالی
جو در پہ نکل آتے تھے جرأت انھوں نے | دل لگتے ہی اب پردہ کی دیوار نکالی

یار واں اس در تک مجھے پھر خدا لیجائیے | گر میں اٹھ سکتا نہیں ہوں تو اٹھا لیجائیے
ایک دل تھا سو تو اوسکو روز اول ہی دیا | اب مشوش ہوں کہ اسکی نذر کیا لیجائیے
بو محبت کی نسیم آہ سے کھلتی ہے واں | گرچہ سو پردوں میں جوں غنچہ چھپا لیجائیے
اسکی دزدیدہ نگہ دیکھ آئے ہے دل میں یہ بات | ہائے کیا شئے ہے اسے کیونکر چرا لیجائیے
یوں تو لیجائے ہے دہاں تیری دلا بگڑی بات | ہاں مگر مشکل او کچھ تیری بنا لیجائیے
روز خوباں جہاں آتے ہیں اس پاس سیلے | یعنی جو ہیں دلبری کے ڈھب اڑا لیجائیے

سن لو ذرا دانِ معانی اور جرأت کی غزل — ذوق سے مضمون پھر اسکے چرا لیجائیے

جیتے جی دل کو نہ صاحب نے کہا لیجائیے — جب ہوا مردہ تو کہتے ہو اٹھا لیجائیے

اک نظر دیکھوں تو یوں کہتی ہے وہ چتون شریر — آنکھوں ہی آنکھوں میں کیفیت اڑا لیجائیے

صاف بیگانہ نظر آنے لگے ہے وہ ہمیں — وان جب اپنا سمجھکر آشنا لیجائیے

ہائے دل وہ شے ہے جسکو دیجئے سو بار کہے — کب ہے درکار ایسی جنس ناروا لیجائیے

منہ ہی منہ میں کہتے ہیں جو بات ہاں تنگ کچھ — ہائے لب سے لب ملا کیونکر مزا لیجائیے

سنا ہے وہ خدا نا کردہ ہے بیمار کیا کیجے — عیادت کو بھی جانا ہے ہمیں دشوار کیا کیجے

خیال اسکے جو بیخوابی کا گذرے ہے تو ہم شب کو — لگا کے چھت سے آنکھیں ہوتے ہیں بیدار کیا کیجے

طبیبوں پاس جانا اسکا ہم جس روز سنتے ہیں — تو جا کر بیٹھ رہتے ہیں سر بازار کیا کیجے

کسی کو بھیج بھی سکتے نہیں احوال پرسی کو — مگر یہ چپکے چپکے کہتے ہیں ہر بار کیا کیجے

کف افسوس ملتے ہیں کہ جرأت ہم نہیں مسیحا — نہیں تلوے تو سہلاتے گھڑی دو چار کیا کیجے

بھول گئے تم جن روزوں ہم گھر میں بلائے جاتے تھے — ہوتے تھے کیا کیا کچھ چرچے عیش منائے جاتے تھے

میخواری دلداری تھی اور صحبت لطیفہ ہر باری — ہو کے بھی ہونٹوں سے پھر مونھ ملائے جاتے تھے

کیا کیا کچھ تھی خاطرداری کیا کیا پیار کی باتیں تھیں — کس کس ڈھب سے چاہ جتا کر ربط بڑھائے جاتے تھے

کیا کیا تمکو سوجھتی تھیں اور کیا کیا ہمکو سوجھتی تھیں — ڈھب ملنے کے جب آپس میں کچھ ٹھہرائے جاتے تھے

کرتے تھے تم اوکی خوشامد جو تھے ہمارے محرم راز — ہر ہر بات پہ کیا کیا ان کے ناز اٹھائے جاتے تھے

وصل کی شب ہوتی تھی جب صبح تو دل سو کھینچکر آہ — ہم کہتے تھے گھر جاتے ہیں تم گھبرائے جاتے تھے

ملتے ہیں ہم ہاتھ اب اپنی یاد وہ دن تھے کیوں پیارے — اپنے ہاتھوں مل مل ہمکو عطر لگائے جاتے تھے

پیتے ہیں اب خون جگر ہم یاد وہ مے گلرنگ کے آہ — اپنے سر کی دیکے قسمیں جام پلائے جاتے تھے

ننگ ہے یا انجام ہے ایسا جہاں لکھا ہو تو لوٹ — یا پڑھنے کی جرأت ہی کے شعر لکھائے جاتے تھے

زبسکہ ضبط محبت نہیں چھپتا ہم سے — کہے ہے رازِ دل اپنا وہ برملا ہم سے

مریض عشق ہیں ہم جسکے کیا تماشا ہے — کہ اپنے درد کی پوچھے ہے وہ دوا ہم سے

غضب ہے جسکے لئے ہم جہان سے پھر بیٹھے — سو یوں کہے ہے وہ نادان دلربا ہم سے

مدام مشغلہ گریہ جسکے غم مین ہے — کہے ہے رو رو کے اپنا وہ ماجرا ہم سے
شعور دار ہو تم تو بڑے بتاؤ تو — یہ کیا سبب ہے کہ دل اُسکا پھر گیا ہے
کبھی دکھائے ہے فال اور کبھی ز راہ شگون — کہے ہے دیکھو تو ہوگا وہ آشنا ہم سے
سمایا اوس کے یہ جب دل مین سوچ ہے جرأت — کہ کیونکہ ہوگا وہ پھر آشنا بھلا ہم سے

حیرت افزا حسن جو اپنا دکھایا آپ نے — اک مرقع بزم خوبان کا بنایا آپ نے
پاس بٹھلائے مخل اور آپ ہو بیٹھے خفا — آہ روز وصل بھی کیا کیا ستایا آپ نے
بل بے شوخی بن سنور کر اپنے گھر سے جب کہین — تم لگے جلنے ہمین تب یان بلایا آپ نے
گر کہین ہم لیکے دل تم جان کے خواہان ہوئے — جی ملا کر خاک مین ہمکو ملایا آپ نے
تو بدن جنبش مین لا کر کہتے ہین کس ناز سے — ہم تو ہین ایسے ہی پھر کیون دل لگایا آپنے
جو تمھارے حسب حال اشعار ہون پڑھیے وہ اب — ریختہ یہ کیا میان جرأت سنایا آپ نے

پہلے تو از راہ الفت گھر بلایا آپ نے — پھر گیا جب دل تو پھر در پھرایا آپ نے
یا ہمارے ملنے والون کی بھی رہتی تھی یاد — یا ہماری یاد کو دل سے بھلایا آپ نے
یا پہر عالم ہماری خورمی منظور تھی — یا رولا کر ہم یہ عالم کو ہنسایا آپ نے
یعنی پہلے بے تکلف پاس بٹھلایا اور آہ — لگ گیا جب دل تو اک پردہ لگایا آپنے
یا تو بن بن اپنا عالم ہمکو دکھلاتے تھے آپ — یا بگڑ کر اور ہی عالم دکھایا آپ نے
یا ہمارا دھیان رہتا تھا تمھارے جت چڑھا — یا ہمین اب اپنی نظرون سے گرایا آپ نے
یا ہمارے پاس پہرون بیٹھتے تھے آکے آپ — یا بہ رنجش پاس سے ہمکو اٹھایا آپ نے
یا ترقی پر تمھارا دم بدم اخلاص تھا — یا گھٹا کر ربط اب بالکل گھٹایا آپنے
ہائے یہ روداد کس کے روبرو کیجے بیان — چار دن مین جو تماشا سا دکھایا آپ نے
چھوڑ بیٹھے تب ملاقات آپ بھی جرأت ہائے — جبکہ ملنا سارے عالم کا چھوڑایا آپنے

ہمین دیکھے سے وہ جیتا تھا اور ہم اُسپہ مرتے تھے — یہی راتین تھین اور باتین تھین وہ دن کیا گذرتے تھے
وہ سوز دل ہی بھر لاتا تھا اشک سرخ آنکھون مین — اگر ہم جی کی جلنی سے آہ سرد بھرتے تھے
بیان ہم وصل مین کرتے جو درد ہجر سے مرنا — تو وہ کہتا خدا شاہد ہے اسکا ہم بھی مرتے تھے

بن دیکھے اوسکے گھر کو پھر آئے تو کیا کہین ‎ ‎ کیا مضطرب ادہر کے اودہر ہم پھرا کئے

میکشی کا شغل تھا جیسا میسر یار سے ‎ ‎ خون کی آتی ہے بواب وان در و دیوار سے
گہہ جنون عشق سے پھرتے ہین گھبرائے ہوئے ‎ ‎ گاہ تکتے چار سو رہ جاتے ہین لاچار سے
گر کہون مین جان بلب ہون خواہش بوس مین ‎ ‎ تو کہے چتون مین وہ مجھکو مری بیزار سے
چشم سے طوفان اشک اٹھتا ہے جب آتا ہے یاد ‎ ‎ وہ بجھانا اسکا اور آنکھین ملانا پیار سے
عاشقی مین ہے امید زندگی جرأت عبث ‎ ‎ کوئی بھی جانبر ہوا ہے آہ اس آزار سے

شب خواب مین اس شوخ کی آنکھون پہ قدم تھے ‎ ‎ پھر آنکھ جو کھل گئی تو عجب سوچ مین ہم تھے
کیا تمنے جوانی مین یہ سیکھین ہین ادائین ‎ ‎ کچھ تم تو لڑکپن مین بھی ایجان ستم تھے
تا روز شمار اسکا نہو مجھ سے شمار آہ ‎ ‎ مت پوچھ شب ہجر مین جو مجھپہ الم تھے
صد شکر کہ بے فکر ہوا مر کے مین جرأت ‎ ‎ تھی زندگی جبتک تو ہزار دن مجھے غم تھے

کہانتک اپنے منھ سے خاک کوئی یار کو ملیے ‎ ‎ کبھی تو یارب ان ہاتھون سے اس رخسار کو ملیے
لکھین ہین یہ تمنائے قدمبوسی مین کچھ باتین ‎ ‎ ذرا پاؤن تلے اس دفتر اشعار کو ملیے
کہان اب وہ کہ جو بو گھر مین بھی اس گل تنکے آئے ‎ ‎ ہزار اب عطر فتنہ کا در و دیوار پر ملیے
جو ٹک بھی دست قدرت پائے مہندی کے لگانے پر ‎ ‎ تو پردے مین حنا کے کیا کف دلدار کو ملیے
ہم آغوشی میسر گر ہمین ہو جائے جرأت ‎ ‎ تو کیا کیا کچھ گلے سے پھر لگا کر یار کو ملیے

وہ غصہ مین جو کچھ کچھ کھینچ کر شمشیر بولے ہے ‎ ‎ یہ میرے قتل ہونیکو مری تقدیر بولے ہے
دوانہ ہون ولیکن بلبل تصویر ہون گویا ‎ ‎ نہ غل میری زبان پر ہے نہ کچھ زنجیر بولے ہے
نزہ ہے انجمن مین اپنی رسوائی کے خطرہ سے ‎ ‎ وہ کیا کیا دیکھ میرا رنگ رو تغییر بولے ہے
فغان سنکر جو دیتا ہے گالیان وہ مین سمجھا ہون ‎ ‎ یہ میری آہ بے تاثیر کی تاثیر بولے ہے
وہ جب کرتا ہے باتین مجھسے مین حیران رہتا ہون ‎ ‎ کہ گویا خوبصورت منہ سے ایک تصویر بولے ہے
صبا گلشن مین جو آئی خزان کی کیا خبر لائی ‎ ‎ کوئی پوچھے تو بلبل آج کیون دلگیر بولے ہے
کرون کچھ اس سے مین باتین تو کیا جھنجلا کے کہتا ہے ‎ ‎ یہ میرے روبرو کیون واجب التعزیر بولے ہے
تماشا ہے کہ میرے حق مین بیٹھے بیٹھے وہ کچھ کچھ ‎ ‎ بنا غصہ کی سی آواز بے تقصیر بولے ہے

پڑا ہے کچھ عجب صورت سے تجھ بن جرأت اندگین ۔ نہ کھوے ہے ذرا آنکھین وہ دلگیر بولے ہے

گو دنیکا تارا برابر اب افلاک سے باندھے ۔ پر شرط نہ اس دیدۂ غمناک سے باندھے
دعوی نہ کرے برق کبھی اپنی تڑپ کا ۔ گر باؤن تری توسن چالاک سے باندھے
جرأت کہون کیا آہ مین وہ صید زبون ہون ۔ کہ وہ بھی نہ جسکو کوئی فتراک سے باندھے

چاہ کا اب سکے کیا منہ لیکے مین دعویٰ کرون ۔ جسپہ دل میرے طرح سے سو طرحدارونکا ہے
اے طبیب اب کیا کہون بیماری دل کا بیان ۔ ایک یہ آزار مجھکو لاکھ آزارون کا ہے
درد دل سوز جگر شیرین لبون سے دفع ہو ۔ لیجیو مجھکو وہین درمان ان آزارون کا ہے
کیا بچارے سرنگون بیٹھے ہین اسکی بزم مین ۔ فرقہ عشاق بھی فرقہ گنہگارون کا ہے
جس جگہ رہتے ہین جرأت ہم مریض چشم یار ۔ وہ محلہ شہر مین مشہور بیمارونکا ہے

بسکہ گلچین تھے سدا عشق کے ہم بستان کے ۔ ہونے نوکر بھی تو نواب محبت خان کے

وعدہ پہ تیرے کوئی سے شام سے سحر تک ۔ آہین بھرا کیا ہے گھڑیان گنا کیا ہے
لڑنے سے اسکے دل سے کرتا ہون یون تسلی ۔ آپس مین ایسا جھگڑا اکثر ہوا کیا ہے

برنگ شمع گر آتش ہر استخوان پر ہے ۔ جو کچھ ہے جی مین ہمارے وہی زبان پر ہے
گیا یہ بام پہ کون اب کہ صحن مین کوئی ۔ کھڑا ہے اور کوئی بیتاب نردبان پر ہے
یہ دور حسن مین تیرے کہین ہین اہل جہان ۔ جو کچھ ہے آج زمین پر کب آسمان پر ہے
جو گھر بلاکے کیا اسنے حال جرأت کا ۔ روا کہین بھی یہ بیداد میہمان پر ہے

چین سے پھر کیونکہ ہان جیتا ہون کسکے سوئیے ۔ دل تو چاہے ہے کہ خوب اس سے لپٹ کے سوئیے
یاد آتا ہے یہ کہنا جب تو اڑجاتی ہے نیند ۔ اپنی ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کے سوئیے
ایک شب ساتھ اسکے گر سونا میسر ہو تو ہائے ۔ شام سے لے تا سحر کیا کیا چمٹ کے سوئیے
وصل کی شب نیند ہی گر تمکو آتی ہے تو جان ۔ لو ذرا منہ سے دوپٹہ کو الٹ کے سوئیے
تم جو کہتے ہو نہ جرأت سوئینگے ہم تیرے ساتھ ۔ تو زبان بہر خدا اب یہ پلٹ کے سوئیے

جسدن سے کہ تم پاس نہین جان ہمارے ۔ نہ ہوش ٹھکانے ہین نہ اوسان ہمارے
قاصد جو گئے تھے سو گئے راہ مین مارے ۔ خط پہونچے نہ وان تک کسی عنوان ہمارے

تم وعدہ پہ خوب آئے کہ شب صبح تلک جان — دروازے کی آہٹ پہ رہے کان ہمارے

یار آیا نہ اور جان چلی تن سے تو یارو — کیا قبر مین نکلین گے اب ارمان ہمارے

اب جیمین ہی پردرد غزل کہیئے وہ جرأت — جس سے کہ سخندان ہون ثنا خوان ہمارے

قاتل جو مزیدار ہو ہم جان ہمارے — سب زخم بدن پر ہین نمکدان ہمارے

کچھ لطف محبت نہین بلبل کی فغان پر — اے گل ترے ہنسنے سے کھلے کان ہمارے

حسرت ہی رہی دلمین ولیکن نہ رہا وہ — اک آن بھی گھر آن کے مہمان ہمارے

منظوم جو حال دل گم گشتہ کیا آہ — گم ہو گئے جرأت کئی دیوان ہمارے

دیار عشق کے ہمنے مکان اجاڑے لیے — یہ جوکھون سر پہ اٹھائی فقط تمھارے لیے

جو شب کو بزم مین چشمک نہ تھی غیرون سے — سو چھپ کے ہمنے بھی وہ دیکھ سب اشارے لیے

نہ پوچھو مجھسے کہ سارے بدن کا تھا کیا حال — ذرہ جو ہاتھون ہاتھ اُسکے پیارے پیارے لیے

کہین ہین دیکھ کے اُس رخ پہ داغ چیچک لوگ — طلسم دیکھو کہ ہے منہ پہ ماہ تارے لیے

بہ شکل گوہر دریا ہوئی ہین جرأت خلق — سخن کے واسطے ہم اور سخن ہمارے لیے

جو خواہش اُس سے آنکھو ملین کرون نظر بانکی — تو کہتے ہین بنائی تو نے کیون صورت دِوانے کی

دلا جون شمع ہے یہ بات آفت سر پہ لانے کی — کہ اس بزم جہان مین جا نہین ہی سر اُٹھانے کی

گئے ہو جبسے تم یہان سی نہین شدبدہ ہمین پیارے — نہ جینے کی نہ مرنے کی نہ آنیکی نہ جانے کی

وہی لیل و نہار اور ہے زمین اور آسمان وہی — پر اس بن ہو گئی کچھ اور ہے صورت زمانے کی

خوشا حال اونکا جو خمخانہ ہستی مین کھنچے ہین — برنگ شیشہ ہے کیفیت آنسو بہانے کی

کہ شکل زخم ہم آفت رسیدون کی یہ صورت ہے — نہ رونیکا مزا ہے کچھ نہ لذت مسکرانے کی

یہ جی مین ہے کہ جرأت اک غزل ور ایسی ایک پڑھیے — کہ جسمین بات نکلے شوخ کے شوخی جتانے کی

دم آخر نہ پوچھو وضع اُس بدظن کے آنے کی — کہ وقت نزع آ کہنے لگا خوبی بہانے کی

برا لگتا ہے کیون آبیٹھنا میرا مین حیران ہون — بھلا خو تمنے کیون ڈالی تھی پاس اپنے بٹھانیکی

دل وحشی کو خواہش ہے تمھارے در پہ آنیکی — دوانا ہے ولیکن بات کہتا ہے ٹھکانیکی

جو در پردہ کہو نہین منتیں کرتا ہون تو وہ قاتل — کہانی کہنے لگتا ہے کسی کے مارے جانیکی

یہان جا بیٹھتے ہو دل نہین لگتا میان جرأت
کہو اتنا تو اٹھائی کیفیت کچھ دل لگانے کی

کب تلک کرے غم دل کو مرے آنکے ٹکڑے
لگجا مری چھاتی سے تو او جان کے ٹکڑے

آخر دل گم گشتہ کے سب ڈھونڈھ نکالے
کوچے کی ترے خاک کو مین چھانکے ٹکڑے

نوبت جو مرے قتل کی آئی تو وہ بولا
ایسے کو کرے کسکی بلا آن کے ٹکڑے

خوبونپہ کرون کیونکہ دل اپنا نہ تصدق
یہ چاند کے ٹکڑے ہین پریجان کے ٹکڑے

کر نظم نہ حال دل صد چاک تو لکھیو
ہو جاوینگے جرأت تری دیوان کے ٹکڑے

سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہونچے
وہ سنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہونچے

خوف آتا ہے یہی ذکر سے اُس قاتل کے
کہ نہ باتو ہمین سخن تیغ و سپر تک پہونچے

آشیان بلبل بیکس کا ہے جسپر کیون تیغ
جو ہو صدمہ سو اسی شاخ شجر تک پہونچے

کیا بیان کیجئے جرأت کے نہ آنے کا سبب
کوئی بیتاب نہ کیونکر ترے در تک پہونچے

ہے یہ حال اُسکا کہ بستر سے اِدہر جو اُدھر
شام سے قصد کرے وہ تو سحر تک پہونچے

یون وہ آنکھون مین کھٹکے ہے جبکہ روتا ہے کوئی
پھوٹ پھوٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی

اُسکے مژگان کا تصور کیونکہ باندہون کیا کرون
برچھیان سی دونون آنکھون مین گڑوتا ہے کوئی

جسنے ذکر اوسکا سنا مجھسے تو یون رو کر کہا
ایسی جا عاشق ارے کمبخت ہوتا ہے کوئی

اُسکے ہمسایہ جو ہون تو اڑگیا آنکھون سے خواب
ہے خیال اب یہ پس دیوار سوتا ہے کوئی

جرأت گریہ کنان کا اند نومین ہے یہ ننگ
پوچھے ہے آنسو کوئی دامن کو دھوتا ہے کوئی

مین جان بلب ہون شتابی سے اُسکو لاؤ کوئی
خدا کے واسطے یارو مجھے جلاؤ کوئی

اوٹھائے بیٹھا ہون جس بن مین زندگی سے ہاتھ
کسی طرح اُسے مجھ پاس لا بٹھاؤ کوئی

بغیر اُسکے پڑا ہے خراب کشور دل
ثواب ہوگا یہ اُجڑا نگر بساؤ کوئی

فقط مین اُس کی کہون سادگی کا کیا عالم
لگے نہ لاکھ طرح سے جسے بناؤ کوئی

نہین ہے مجھ مین تو جرأت کہ جاؤن اُن یارو
مگر جو مجھسے ہو تدبیر تو بتاؤ کوئی

بجلی ایسی گیا ہے سو تڑپ وہ گلرو مجھے
کل نہین پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے

ابتلک تو بات مین لغزش نہین آئی مرے
کیون کیا چاہے ہے رسوا بیقراری تو مجھے

زخم ایک شمشیر کا سا دل پہ لگجاتا ہے آہ
یاد آجاتی ہے جب وہ جنبش ابرو مجھے

ہمنے سو بار کہا جن کے بلانے کے لیے
سو وہ اب سوچتے ہین اپنے بٹھانے کیلیے

جب قریب آ کے وہ بیٹھے ہے تو ہم کس مشکل
لوٹتے لگتے ہین ٹک ہاتھ لگانے کے لیے

ہدف ناوکِ مژگان مرے دل کو کرکے
وہ نگہہ ڈھونڈھے ہے کچھ اور نشانے کے لیے

ہو کے رخصت اُسے دیکھون ہون بحسرت پھر پھر
اتنی خاطر کہ کہے اب بھی پھر آنے کے لیے

گر کہون غیر مجھے طعن کرتے ہین رسوا تو کہے
تم بھی آفت ہو کوئی بات بنانے کے لیے

دیکیے جی عشق مین ہم چھوڑ چلے اے جرأت
ایک افسانہ پر درد زمانے کے لیے

ابتو ہر ہر بات پر آزردگی آنے لگی
میری بیتابی جو اُس بیدرد کو بھانے لگی

یہ نہ کہہ یاد آئی کس کی جو کلیجہ پر مرے
سانس کے لینے مین اک برچھی سے لگجانے لگی

جی کے لگجانے کا کچھ پایا دلا تو نے مزہ
ہم نہ کہتے تھے بُری ہوتی ہے دیوانے لگی

سوزش پروانہ ہوتی اس طرح کس سے بیان
جو خموشی مین زبان شمع بتلانے لگی

بیقراری سے لگا کیا جرأت اُٹھنے بیٹھنے
وہ نشست روز و شب اُسکو جو یاد آنے لگی

آنکھ اپنی روتے روتے نہ شب تا سحر لگی
کیا جانے وصل یار مین کس کی نظر لگی

اپنے تئین بھی بھول گئے ہین ہم اندنون
اک تیری یاد رہتی ہے اے عشوہ گر لگی

وہ جس طرف سے آن نکلتا تھا گاہ گاہ
رہتی ہے اپنی آنکھ اُدھر بیشتر لگی

تھا وصل جن دنون مین تو کہتے تھے ملین ہم
صحبت ہمارے چرخ کو بھی خوش مگر لگی

سو خواب مین بھی اب نظر آتے نہین وہ عیش
افسوس ہے ہماری ہی ہمسکو نظر لگی

آزردہ پھر بھر آنے سے جرأت کے تو نہ ہو
ہوتی بُری ہے اے بت بیداد گر لگی

ہجر مین مضطرب سے ہو ہو کے
چار سو دیکھتا ہون رو رو کے
نامجا اُسکو چھوڑ دین کیونکر
جسکو پایا ہو جان کھو کھو کے

دیکھین کیا آنکھ کھول کر اُس بن
رات دن کاٹتے ہین سو سو کے
گو بلائے نہ ہمکو وہ جرأت
جاتے ہین بیقرار ہو ہو کے

از خود نہین کچھ اشک مین آنکھون سے نکالے
یہ بحر محبت سے کے بہا کرتے ہین نالے

قشقہ جو وہ کھینچے تو کھنچی جائے اُدھر جان
اور چھوڑ دے زلفون کو تو بس مار ہی ڈالے

بیہوش سا محفل مین مجھے دیکھ وہ کیا کیا
ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کچھ منہ سے نکالے

دو چار قدم فرش پہ گل کے جو پھرا کل   سو ناز و کرشمہ سے وہ دامن کو سنبھالے
اللہ ری نزاکت کہ دہن آتش گل کی   گرمی سے پڑے پاؤن مین اُسکے کئی چھالے
اُس بزم مین جرأت اُسے جب دیکھیے ہو بیٹھا   کہتا ہے جو کوئی کہ خدایا تو اوٹھا لے

بیقراری سے ہم اُس بزم مین کیون ہائے گئے   ٹک نہ وان بیٹھنے پائے تھے کہ اوٹھوائے گئے
یا تو جل رہتے تھے یا نہ ملی آنکھ بھی آہ   گرچہ سو ڈھب سے ہم آج اُسکے حضور آئے گئے
بے اجل ہمکو تو مارے ہے اسی بات کا سوچ   ربط و اخلاص کدھر اُسکے وہ سب ہائے گئے
نہ وفاداری سے دربار کا چھوڑا جرأت   گرچہ سو بار ہم اُس گھر سے نکلوائے گئے

دی تصور نے کسی کے اور بینائی مجھے   بند آنکھون پر بھی وہ دیتا ہے دکھلائی مجھے
گھر مین کیا بیٹھا ہے ظالم آ تماشا تو بھی دیکھ   کھینچ لائی ہے سر بازار رسوائی مجھے
دیکھیے کیا کیا داغ حسرت مجھکو تڑپاتا ہے آہ   جب سے سمجھا ہے وہ شوخ اپنا تمنائی مجھے
کچھ نظر آتا نہین یہ محو حیرانی ہون مین   جب سے ایک تصویر سی صورت نظر آئی مجھے
دیکھون جرأت اُسکو تو کہتا ہے یہ منھ پھیر کے   کن بری آنکھون سے دیکھے ہے یہ سودائی مجھے

یہ تو مین کیونکر کہون کچھ نہین بھاتا ہے تجھے   کچھ تو بھایا ہے کہ اب کچھ نہین بھاتا ہے مجھے
صحبت اب یار مین اور مجھ مین ہے جون شعلہ و خس   جون جون مین اوسکو بڑھاؤن وہ گھٹاتا ہے مجھے
زخم تازہ کی طرح چرخ کہن اے جرأت   ٹک ہنساتا ہے تو پھر خوب رلاتا ہے مجھے

یون در سے ترے اُٹھتے ہی ہم یار گر پڑے   جون مست سے کوئی دم رفتار گر پڑے
روٹھے پہ اُس نے جب نہ منایا تو آپ ہی   ہم جا کے اُسکے پاؤن پہ لاچار گر پڑے
حقا کہ تو وہ جنس ہے بازار حسن مین   بے اختیار جس پہ خریدار گر پڑے
یہ حال دل کیا نگہ یار نے اب آہ   بجلی کسی پہ جیسے کہ یکبار گر پڑے
نکلا تھا اور کچھ دم رخصت زبان سے پر   یکبار اشک چشم سے دو چار گر پڑے
جرأت کہان جو دیکھتے در پر اُسے کہ ہم   آواز سنتے ہی پس دیوار گر پڑے

سچ ہے کب خاطر مین تو الفت ہماری لائے ہے   پر ہمین مجبوریان بے اختیاری لائے ہے
وہ ہین بس گھر سے ہمین بھی بیقراری لائے ہے   اُسکے دروازہ پہ جب کوئی سواری لائے ہے

شکل برق اک دم ٹھہرتا ہی نہین وہ شوخ آہ　　لاکھ نسبت سے کوئی گر ایک باری لائے ہے
اپنے بیگانون سے کچھ مجھکو خبر رہتی نہین　　جب فراموشی کسی کی یادگاری لائی ہے
لیکے رہ جاتا ہے منہ اپنا سا جب منہ پر کوئی　　بات اوسکی بزم مین کچھ کچھ ہماری لائے ہے
جبکہ دل ہوتا ہے بے دیکھے تمھارے بیقرار　　سر پہ اپنے سو خرابی لاکھ باری لائے ہے
وہ تو رکھتا ہے پہ جرأت کیا کرے مجبور ہے　　لب پہ حرف مدعا بے اختیاری لائے ہے

جو کیا ان مست سے عشق تپان رہتا ہے　　اسی عالم مین خدا جانے کہان رہتا ہے
اسکے آنے کی جو سنتا ہون تو بس کیا کہون آہ　　جبتلک آئے وہ کیا کیا خفقان رہتا ہے
بیقراری کہون کیا دل کی نہ پوچھو یارو　　ایک زخمی ہے کہ پہلو مین طپان رہتا ہے
دیکھ رستے مین اسے پوچھے ہے ایک ایک سے دل　　کیون جی کس کوچہ مین یہ آفت جان رہتا ہے
گرچہ مدت مین گیا پاس مین اسکے تو بھی　　نہ کہا اسنے کہ جرأت تو کہان رہتا ہے

درد و غم کا نہ رہا نام ترے آنے سے　　دل کو کیا آگیا آرام ترے آنے سے
شکر صد شکر کہ لبریز ہوا اے ساقی　　مے عشرت سے مرا جام ترے آنے سے
سحر عید تجمل جس سے ہوا اے مہ لقا　　وصل کی پھولی ہے یہ شام ترے آنے سے
شکر اللہ کہ چلے آتے ہین ہر دم ہمدم کو　　راحت و عیش کے پیغام ترے آنے سے
غم فرقت نے تو مارا ہی تھا جرأت کو مگر　　بچ گیا شوخ دلارام ترے آنے سے

دیکھے دل جان بھی دئے ہی بنے	اب وہ جو کچھ کہے کئے ہی بنے	دیکھ رہتے ہین اسکو حیرت سے	ایسی آنکھون کو تو سئے ہی بنے
اسکے آنے تلک اے دل بیمار	جس طرح ہو سکے جئے ہی بنے	غنچہ سان اس خموش رہتے ہے	آپ اپنا لہو پئے ہی بنے
تو وہ آرام جان ہے اے کافر	کہ گلے سے لگا لئے ہی بنے	رہون جیسا کہین یہ ہنسا سے	اسکو یان سے اٹھا دئے ہی بنے
	اس سے بگڑی ہے بطرح جرأت	فلک اب سکا کچھ کئے ہی بنے	

جی جلاوے وہ جس سے لاگ لگے	غرض اس عاشقی کو آگ لگے	پاؤن پر ہاتھ مین کھا تو کہا	کچھ بہت کرنے تم سہاگ لگے
تیز رو اسقدر ہے توسن عمر	ہاتھ جسکی کبھی نہ باگ لگے	دل ہی اب مجھ سے دور جا لگے ہے	اس سے ملکر اسے بھی بھاگ لگے
سنکے جرأت کا وہ ترانہ غم	بولا خوش کسکو ایسا راگ لگے	مجھکو رسوا خلق کرتا ہے	اے ترے چاہنے کو آگ لگے

کل جو بیٹھا پاس مین یکجا ترے ہمنام کے　　رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے

ہے وہ جس گھر مین تصویر بنا دھکر جاتے ہین ہم | صدقے اُس صحن و در و دیوار و سقف و بام کے
اپنے مُنہ سے کس فریبے لیتے ہو تم اپنا نام | لیجو پھر اکبار مین صدقے گیا اس نام کے
جو کرو گے ظلم تم ہم سب سہینگے کیا کرین | تم بنے اُس کام کے اور ہم بنے اس کام کے
سمجھے مغزان جنون مین آپکو کہتا ہے تو | ہم تو دیوانے ہین جرأت اس خیالِ خام کے

آج جو منہ سے مرے نکلے ہے سو بات نئی | یہ ہوئی ہوش ربا کس سے ملاقات نئی
گھر بلا داغ کہن پر مرے داغ اور دیئے | سو چپو بہر خدا ہے یہ مدارات نئی
داغ دل چمکے ہے جون ماہ شب ہجر اینہن | تو نے دکھلائی یہ اسے چرخ کہن رات نئی
کبھی رونا کبھی ہنسنا کبھی بکنا کبھی چپ | آج کل اور دنون سے ہے کچھ اوقات نئی
کہنہ مشتاق ہے اور تازہ گرفتار ہے آہ | اسلیئے سوجھے ہے جرأت کے تئین بات نئی

کیا کیا وہ خفا مجھسے ہوا گھر سے نکل کے | جب مین نے پکارا اُسے آواز بدل کے
یان بادہ کشی مین ہو مصروف نہ کر دیر | وان جام ہے لبریز مبادا کہین چھلکے
اُس شوخ سے پوچھی جو خبر دل کی تو اُسنے | اک غنچۂ دل پھینکدیا ہاتھ سے مل کے
لیجلیئے اگر کوچۂ دلبر سے اُٹھا کر | سو جا پہ گرے ہے دلِ بیتاب مچل کے
اب میرے تو آنے کی منادی نہین کرتا | پر آپ وہ جا بیٹھے ہے گھر سے کہین ٹل کے
دم ہو نہ ہو یہ بیمار محبت کا ہے تیرے | اے مست ٹک نازو ذرا دیکھ تو چل کے
آ جائے ہے جرأت کو جو کچھ یاد تو ہیہات | کیا رونے لگے ہے کفِ افسوس کو مل کے

تری گلیان جو رقیب ہی مجھے لوگ آ کے سنا گئے | تو سلگ رہا تھا جو دل مرا اُسے اور آگ لگا گئے
غم ہجر سے ہو مین نوحہ گر ہین چین شام تلک سحر | مرے پاس بیٹھے جو آنکر تو عجب ہی لطف اٹھا گئے
نہ کوئی بھی دوست نہ جرأت شفیق ہے نہ رفیق یان | کرین کس سے ہم غمِ دل بیان جو سخن کے تھے شنوا گئے
یہی جنکی مجھسے تھی گفتگو کہ جدائی تم سے نہو کبھو | ہو گئے تو ایسے کہ وہ ہمین بھی نہ شکل اپنی دکھا گئے
کہون کم نصیبی مین اپنی کیا کہ جنھون کے قدمون مین جا لگا | تو وہ لوگ صورت نقش پا مجھے خاک ہی مین ملا گئے
رہی تن مین تاب تو ان کہان جو گرون مین انکے جا لپٹ | یہ بگڑ کے مجھسے تم اے میان مری شکل کیسی بنا گئے
مجھے جرأت اب نہین کچھ خبر گئے عقل و ہوش و خرد کدھر | یہ مرے پیامبر آنکر مجھے کیا پیام سنا گئے

آنکھیں لڑا کے پہلے پھر منہ چھپا لیا ہے
کس کس ادا سے اُس نے دلکو لبھا لیا ہے

رنگ حنا جو تیرے ہاتھوں سے اُڑ چلا ہے
یہ رنگ رو کا میرے نقشہ اُڑا لیا ہے

ظاہر میں گو نہ بولے وہ شوخ لیک ہمسے
خوباں کی انجمن میں یہ آزما لیا ہے

آزردگی ہے ناحق اور بے سبب ہے رنجش
دل دے کے ہمنے اُسکا کیا جانے کیا لیا ہے

غصہ ہوا اٹھ گیا ہے بس وہ ہیں جب کسینے
الفت سے پاس مجھکو اپنے بٹھا لیا ہے

بیٹھے ہیں آکے جرأت تب دیر یار کے ہم
جب سب طرف سے دلکو ہمنے اوٹھا لیا ہے

جوش گل چاک قفس سے دمبدم دیکھا کئے
سب نے یاں لوٹیں بہاریں اور ہم دیکھا کئے

جب تلک دیکھا نہ تجھکو تب تلک اے آرام جان
کیا کہیں ہم تجھکو کیا کیا درد و غم دیکھا کئے

خون دل جاری رہا آنکھوں سے تجھ بن نازنین
بلبل و گل کی جو ہم صحبت بہم دیکھا کئے

صبح سے روتے اُسے دیکھا کئے تا شام ہم
سر بزانو شام سے تا صبحدم دیکھا کئے

کچھ نہ بولا ہمسے روز وصل بھی جرأت وہ شوخ
دمبدم حیرت سے اُسکے منہ کو ہم دیکھا کیے

ہم کچھ اسیر ہوتے ہی خاموش ہو گئے
سب چہچہے چمن کے فراموش ہو گئے

مثل ہلال عید ہم آغوشی کو ترے
ہم تو تمام صورت آغوش ہو گئے

غیبت سے بھی ہمیں نہیں کرتا کبھی وہ یاد
ہم ایسے اُسکے دل سے فراموش ہو گئے

لکھکر فسانہ سوز دل اپنے کا شمع ساں
بس ہم سحر کے ہوتے ہی خاموش ہو گئے

جرأت ہمیشہ کہتے تھے دیکھینگے ہم اسے
آمد ہی اُسکی دیکھ کے بیہوش ہو گئے

تو گیا اور ہم تری صورت کو تکتے رہ گئے
غمزدے روتے تڑپتے سر ٹپکتے رہ گئے

عاشقوں کے دل بلاق یار کے موتی کی طرح
بوسہ کی خواہش میں اُس لب پر لٹکتے رہ گئے

تونے میرا حال پوچھا اور تیرے خوف سے
نوک مژگاں سے مرے آنسو ٹپکتے رہ گئے

کاروان جاتا رہا اب اور ہم گم کردہ راہ
گرد کے مانند صحرا میں بھٹکتے رہ گئے

ہو گیا غائب نظر سے برق کے مانند وہ
اور ہم جرأت پلک اپنی جھپکتے رہ گئے

چلا جاتا ہوں کہتا اُس سے کچھ پھر تلک اُس کے ٭
کسی در پر جو مجھکو اُسکا نوکر دیکھ لیتا ہے

اُٹھے محفل سے کوئی خوبرو تو بدگمانی سے
مرے منہ کو وہ کیا کیا غور کر کر دیکھ لیتا ہے

٭ سرہ اسکے مجمع خوبان ۔ کمہ ۔ گرد کہ ۔ ۱۰۲ ۔ مہ
تو کیا سر سودا ہمعصر تڑ کر دیکھ لیتا ہے

بہو کا ہے کوئی تصویر گر ہاتھ اُسکی آتی ہے — تو آئینہ کو وہ پھر منہ کی برابر دیکھ لیتا ہے

زبس سمجھی ہوئے ہے خوب وہ حالت مری جرأت — اُٹھے ہے پاس سے پھر تو مڑ کر دیکھ لیتا ہے

کیونکہ بھلا اب اسکی شکل آنکھ بہر نہ دیکھئے — دیکھیں تو ہووے زندگی مرئے اگر نہ دیکھئے

خوبیٔ حسن یار یاں جلوہ نما ہے چار سو — دیکھئے اب کدہر بھلا اور کدہر نہ دیکھئے

مجھ سے تو کیجئے بیاں کسکا ہی خوف مہرباں — وصل کے دن تو پھر زماں جانب در نہ دیکھئے

جرأت زار رشک سے بزم میں دیگا اپنی جان — اُسکے طرف بھی لطف سے آپ اگر نہ دیکھئے

غم مجھے ناتوان رکھتا ہے — عشق بھی اک نشان رکھتا ہے — رات کوچہ میں کوئی آیا تھا — یار مجھپر گمان رکھتا ہے

شوق سننے کا ہی تو بس آکر — درد دل کا بیان رکھتا ہے — حق سلامت رکھے اُسے اپنا — جو کوئی مہربان رکھتا ہے

اپنی جرأت کی گھڑی تو ٹک آ — جسکی خاطر نہاں رکھتا ہے — کب تلک ہجر میں مرے رو رو — یہ بیچارہ بھی جان رکھتا ہے

لے لیا مفت دل میرا تو نے — ہائے ظالم یہ کیا کیا تو نے — ہم بھلا در کنار اے ظالم — کہہ تو تم کس سے کی وفا تو نے

چپکے رہنے سے خوش ہو تو خوش رہ — ہمکو ناخوش بہت کیا تو نے — روز کہتا تھا تو کہ اے جرأت — ہمکو ہے یہ کیا خفا تو نے

ہر گھڑی وہ جو دوڑ آتا ہے — اسقدر چھوڑ دی حیا تو نے — اب جو جاوینگے تیرے کوچے سے — پھر نہ آوینگے ہم سنا تو نے

کن حسرتوں سے دیکھتے ہیں ہم ڈرے ڈرے — وہ اُبھری اُبھری گات وہ بازو بھرے بھرے

تب ہو بہار واں جو کھڑا وہ بسنتی پوش — جیسا کہ کھیت ہوں لب دریا بھرے بھرے

کیا یاد آئے ہے لگے جانا وہ اپنا آہ — اور مسکرا کے اُسکا یہ کہنا پرے پرے

تھا جنسے اختلاط سو اب دل سے گئے یہ ہائے — کرتے ہیں بات بھی تو قیامت ڈرے ڈرے

جرأت بلند مرتبہ عشق سے ہے بہت — ہم پست ہمتی سے ابھی ہیں ورے ورے

اے مرگ تیری باعث یہ ناتوان اُٹھے ہے — دل یار کی گلی سے وہ نہ کہاں اُٹھ بیٹھے

تماشا ہے کہ جو ہوتا ہے برہم میرے آنے سے — چلا جاتا ہوں اُسکے پاس میں کس کس بہانے سے

ذرا آنکھیں ملا یا کیجئے محفل میں ہمسے بھی — نہیں چوری پکڑ لیگا کوئی آنکھیں چرانے سے

نہ اُس بے رحم کی بھی دلکو واشد ہو کبھو یارب — کیا اُس گھر میں جسنے منع ہمکو آنے جانے سے

کسیکے گھر میں پڑ جاویگا ماتم یہ نہ سمجھے تم — گئے کیوں سچ بتا کر وہ شادی کے بہانے سے

غزل اور اس زمین میں پڑھ نئی انداز کی جرأت — بھلا کیا فائدہ ہے شعر ایسے کہہ کے لانے سے

محبت ہی گئی جو رہ گئے تم یاں کے آنے سے
وگرنہ دل سے یہ ملتے ہین سو سو بہانے سے

نگاہ لطف چوری سے تو ہو جایا کرے گا ہے
دکھائی اور کچھ دیتا ہو گر نظرین ملانے سے

چلو کچھ تو کھواب نیچے نیچے دیکھکر منہ سے
ملاتی آنکھ گر لازم نہین ہے مجھ دیوانے سے

چلو اب صلح کی ٹھہرے نہ اوپر آنکھ اُٹھاؤنگا
لڑائی سوجھتی ہے تمکو گر آنکھین لڑانے سے

کیا یہ آپکے نا آشنا ہونے نے جرأت سے
کہ آتے ہین نظر اب اُسکو اپنے ہی بیگانے سے

دوستو سانس بھی لیتا ہون مین دشواری سے
حال یہ کچھ ہے مرا عشق کی بیماری سے

بعد مرنے کے مری خاک بھی اُس کوچے مین
رہگئی ہونے کو برباد وفاداری سے

دیکھتا تو بھی اگر شیخ تو مائل ہوتا
آج آیا تھا وہ ایسی ہی طرحداری سے

ہر قدم پر ہین ترے دشمن جان سیکڑون وان
جرأت اُس کوچے مین جانا ن تو خبرداری سے

دل لگا بیٹھے جو ہمسائے مین اک دلبر سے
تو فلک ہمکو اُٹھانے ہی لگا اُس گھر سے

ہجر مین اُسکے گذر جاتے ہین کیا کیا مجھے دھیان
گھر مین جب دوڑ کے آتا ہے کوئی باہر سے

اپنے کوچے مین وہ عیار سنا کر یہ مجھے
کل کسی شخص سے کہتا تھا نکلکر گھر سے

رات سنتے ہین کہ لوگون نے اُسے مار لیا
لگ رہا تھا جو کوئی شخص کسی کے در سے

حیف صد حیف کہ تو جاکے ملے غیرون سے
اور یہ جرأت ہیہات پڑا یون ترسے

فلک نے باز رکھا ہے یہ وان کے جانے سے
کہ اب تو مل نہین سکتے کسی بہانے سے

پیامبر کا جو آنا وہ یاد آتا ہے
تو دوڑے جاتے ہین کیا در تلک دوانے سے

نہ دنکو ڈھب ہے یہی ملاقات کا نہ شب کو آہ
گئے وہ چوری چھپے کے بھی آنے جانے سے

نہ درمیان رہے جب رسم نامہ و پیغام
تو دلکو چین ہو کیا خاک تلملانے سے

یہ بیٹھے کہتے ہین ہم کنج غم مین اے جرأت
کہ موت آتی تو چھٹ جاتے دکھ اُٹھانے سے

کب رفتگانِ راہِ عدم کا نشان ملے
بانگِ جرس نہین ہے جو یہ کاروان ملے

ہے یہ ہوس کہ رخصت پرواز ایکبار
صحن چمن مین مجھکو بھی اے باغبان ملے

یہ بھی نہو سکے تو بھلا مجھ اسیر کو
اک دم قفس مین رخصت آہ و فغان ملے

تھا چین یہ کہ مجھ سے مکر جائیگا وہ شوخ
مین نے کہا کہ غیر سے پھر تم میان ملے

پر کیا کہون کہ اپنا سا منہ لیکے رہ گیا
آنکھین ملا کے جو یہ کہا اُسنے ہان ملے

اسے راہ رو خبر وہین جرأت کی لیجیو
حسرت زدہ نکا تکو جہان کاروان ملے

اس آنکھ کے لڑنے سے نہ کیونکر حذر آوے
خوابیدہ جسے دیکھکے فتنہ کو ڈر آوے

سو دفعے کے عیب اُسمین نکالے ہین یہ خوبان
دل باتون مین لینے کا نہ جسکو ہنر آوے

وہ ربط وہ اخلاص کہان اب جو شب و روز
ہم یار کے گھر جائین ہمارے وہ گھر آوے

یہ فکر ہے اتبو کہ کسی شکل ہماری
کچھ اُسکو خبر جائے کچھ اُسکی خبر آوے

جرأت غزل اک درد کی پڑھ اور کہ جس سے
انداز سخن کا ہمین جلوہ نظر آوے

اُس پردہ نشین سے کوئی کس شکل بر آوے
جو خواب مین بھی آوے تو منہ ڈھانک کر آوے

گر بہر تماشا وہ لب بام پر آوے
تو ساری خدائی کا تماشا نظر آوے

سونپ آتے ہین اُس کوچے مین نکلے ہمین لوگ
جیسے کوئی مردے کے تئین دفن کر آوے

بس سوز محبت کہین جی تن سے ہوا ہو
ہر روز کے جلنے کو کہان سے جگر آوے

جی سکتے ہین جرأت نے دیا یار کے در پر
سمجھے یہ وہی بات جو الفت مین در آوے

کوئی کسی کی باتین ایسی سنا گیا ہے
چٹیک لگا کے دلکو وحشی بنا گیا ہے

محروم ہین اگرچہ دیدار سے یہ آنکھین
پر حسن کا کرشمہ دلمین سما گیا ہے

وہ گرمیان ابھی تو دیکھی نہین ہین اُس کی
پر سنکے اچپلاہٹ دل تلملا گیا ہے

ہے جیمین اُٹھکے پوچھین اُس پاس کیا کہین ہم
کن کن خرابیون سے اتبک رہا گیا ہے

پہرا سپہ شعرخوانی کہہ اُسکی مجسے جرأت
پہنچا جبر تو مضمون سارے بھلا گیا ہے

طبیعت اپنی جو اب مبتلا کسی پر ہے
نہ دل سے کہے مین ہے نہ اختیار جی پر ہے

وہ آج آئینہ دیکھے ہے دیکھیو کوئی
عجب غرور سے نگہ اُسکی آرسی پر ہے

نہ باب عشق گلستان مین تھا ہنوز پڑھا
کہ آہ تب سے مزاج اپنا عاشقی پر ہے

جو غور کیجئے تو کاروان صبر و قرار
کسی کے جانے سے کیسا روا روی پر ہے

لڑے ہو مصلحتاً غیر سے بت پُرفن
مزاج نام خدا جنگ زرگری پر ہے

خبر مریض محبت کی لے یہ تنہائی
کہ بیکسی بھی غمین اُسکی بیکسی پر ہے

ادھر کو دیکھیو اللہ رے ترا جلوہ — ترا ایسا جو ریہ عالم ہے نہ پری پر سے ہے

تمام خوبی کونین کس پہ ہے جرأت — مگر یہ ختم نبی پر ہے اور علی پر ہے

نہ صبر جی کو دماغ لکھو نہ خواب چشم پر آب میں ہے — غم جدائی سے جان میری عجب طرح کے عذاب میں ہے

بہ کیجو آنکھ اٹھا کے اور غضب ہیں وہ نیچی نیچی نظریں — بڑی ہی ہے تیوں وہ اسکی کا فر کہ لاکھ شوخی حجاب میں ہے

قیامت اسکا ہی رنگ رو اور ستم ہے تس پر وہ اچپلاہٹ — یہ پردہ ابر میں ہے بجلی کہ اسکا مکھڑا نقاب میں ہے

کھلا کسی کے اگر نہ کیا ہو بلاغ دریا میں تو یہ دیکھے — کہ کس مزے سے ہر ایک ٹکڑا جگر کا چشم پر آب میں ہے

تیرے پسینے کی بو کا عالم بیان کرنے سے بیخودی ہو — نہ لطف یہ بوئے عطر میں ہے نہ یہ لطافت گلاب میں ہے

کہیں ہے کاغذ کہیں قلم ہے کہیں دوات آپ ہے جرأت — کسیکا خط اسکو ایسا آیا کہ اسکے مششدر جواب میں ہے

آخر اسکی بزم سے ہم شمع ساں اٹھ جائیں گے — صبح تک جلتے ہیں پھر گریہ کناں اٹھ جائیں گے

چھیڑتا ہوں میں جب اسکو تب وہ کہتا ہے یہی — پاس سے ہم تیرے ان باتوں سے ہاں اٹھ جائینگے

مت خفا ہو ایکدم یاں بیٹھنے سے اسقدر — ٹک ہمیں بس دیکھ کر اے مہرباں اٹھ جائینگے

ہم بھی اس باغ جہاں میں شب کی شب مہماں ہیں — مثل شبنم صبح کو گریہ کناں اٹھ جائینگے

تب متاع عشق کا سودا نہ جرأت کہ جب — دوسرے سودو زیاں کے سب میاں اٹھ جائینگے

چل اے بیداد گر ہم بھی چلیں گے | چلیگا تو جدھر ہم بھی چلینگے — دل و جاں کہتے ہیں ہنس کر کہ اے شوخ | کرے گا جب سفر ہم بھی چلیں گے

کریگا تو جہاں تیغ آزمائی | تو واں سینہ سپر ہم بھی چلینگے — نہ تنہا جائیو اے شوخ ہرگز | ہمیں کیجو خبر ہم بھی چلیں گے

کہی یہ وقت رخصت شمع نے بات | کہ پروانو سحر ہم بھی چلینگے — جو تم جلکر چلے ملک عدم کو | تو واں با چشم تر ہم بھی چلیں گے

اگر دشمن تمہی ہیں اس گلی میں | تو اے جرأت نڈر ہم بھی چلینگے — ہمیں اس سے نہیں کچھ کام ہرگز | تری خاطر سے پر ہم بھی چلیں گے

فصل گل میں گل و بلبل تو کئی بار ملے — پر کبھی ہم سے نہ تم آن کے اے یار ملے

یوں ترے کوچے میں ہم اور دل زار ملے — جوں دل افگار سے اک تازہ دل افگار ملے

تجھ سوا آہ کسی سے نہ ملا دل اپنا — گرچہ اپنے تئیں لاکھوں ہی طرحدار ملے

آج اسطرح سے جھڑکا کہ کھسیرا اس سے جا کر — کچھ بھی غیرت ہو جو دلکو تو نہ زنہار ملے

ایکدن خواب کی صورت نہ کبھی دیکھی آہ — ایسے جرأت ہمیں یہ دیدۂ بیدار ملے

یار کا آستاں پایا ہے زور دل نے مکاں پایا ہے — وہ گل کسطرح نہیں محسوس ہے ہمنے وہ کا رواں پایا ہے

منہ میں جو آئے ہے سو کہتا ہے | مجھکو کیا بے زبان پایا ہے
جسنے تو آج تک کوئی شفیق | نہ کوئی مہربان پایا ہے
رشک آتا ہے جیسے ہو کوئی | جسنے اک قدردان پایا ہے
روبرو تیرے ہو سکے جرأت | یار کیا اس نے جان پایا ہے

غضب طرز ستم پیر استم ایجاد جانے ہے
کہ جسکو فتنۂ ایام بھی اُستاد جانے ہے

کیا آزاد سب کو اک مجھی کو دام میں رکھا
نہیں معلوم خوبی مجھ میں کیا صیاد جانے ہے

نصیبوں نسے سمجھ بھی ہو گئی کچھ اور اُس بت کی
میں اپنا درد دل کہتا ہوں وہ فریاد جانے ہے

کسی نے تیری خاطر خانہ ویران کردیا اپنا
بھلا تو بھی اُسے اے خانمان آباد جانے ہے

فقط حسرت کو ای جرأت ہمیں اُستاد نہیں کہتے
ہر اک اہل سخن اُنکے تئیں اُستاد جانے ہے

جو کہا میں نے کہ مضطر رہے تا کے کوئی
تو عجب ناز سے جھنجھلا کے کہا ہے کوئی

یا رب اس عشق و محبت کو کہیں آگ لگے
روز و شب جی کے جلانے کے ہو درپے کوئی

جھکے بن دیکھے کسی شکل سے پڑتی نہیں کل
حق تو یہ بات ہے وہ بھی ہو عجب شے کوئی

لگ چلا میں جو شب وصل میں تو ہٹ کے کہا
جھانکتا روزن در سے نہو ہے ہے کوئی

کیفیت ہو جو ہم اور وہ ہوں اکیلے گھر میں
اور بہانے سے پلا دیو ہمیں آ سے مے کوئی

کہاں ہے گل میں صفائی ترے بدن کی سی
بھری سُہاگ کی تسپر یہ بو دو لھن کی سی

بدشت خار اب اپنے قدم کی برکت سے
قدم قدم پہ بہاریں ہیں سو چمن کی سی

جتاؤں درد محبت تو کس ادا سے کہے
کرو نہ مجھ سے یہ باتیں دیوانہ پن کی سی

ہزار رنگ کے گو کہکشان پہ ہوں تارے
چمک کہاں ترے بازو کے نورتن کی سی

وہ ایک تو ہے بھبھو کا سا تسپہ ای جرأت
اگر لگا ہے تکڑ بھی قیامت ہے بانکپن کی سی

کیا کہوں کیا خوبرو نظریں ملا کر لے گئے
دل سے مونس کو مرے مجھسے جدا کر لے گئے

کیا بگڑ بیٹھے جو تم مجھسے تو بدنامی گئی
جا بجا لوگ اس کے افسانے بنا کر لے گئے

کاجل آنکھوں میں دیوالی کا لگا آئی تھے کیا
سیکڑوں کو وہ جو نظروں میں لگا کر لے گئے

سر پٹکتے رہ گئے ساحل پہ ہم مانند موج
اور اغیار اُسکو کشتی میں بٹھا کر لے گئے

تو گرفتاروں کو گھر میں جب کہ بیجانے لگے
تو وہ پہلے دور سے مجھکو دکھا کر لے گئے

دن کو دیکھا جھانکتے اُسکو تو بیتابی سے رات
روزن دیوار کا بوسہ ہم آ کر لے گئے

ہم آسمانِ غم کو سکتے نہین نہ ٹوٹے
پر اختر محبت اسے یہ جبین نہ ٹوٹے

مت پوچھ اشک میرے یونہی ہے تسلسل
یہ بار موتیون کا اے آستین نہ ٹوٹے

بیٹھے ہے جب وہ یہ ہے یہ دعا کہ یارب
تا خانۂ جہان ہے وہ شہ نشین نہ ٹوٹے

بہتر ہے دل خراشی یعنی جو ہووے کندہ
قیمت ہو اور افزون قدر نگین نہ ٹوٹے

حیران ہون نہین کہ کیونکر تو دلکو توڑتا ہے
جب برگِ گل بھی تجھ سے اے نازنین نہ ٹوٹے

پڑھکر غزل بسجع قطع کلام کیجیے
سر رشتۂ سخن کا رشتہ کہین نہ ٹوٹے

سکتے نہین دلا ہم سر یا جبین نہ ٹوٹے
دلبر پہ دو اسنے ان کی کہین نہ ٹوٹے

مجھ جان بلب کو پھینکا دور اُس نے اتنی خاطر
یعنی کہ دم بھی اسکا اپنے قرین نہ ٹوٹے

دیکھ اُسنے در پہ مرتے یون کہکے ہاتھ اُٹھایا
ٹانگ اسکی ٹوٹے یارب لیکن نہین نہ ٹوٹے

لے لین جو مین بلائین رنجش کا کوہ ٹوٹا
کمبخت ہاتھ میرے کیون ہمنشین نہ ٹوٹے

ہے تجھ مین یہ نزاکت گر فرشِ گل پہ دوڑے
تو گل کی ایک پتی اے نازنین نہ ٹوٹے

عاشق ہے تو تو جرأت رکھ پاس تا لغت را
نازک ہے یہ قیامت رشتہ کہین نہ توڑ

لطف بہار ہمین سیرِ گلستان کب دے
دیکھیے دیدۂ گریان گلِ خندان کب دے

آنکھ جس سے ہو لگی وہ ہی نہو پاس تو پھر
رنگ آنکھون مین فضائے چمنستان کب دے

دلکی نادانی ہے جو پند ہمین دیتا ہے
ورنہ عالم کو سبق طفل دبستان کب دے

مجھ سا دیوانہ جو اُس بزم طرب تک پہنچے
پاس تو آنے وہ یا حال پریشان کب دے

اور بصد منت و زاری جو وہان جا بیٹھین تو پھر
آنکھ اُٹھانے بھی وہ غیرتِ خوبان کب دے

جرأت اب بند ہے تنخواہ تو کہتی ہین یہ ہم
کہ خدا دیوے نہ جبتک تو سلیمان کب دے

تا صبح بیکلی ہی رہی شام سے مجھے
تجھ بن کٹی نہ ایک شب آرام سے مجھے

ناصح نہین ہے منت دل وحشی کو دون جو پند
کیا کام ہے کسیکے بھلا کام سے مجھے

تڑپا ہون مین اسیر ہوا تنگ کہ سیر باغ
آئی نظر قفس کے در و بام سے مجھے

وہ صید ناتوان ہون کہ آخر سمجھ کے ہیچ
صیاد نے ہی چھوڑ دیا دام سے مجھے

کوئی اُسکا نام پوچھے تو بولون نہ شرم سے
جرأت حجاب کیون ہے یہ اُس نام سے مجھے

ہوا ابر خجل دیدۂ گریاں کے آگے — دم مارے نہ رعد اس دل نالاں کے آگے
یارا نہیں ہے یارو جو ہوا وصل کسی کو — کیوں کہتے ہو اک تشنۂ ہجراں کے آگے
جاتا تھا کہیں جلد پر آیا جو نظر میں — ہرگز نہ بڑھا وہ مجھے پہچان کے آگے
اس طرح سے بیتاب کہاں جائے ہوا یہ دل — کچھ بات تو کہہ مجھ سے ذرا آن کے آگے
حسرت کے ہیں وہ شعر کہ جرأت کوئی شاعر — سرسبز نہوا ایسے غزل خواں کے آگے

خدا شاہد ہے بس اپنی تو اُس پر جان نکلے ہے — کہ جس میں اُس بت کافر کی سی کچھ آن نکلے ہے
خدا حافظ ہے واں ہم بن بلائے جانیوالوں کا — کہ جس گھر سے اُٹھا کر زلفیں مہمان نکلے ہے
گلی قاتل کی ہے اور بس گنہگاروں کا مجمع ہے — پھر اک دلیں کہے ہے دیکھیں کیا فرمان نکلے ہے
یہی ہم چپکے چپکے بھر کے آہیں کہتے ہیں جرأت — بھبھوکا سا کبھی وہ اسطرف جو آن نکلے ہے
خدا کے واسطے لگ جا گلے سے آنکر جلدی — مسوسیں دلکو کب تک ہائے کافر جان نکلے ہے

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے — یہ دل کیا مزے دار پیدا ہوا ہے
کرو منع ناصح کو ہمسے نہ بولے — کہاں کا یہ غمخوار پیدا ہوا ہے
ہوا چشم مردم سے آرام پنہاں — وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے
ترے دور میں سوچتے ہیں یہ خوباں — غضب اک طرحدار پیدا ہوا ہے
مرے لخت دل دیکھ اشک رواں میں — یہ دریا میں گلزار پیدا ہوا ہے
کہے گر کوئی اُس سے ملئے کہ جرأت — تمہارا طلبگار پیدا ہوا ہے
تو کہتا ہے وہ ابرو طعن ہاں جی — یہی تو خریدار پیدا ہوا ہے

پڑے ہے بزم میں جس شخص پر نگاہ تری — وہ منہ کو پھیر کے کہتا ہے اف پناہ تری
کہا جو میں نے کہو دلجلوں کی آہ اک برق — تو بول اُٹھا وہ کبھی پڑ پڑیگی آہ تری
سمجھ کے گھر سے نکلیو تو اے بت گمراہ — کہ راہ دیکھتے ہیں کب سے دادخواہ تری
وہ آنکھ کھلتے ہی برہم ہوا یہ کچھ تاثیر — عجب طرح کی تھی اے نالۂ پگاہ تری
گدا جو ہووے تو ایسے کے در کا ہو جرأت — کہ کچھ سمجھ کے کریں قدر بادشاہ تری

گر کسی ڈھب سے کوئی مجکو ہنسا دیتا ہے — غم فرقت وہیں کچھ یاد دلا دیتا ہے

لخت دل کی مری یہ اشک رواں میں ہی بہا
برگ گل جوں کوئی دریا میں بہا دیتا ہے

قصد محفل سے وہ اُٹھنے کا کرے ہے جسوقت
دل بیتاب وہیں مجکو جتا دیتا ہے

وصل ہوتا ہی کبھو اُس سے تو یا تو نہیں وہ شوخ
ہنستے ہنستے مجھے سو بار رولا دیتا ہے

ہمنشیں مت ہو خفا گر نہ سنوں بات تری
اک تصور ہے کہ وہ دھیان ہٹا دیتا ہے

لذت درد و غم عشق ہے ایسا کہ اگر
روئیے اس میں تو رونا بھی مزا دیتا ہے

گھر سے وہ جا کے جہاں میں بھی وہیں ہوں موجود
نہیں معلوم مجھے کون بتا دیتا ہے

جاتے ہیں اسکے در سے یہ جانا محال ہے
جس جا قدم پڑے ہے اُٹھانا محال ہے

روتے سے اور آتش الفت بھڑک اُٹھی
اب اس لگی کا دل کی بجھانا محال ہے

کیا تاب ہے جو دیکھے کوئی اُسکو بھر نظر
اُس مہروش سے آنکھ ملانا محال ہے

روٹھے تو ہیں ہم اُس سے ولیکن کیا نہ خوب
روٹھا جو وہ تو اُسکا منانا محال ہے

جرأت بہا وہ اشک کہ جسمیں اثر ہو کچھ
رونا ہے یوں تو سہل رُلانا محال ہے

مُنہ سے ملا کے اپنے تصویر اک پری کی
کہتا تھا پھر وہ آپ ہی خوبی برابری کی

کل حال بد جو اپنا جا کر اُسے دکھایا
تو کیا کہوں میں خوبی اوسکی ستمگری کی

ملتے ہی آنکھ نظریں کیسی تھیں اُسکی دیکھا
دل بر سے ہمنے لے کر کیا خوب دلبری کی

اس فتنہ گر کے دل سے کیا کیا ادیکھیاں ہیں
ناز و ادا کی چالیں طرزیں ستمگری کی

از بسکہ دل سے جرأت بندے ہیں حسن کے ہم
سجدہ کریں اُسی میں مسجد جو ہو پری کی

دیکھوں تو یوں وہ کہنے لگے منہ کو ڈھانپنے
کمبخت پھر لگا مجھے نظروں میں بھانپنے

دل خاک میں ملایا تمہارے ملاپ نے
اچھا غرض سلوک کیا ہم سے آپ نے

دانائے وقت جائے ہے جو کوئی یار میں
لگتا ہے کھوکے عقل زمیں واں کی ناپنے

خالی زمین شعر نظر آئے ہے تو بس
جرأت لگے ہے توسن فکر اپنا ٹاپنے

میرے جو اشارہ سے رکھا گھیر کسی نے
سو باتیں سنائیں مجھے مُنہ پھیر کسی نے

لو خاک ہوئے پھر بھی اُڑاتا ہے وہ ہمکو
دیکھا ہے بھلا یہ کہیں اندھیر کسی نے

درپیش ابھی دیکھئے کیا ہو کہ کیا ہے
اکدم میں دو عالم زبر و زیر کسی نے

عرصہ نہین کچھ جانکے یہانے مین اب اور آہ — آنے مین لگائی ہے بڑی دیر کسی نے

جرأت یہ غزل سنکے یہ تغیر قوافی — تکلیف سخن گوئی کی دی پھر کسی نے

مت کڑھ جو نہ پوچھا دل رنجور کسی نے — وہ پاس مروت ہی کیا دور کسی نے

آپ ہی تو کر ڈالا مجھے اور کہتے ہین آپ ہی — کیا منہ کا ترے چھین لیا نور کسی نے

اب دور سے مجرے کا ہمین حکم ہوا واہ — اچھا یہ سکھایا تمھین دستور کسی نے

اللہ ری تجلی کہ لب بام پہ آکر — دی گھر مین دکھا روشنی طور کسی نے

عیاری تو دیکھو نہ ملانے کے لئے آنکھ — دیوانہ کیا ہے ہمین مشہور کسی نے

منہ دیکھو جو ایسی کوئی بیان کرسکے جرأت — کیا دخل جو پایا ہو یہ مقدور کسی نے

پری سا جو مکھڑا دکھا کر چلے	مجھے تم دیوانہ بنا کر چلے	دکھا اپنا جلوہ ہمیں شکل برق	تم اک آگ دل مین لگا کر چلے
جو گزری پس از مرگ تربت پہ وہ	تو دامن کو اپنے اُٹھا کر چلے	تھا ہی بہانا تمہاری شکل سے	چلے ساتھ تو منہ چھپا کر چلے
اُٹھے پاس سے تم تو لوجی چلا	ادھر دیکھیو جی یہ کیا کر چلے	ہوئی اور یان ہم سے جرأت تجھے کیا	مگر تم کو آکر خفا کر چلے

کیونکر کوئی سلامت اُسکے مکان سے نکلے — جب نخل ہو بریدہ تب گلستان سے نکلے

عاری تھے قافلے سب فریاد سے ہماری — بیتاب یون کے مارے ہم کاروان سے نکلے

شب بزم یار مین ہم بیٹھے تو تھے پر اُسکی — چتون سے تہا یہ ظاہر یہ شخص یان سے نکلے

ہون ناتوان یہانتک گر بعد مرگ کوئی — کھولے کفن نہ ہرگز کچھ درمیان سے نکلے

اس انجمن مین جرأت سب کامیاب آئے — حسرت بھرے ہیں ارمان اک ہم دبا کے نکلے

اک چاند کی جھلک سی جو یہ چٹ کی اوٹ ہو — کیونکر اُدھر نہ دیکھون کہ دل لوٹ پوٹ ہے

کیا سیر ہے کہ آپ تو ہنستے ہین بام پر — اور بسملان عشق کی کوچہ مین اوٹ ہے

جرأت کہون مین کیا کہ جو مل بیٹھتے ہین ہم — تو بھی حجاب عشق کی آپس مین اوٹ ہو

اُٹھ کے گھر جاتا ہے وہ تو کس سے رکا جائے ہے — نام مین جانیکا سنتا ہون تو غش آجائے ہے

بیقراری سے کسی صورت سنبھلتا ہی نہین — دلکو جون جون روکتا ہون اور مچلا جائے ہے

تاڑ لی نظروں مین اوسنے چاہ تو حالت مری — یہ ہوئی جیسے کہ کوئی چور پکڑا جائے ہے

جسطرف کو جائے وہ تو یہ دل بیتاب بھی — پیچھے پیچھے اُسکے بیتابی سے دوڑا جائے ہے

دل دئے مدت ہوئی ہر اب تلک لیکن مزاج
اُس بت کافر کا کس کافر سے سمجھا جائے ہے

چپ ہوں تو اور ہی دیگا لیو نہ گالیاں
میری خاموشی سے شاید بات کچھ پا جائے ہے

کیا کہوں کس تند خو سے لگ گیا ہر دل میرا
نی منا سکتا ہوں اُسکو اور نہ روٹھا جائی ہر

اس سے بہتر اُس میں میں پڑھ غزل جرأت اک
دیکھیں پھر مضمون پیدا کیونکر ہوتا جائے ہے

دلمیں کیا کیا آئے ہر بات اور کیا کیا جائے ہے
کان میں آواز اُس کی سی جو ہیں آ جائی ہے

بزم میں آنکھوں تلے پھر جائے ہر جب اُسکی شکل
آنکھ بھر کر پھر کسو سے کسکو دیکھا جائے ہے

چھیڑنے کو مجھسے یہ آزردہ وہ ہوتا نہیں
وقت رنجش تو بھلا کیوں مسکراتا جائی ہے

کس کے آنے کی خبر آئی جو ایسا پیک اشک
پیش قدمی کے لئے آنکھوں سے دوڑا جائے ہے

کیا ہجوم بدگمانی گھیر لیتا ہے مجھے
جب یہ سنتا ہوں کہیں گھر سے وہ تنہا جائی ہر

بس دل عشاق پر بجلی سی پڑ جاتی ہے آہ
جب سمند ناز کو اپنے وہ چمکا جائے ہے

اشک خونی دیکھ چہرے پر مرے بولا وہ شوخ
دل بدلتا رنگ ہے تو جرأت کا چمکتا جائی ہے

ملاؤں آنکھ تک اس سے تو سرتن سے جدا ہووے
کہاں لا کر پھنسایا ای ترے دل کا برا ہووے

نہیں پھرتا ہر گھر میں بے تکلف اتنی خاطر وہ
مبادا روزن دیوار سے کوئی جھانکتا ہووے

لب اُس لب سے ملاتا ہوں تو بس یہ دلمیں آتا ہر
جو لذت اُسکو بھی ملجائے کچھ تو کیا مزا ہووی

جدائی سے کسیکی جان ہی پر آبنی سچ ہے
جئے وہ کیونکر اُس بن جس سے جسکا دل لگا ہووے

بہت خوش وقت ہم ہوتے ہیں تو حالت یہ ہوتی ہر
کہ جیسے کوئی اپنی زندگانی سے خفا ہووی

تجھے کیا دیکھتے ہو جو موں ٹک اُسکو تو دیکھو
دل اُسپر کیوں نہ لوٹے جسکی یہ کافر ادا ہووے

لگا جاتا ہے جرأت اُس بت خونخوار سے جی ہر
وہی دم عشق کا مارے جو ایسا منچلا ہووے

کس سے کہوں میں آہ برائی نصیب کی
دل لگتے ہی فلک نے جدائی نصیب کی

برہم ہوا وہ آتے ہی یارب کہانکی یہ
دن وصل کے دھری ہی تھی لڑائی نصیب کی

کچھ کاتب ازل نے نہ گردش سوا لکھا
باری جو مجھ غریب کے آئی نصیب کی

بے بال و پر ہوا تو چھٹا میں یہ چرخ نے
بدتر اسیر یوں سے رہائی نصیب کی

جرأت کہ اُسکے جا کے جو پایا نہ اُسکو واں
قسمت کا پھیر ہے یہ برائی نصیب کی

نہ آیا یہ کبھو دلبین کہ گھر سے تو نکل آئے
اسی حسرت میں مرتے دم ہمارے آنسو نکل آئے

رہے گو ہم صفیر و اب ہم پرواز کے لایق
ولے یا ہر قفس سے مار کر بازو نکل آئے

مجھے تو اضطراب دل سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ شاید کوئی دن کو پھاڑ کر پہلو نکل آئے

اُٹھیں شعلے نہ دل سے کیونکہ مشتاقوں کی دوری سے
بھبھوکا سا جو دروازے سے کافر تو نکل آئے

رولایا تھا مجھے اُس شوخ نے جراءت تو یکبھی
سنایا اُس کو یہ قصہ کہ بس آنسو نکل آئے

آپ کے گھر رہ گئے یہ افسوس ہم کرتے رہے
سب سے تم ڈرتے رہے اور تم سے ہم ڈرتے رہے

کیا اکیلے ترے بن جائیے اور سو رہیئے
تو نہو پاس تو کچھ کھائیے اور سو رہیئے

بزم میں بیٹھے ہو کیا رات چلی جاتی ہے
لو ہمیں اب کہیں سلوائیے اور سو رہیئے

پائینتی بیٹھ کے تلوؤں کو سہلاؤں میں
اتنا منہ سے مجھے فرمائیے اور سو رہیئے

جاگتے ہیں بس اسی فکر میں ہم تو دن رات
کیونکہ گھر میں اُسے لے آئیے اور سو رہیئے

تم تو روٹھے ہی رہے اور چلی وصل کی رات
لوگنہ بخشئے مل جائیے اور سو رہیئے

نیند آنکھوں میں یہ ہے کہتے ہیں ہم اے جراءت
پاؤں اس کوچے میں پھیلائیے اور سو رہیئے

اب کیونکہ ملنے پاؤں میں ناتوان تم سے
گرویدہ ہو گیا ہے سارا جہان تم سے

بیٹھ آ وصل میں ٹک لطف اٹھانے دے مجھے
اے ترے پاؤں پڑوں ہاتھ لگانے دے مجھے

مجھ سے پوچھے ہی بگڑ کر وہ حقیقت میری
کچھ تو اے بیخودی بات بنانے دے مجھے

ٹکٹکی باندھتے سے بات نہ کھل جائے کہیں
حیرت حسن پلک تک تو ہلانے دے مجھے

اور بھی وار لگاتے اُسے کیا لگتا ہے
جو کہ زخموں پہ نہ مرہم ہی لگانے دے مجھے

انگلیاں پاؤں کی اپنی وہ دباوئے ہے
کچھ تو اے پاس ادب ہاتھ بڑھانے دے مجھے

تو بھی پھر پوچھیو جراءت سبب حیرانی
پہلے آئینہ ذرا اسکو دکھانے دے مجھے

سامنے ہو وہ جو چشم بیحجاب نرگسی
نزع کا عالم بھی ہے گویا کہ خواب نرگسی

چشم بد دور اُنکو نسبت چشم آہو سی ہی کیا
پھر ہیں وہ دیدۂ خانہ خراب نرگسی

ہے یہ عالم چشم ساقی پر کہ وقت بیخودی
چشم بینا حق سے چاہے ہی کباب نرگسی

نازکی کا چشم خوباں کی جہاں مذکور ہے
سنگ سے واں سخت تر ہے آب و تاب نرگسی

سو طرح کا سوچ ہے جرأت مجھے حیران ہوں
دیکھ کر اُس شوخ کی چشم پر آب نرگسی

مجھے جب مشتاق تب ملنے کو ترسانے لگے
چپکی لگ جاتے ہی کھڑے لڑکے تم جانے لگے

جب لگا جی دوڑنے تم پر مرا بے اختیار
تب کہیں چھپ بیٹھ کر تم مجھکو دوڑانے لگے

بار بار آنیکا دل میں بندھ گیا جب اپنے دھیان
تو کہیں تم دمبدم گھر سے چلے جانے لگے

پاس سے اُٹھنے میں جب ہم پر قلق ہونے لگا
تب ہمارے بیٹھنے سے آپ گھبرانے لگے

مصلحت جب اپنی یہ ٹھہری کہ مرمٹئے نہیں
مشورت تب اور کچھ تم دل میں ٹھہرانے لگے

ہاتھ اُٹھا بیٹھے تمہاری واسطے جب سب سے ہم
تب کسی کو پاس لے تم اپنے بٹھلانے لگے

ہو چکا شیریں زبانی سے تمہارے جب اسیر
تب مجھے تم قصہ فرہاد سنوانے لگے

جب تمہارے عشق میں جاتی رہی فہمید ہائے
تب ہمیں در پردہ کچھ کچھ آپ سمجھانے لگے

کیا غضب ہے بیخودی کا جبکہ چسکا پڑ گیا
جام دکھلا دور سے تب مجھکو ڈہکانے لگے

جرأت اور دل جب ہوئے مجنوں تب کہتے ہیں آپ
میرے پیچھے یا الٰہی کیوں یہ دیوانے لگے

گل لائے ہزاروں ہی شجر اور ثمر بھی
ٹک کچھ تو گذر یاد بہاری تو ادہر بھی

یا گھر ہی میں رہتے تھے شب و روز ہم اور وہ
یا دیکھ نہیں سکتے ہیں اب جانب در بھی

یا ہوتے تھے برسوں میں ہی اک دم نہ جدا ہم
یا اب نہیں مل بیٹھتے دو چار پہر بھی

یا تھا جو کوئی بیر میں تو ٹھنڈا تھا کلیجہ
یا دل کی طپش کے ہے سوا سوز جگر بھی

یا لاگ دلوں کی تھی بہم دمبدم افزوں
یا جی کی رکاوٹ ہے ادہر اور اُدہر بھی

چھینٹے غیروں سے جو کل آپ لڑے پانی کی
پڑ گئے سیکڑوں بس ہم پہ گھڑے پانی کے

در تلک آنے وہ دلخواہ نہیں دیتا ہے
گھر میں دل چین ہمیں آہ نہیں دیتا ہے

بیٹھتے اُٹھتے گر اس بزم میں پہونچے تو وہاں
بیٹھنے نالۂ جانکاہ نہیں دیتا ہے

اب جو ملتا نہیں قسمت میں تو وہاں جانیکو
استخارہ بھی ہمیں راہ نہیں دیتا ہے

عندلیب چمن اب بلبل تصویر ہے آہ
باغباں رخصت یک آہ نہیں دیتا ہے

صنم پردہ نشیں نے ہمیں مارا جرأت
اب دکھائی بھی وہ واللہ نہیں دیتا ہے

یہ بولا وہ جو بات اُنکی میں ہم ناگاہ بول اٹھے
مجھے بھاتی نہیں گرمی یہ تم ہی واہ بول اُٹھے

مکدر ہو کے اب جو صاف اُسنے بولنا چھوڑا
خدا جانے یہ ہم کیا بیخودی میں آہ بول اُٹھے

مصور نے جو کھینچا اُسکا نقشہ تو یہ نکلے ہے
کہ گویا منہ سے یہ تصویر ابھی واللہ بول اُٹھے

بوقت ذبح اُسکا پانوں لغزش کھا گیا تو عاشق
گلے حلقوم سے سو بار بسم اللہ بول اُٹھے

ہوئے آزاد سب خاموش رہ کر ہم قفس اپنے
یہ کیا بیٹھے بٹھلائے ہمنے کی جو آہ بول اُٹھے

عزیزو کل سی بیکل کر کے وہ مجھکو گیا کس جا
جو واقف ہو کوئی تو حسبۃً للہ بول اُٹھے

ملا تصویر یوسف منہ سے کیوں کہتا ہے وہ جرأت
زلیخا سے کہو اب کسکی ہو کے چاہ بول اُٹھے

اُس پری کے یوں بلا گرداں ہیں دیوانے کئی
جیسے پھرتے ہیں بگرد شمع پروانے کئی

روز وہ کرتے ہیں پیدا ہمسے دیوانے کئی
چھوڑ بیٹھے جن کی خاطر ہم پریخانے کئی

دلمیں گر سوزش نہیں تو رہتے ہی سینہ پہ ہاتھ
کیوں نکل آئے ہتھیلی میں مرے دانے کئی

جوشش سودا جبکہ تیرے وحشیوں کے سر چڑھا
شہر اُجڑ کر ہو گئے آباد ویرانے کئی

ذکر اُس نا آشنا کا سنتے ہی ملنے لگے
اپنی حالت پہ کف افسوس بیگانے کئی

نشۂ مے سے لگی ہچکی جو مجھکو شیشہ سان
اور ہنسنے کو پلائے اُسنے پیمانے کئی

ایک ہی پڑھکر غزل جرأت ہوا تو کیوں خموش
شعر ابھی تو اور بھی ہیں تجھسے پڑھوانے کئی

جان بلب اُس زلف کے قیدی ہیں دیوانے کئی
مر گئے بستر پہ غم کے مار کر شانے کئی

اُسنے عمداً مجکو دکھلائے قریب صبح رات
بجھے جو خاکستر پہ پائے شمع پروانے کئی

قصۂ غم اُسکو کون اپنا سنا آیا کہ آہ
صبح سے ہم شام تک سنتے ہیں افسانے کئی

رو کے دل خالی کیا بس ہمنے جوں مینائے مے
بھر کے غیروں کو دئے جب اُسنے پیمانے کئی

گھر سے مستانے جو نکلے چشم کیفی سے ترے
ہو گئے بس جا بجا رستوں میں میخانے کئی

اسطرح اب گھر میں ہیں ہم اور دل وحشت زدہ
مضطرب جوں کنج زنداں میں ہوں دیوانے کئی

ہے جنوں عشق اے جرأت خدا حافظ ترا
مار ڈالے ہیں تو نہیں اس جوشش سودا نے کئی

ہم تو پابند محبت ہیں اب اس دلبر کے
جس سے کر سکتے نہیں بات بھی مارے ڈر کے

لیکے دل کہتے ہو ملنے میں ہے رسوائی واہ
آپ ہشیار بنے مجکو دیوانا کر کے

کسی بیدرد پہ جو کوئی کہ مرتا ہے اُسے
جیتے جی چین نہیں ہے یہ جانا مر کے

مضطرب ہے کے دل اُس شوخ کا بھی دھڑکے ہے
آکے بیٹھے ہے کبھی پاس جو مجھ مضطر کے

غیر اب اُسکے جمے گھر مین تو بس ہی جرأت
ہمنے بھی صبر کیا چھاتی پہ پتھر دھر کے

بولئے منہ سے نہ کچھ بس جی مین یہ بات آئی ہے
یاد جب ہمکو وہ دھڑکے کی ملاقات آئی ہے

سینہ کوبی کے سوا کچھ اور بن آتا نہین
یاد جب ہمکو وہ کچھ اُبھری ہوئی گات آئی ہے

گھر بلا کے مجھکو تم دیتے ہو ناحق گالیان
حق تو یہ ہے خوب تم کو بھی مدارات آئی ہے

بادۂ الفت نے کیفی کر دیا ایسا ہمین
جس طرف دیکھین نظر ہمکو خرابات آئی ہے

صدمۂ ایام ہجران کیا کرون جرأت بیان
رات سے بدتر دن اور دن سے زبون رات آئی ہے

کب تک ایام جدائی سے رہون من مارے
اس سے اے کاش وہ آکر مجھے گردن مارے

بیقراری ہمین جون موج نکیونکر ہو کہ جب
لہر دریا کی طرح یار کا جوبن مارے

ایسی سج دھج کا جہان مین ہے کوئی کج بھلا
حسن و خوبی پہ نہ کیون لاف وہ تن تن مارے

کیا غضب ہے کہ جو ٹک مجھکو نکالے تو وہین
آنکھ ہر ایک سے محفل مین وہ پرفن مارے

صبح اُٹھ گھر کو چلے وہ تو مجھے جرأت آہ
جون چراغ سحری جنبش دامن مارے

جب چلے حسرت بھری کوچہ سے اُس دلدار کے
روئے کیا کیا ہم گلے لگ لگ در و دیوار کے

کیا کہا پیغام نے کہ یہ ترے مشتاق سے
مر گیا بس وہ جو سینے پر دو ہتھڑ مار کے

دیکھ جرأت اُسکو کہتا ہے دل مضطر بھی یہ
ایسے ٹکڑے پر سے مجھکو پھینکدے تو وار کے

گر وہ ہاتھ آئے تو زانو پہ بٹھائے رکھئے
لب سے لب سینہ سے سینہ کو ملائے رکھئے

مجھکو ڈر ہے کہ کرے حشر نہ برپا یہ کہین
زیر پا اس دل مضطر کو دبائے رکھئے

بیٹھین کیا دور کہ چاہے ہے یہی کثرت شوق
آپ کے زانو سے زانو کو بھڑائے رکھئے

جب وہ بگڑے ہی تو کہتے ہین یہی ناز و غرور
منہ بنائے ہوئے تیوری کو چڑھائے رکھئے

ہووے محفل مین جو وہ تو یہی جی چاہے ہے
روز و شب بس یونہین صحبت کو جمائے رکھئے

بس مین وہ پردہ نشین اپنے گھر آجائے تو بس
کنج خلوت مین اُسے سب سے چھپائے رکھئے

اور بخت اپنے جو بیدار ہون تو آٹھ پہر
کیا ہی لپٹائے گلے ساتھ سلائے رکھئے

کچھ لگاوٹ کا سبب اور نہین پر جرأت
یہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگائے رکھئے

ٹک بیر جو آجاتے مین جانان سے نے لگائی
ساون کی جھڑی دیدۂ گریان نے لگائی

یاد آیا شب ماہ مین جبدم وہ بھبھوکا
اک آگ سی دل مین مہ تابان نے لگائی

سر رشتہ سودا کے خریدار چلے آئین
دوکان مرے چاک گریبان نے لگائی

جاتے ہی جو وان کوچہ عبرت مین گئے ہم
چپکی سی عجب شہر خموشان نے لگائی

شب آنیکا پیغام جو بھیجا کے پھر اوائے
تاخیر سی اُس غیرت خوبان نے لگائی

مجھ منتظر وعدۂ دیدار کے دل مین
کیا بیٹر سی اک حسرت و حرمان نے لگائی

جرأت غزل اک اور ملا تو کہ کہین سب
کب ایسی گرہ اور غزلخوان نے لگائی

زنجیر شب اُس در پہ جو دربان نے لگائی
کیا آہون کی دہونی دل نالان نے لگائی

جامہ ترے وحشی کو کسی نے جو پہنایا
قینچی وہین گردن مین گریبان نے لگائی

افسوس کہ آج آنے کا تھا وعدہ جانان
پر بوند کنٹاری سی نہ باران نے لگائی

اک آن پلک سے نہین لگتی پلک دیوانے
بیتابی یہ مجھکو تری مژگان نے لگائی

ہر سو نظر آتی ہین کھڑی ساون کی جھڑیان
کیا میدنی جرأت دل نالان نے لگائی

شور و فغان ہی پہ بس اپنی زبان کھلتی ہے
آنکھہ کمبخت یہ سوتے مین جہان کھلتی ہے

حسب حال اپنے نہ پڑھ شعر یہ کہتا ہے وہ شوخ
اس سے ظاہر ہے کہ اک مرنہان کھلتی ہے

شکل تصویر ہین ہم پشت بدیوار کھڑے
پر اب اُس بام کی کھڑکی وہ کہان کھلتی ہے

اُسکے بس آتے ہی غش سا مجھے آجاتا ہے
نہ کھلے ہین مری آنکھین نہ زبان کھلتی ہے

ہمکلام اتنا نہ جرأت سے ہو تم رک رک کر
بات اس بات سے کچھ اور میان کھلتی ہے

بال سلجھانا ترا کنگھی سے دل الجھائے ہے
اور بکھرے دیکھ کر بس جی ہی گھبرا جائے ہے

شرح ڈورے دیکھ کیا ہی جال مین پھنستا ہے دل
انکھین ہین کیا کیا ادائین جبکہ تو شرمائے ہے

رنگ پر چہرے کے ہے کیا ہی جوانی کی چمک
اور پھر گالونپہ جی بوسے کو کیا للچائے ہے

سر سے لیکر پاؤن تک آفت ہے تو اے پری
ہو قیامت ناز کے گھوڑنکو جب چمکائے ہے

غش مین ہو جاتا ہے جی لیس عطر کی بو باس پر
جھٹ سی جرأت کے گلے جب آ کر تو لگ جائے ہے

جی جلا کر دل مین ہے صدقے تمہارے جائیے
آسمین گو رسوائی ہو یا جی سے مارے جائے

دیکھ مضطر بزم میں مجھکو یہ آنکھوں نے کہا — پھر ہی آتا ہے تو یاں سے اک کنارے جائیے
کیا کسی نے کی یہ سرگوشی کہ بس اکبار گی — ہمسے آنکھوں ہین لگے ہونے اشارے جائیے
بعد مدت دل میں کیا جانے یہ کیا لہر آگئی — پھر ہین اُسنے بلا بھیجا ہے بارے جائیے
گو بہر صورت میاں جرأت بگاڑے ہے تمسے وہ — آپ ہر صحبت کے جھگڑے کو سنوارے جائیے

مرنا ہی نظر آیا انجام گرفتاری — پیغام اجل لایا پیغام گرفتاری
کیوں دام میں گھبراتے صیاد کو گر پاتے — کیا چین سے کٹ جاتے ایام گرفتاری
واں شام لطافت ہے اور صبح صباحت ہے — یاں صبح ندامت ہے اور شام گرفتاری
باقی نہیں کچھ ہم میں ہیں اور ہی عالم میں — مرجائینگے اک دم میں ہنگام گرفتاری
مدہوش مے الفت بس ہو گئے ہم جرأت — پیتے ہیں بصد رغبت اک جام گرفتاری

چاہ کی چتون مری آنکھ اوس کی شرمائی ہوئی — تاڑلی محفل میں سبنے سخت رسوائی ہوئی
آہ اس دل کی لگی پر چشم گریاں کیوں نہ ہو — یہ اسی کمبخت کی ہے آگ بھڑکائی ہوئی
شب کو جو اپنے مقابل ہو گئی ناگاہ آہ — چاندنی میں ایک صورت چمکی چمکائی ہوئی
اُنکے دھوکے سے کیا ہمنے لپٹ جانیکا قصد — پر وہ نکلا اجنبی تو سخت رسوائی ہوئی
حسب حال اشعار کہئے اپنے اب جرأت کچھ اور — یہ غزل تو تھی کئی یاروں کی کہوائی ہوئی

ہے غضب اپنی طبیعت اوس پہ آئی ہوئی — جسپہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکھ للچائی ہوئی
کوں رخصت ہو کے یہ ہمسے گیا یارب جو آہ — صبر نے مجرا کیا رخصت شکیبائی ہوئی
ناتواں دیکھا جو مجھکو تو یہ سنکر بول اُٹھے — بارے اب تو کچھ بہت انہیں توانائی ہوئی
دوڑ دوڑ آنے سے جرأت کی کرومت کیا کرو — اس بچارے کی طبیعت تم پہ سو آئی ہوئی

بھری جو حسرت و یاس اپنی گفتگو میں ہے — خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو میں ہے
یہ حال ہے ترے وحشی کی جیب و دامن کا — کہ چاک چاک میں ہے اور رفو رفو میں ہے
سنگھا بدن کو کہا کس مزے سے چتون میں — رہیگی یہ کسی عطر کی بھی بو میں ہے
تمہارے جلوہ سے رشک جناں ہوا دیدار — جو شش جہت میں نہیں ہے سو لکھنو میں ہے
حجاب چشم کو جرأت نے دی بصارت کہو — کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو میں ہے

غم سے مین سنگدلون کے جو کیا دل بھاری — تو بس مرگ ہی چھاتی پہ ہے اک سل بھاری
مین نظروین سبک ہون کہ دم گریۂ شوخ — ہنس کے چھیڑے ہے کہ بس نکرو دل بھاری
دست بوسی کا ارادہ ترے مذبوح کا تھا — دست و پا ہو گئے لیکن دم بسمل بھاری
دل بگڑا اب محبت ہے گرانباری سے — کشتی پہونچی نہ مری تا لب ساحل بھاری
دل پہ تا چند رہے کوہ فراق ای جرأت — جی مین ہے مار ئیے اب سر پہ اٹھا سل بھاری

اسکی محرم پہ یہ کہتی ہے بندت نرگس کی — دیکھے کوئی کہ لگی آنکھین یہین یان کس کی
کیا غضب ہے کہ وہ الفت کو سمجھا ہی نہین — مارے ڈالے ہے ہمین آہ محبت جس کی
ہووے کس منہ سے بیان کہ دم بوس و کنار — کسمسا کر جس ادا سے وہ بھرے ہے سسکی
اب یہ نقشہ ہے کہ بستر پہ وہ بیخود ہے پڑا — تہ نشنے ہے کسی ہمدم کی نہ کچھ مونس کی
محو دیدار اب سکا ہو تمھین جرأت ہی ہی — جو کہے ہے مجھے بھاتی نہین صورت اسکی

حیرت ہے کہ کل اسنے کہی کان مین اپنے — وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی دھیان مین اپنے
کیا ذکر خبر پوچھے ہے ای شوخ کماندار — سرخی سی لگی دیکھ لے پیکان مین اپنے
کیا سینۂ پر داغ سے نسبت ہے چمن کو — گل اور روش کے ہین گلستان مین اپنے
خورشید ہمین صبح قیامت کا دکھایا — رکھہ تکمۂ لعل اسنے گریبان مین اپنے
اب جی مین ہے اشعار کہین ایسی کہ جرأت — ایسی نہ غزل ہو کوئی دیوان مین اپنے

یارو کہو ہر بار نہ کچھہ کان مین اپنے — کیا جانین کہ ہم بیٹھے ہین کس دھیان مین اپنے
افسوس کہ وہ جان جہان پاس تب آیا — جب کچھ نہی طاقت نہ رہی جان مین اپنے
دیکھ اسکا تبسم ہون کیون بے سر و سامان — بجلی سے پڑی خرمن سامان مین اپنے
دل آپ کے کیون وصل کے وعدہ پہ لیا تھا — رکھنا جو یہ ہین تھا ہمین ارمان مین اپنے
موقوف ہوا فارسی فکر ہے جرأت — اشعار گئے جب سے کہا [illegible] مین اپنے

لعل لب پر جو پان بس اسنے جمائی مسی — شفق شام سے بہتر [illegible]
آئینہ یا تجھ سے اک دم نہین ہوتا ہے جدا — اللہ اللہ اسنے کیا [illegible]
جی مین آتا ہے کہ ہونٹون سے لگا دیجیے ہونٹ — کیا دھوان دھار ہے یہ [illegible]

دُرِّ دنداں سے تجمل ہووے صفائی گوہر
تو نے پیارے یہ لگائی ہے صفائے مِسّی

ہم سیہ بخت نہ کیوں رشک سے ٹک ہیں پیارے
نہ کرے حب ترے ہونٹوں سے جدائی مسی

جوشِ سودا نے عجب رنگ دکھایا جرأت
اُسکے ہونٹوں کی ہمیں یاد جو آئی مسی

قد ہے قیامت اور غضب گات آپ کی
جو بات ہے سو قہر ہے کیا بات آپ کی

دزدیدہ اک نگہ سے ہیں دل سیکڑوں خراب
اور ایک شخص پر نہ کھلی بات آپ کی

چھوٹے سے اک مکان میں عیاں لطف دو جہاں
گویا ہے بزم عیش طلسمات آپ کی

اب تم تو پاکشیدہ ہو ہم ہاتھ ملتے ہیں
یوں طبع ہمسے پھر گئی ہیہات آپ کی

کیا عالم آپکا ہے میاں جرأت ان دنوں
عالم سے چھٹ گئی جو ملاقات آپ کی

پھرتے ہیں ذکو کو بکو گذری ہی شب کراہتے
سہتے یہ کیوں خرابیاں گر نہ کسی کو چاہتے

یاد کس گل کی تھی یارب کہ ترے تن سے لگی
آگ ہی دیکھی جو سیرِ گل و گلشن سے لگی

داغ مجھ سے کہاں آنکھ ملا سکتی ہے
وہ تو پردے میں کنارہ کی ہو دامن سے لگی

رنگ یہ لائی کہ حسرت سی پیا جای ہو دل
اُسکے قدموں نے خار ہائے عجب فن سے لگی

غیر پر اُسنے جو پھینکی تو کلیجے پہ مرے
چوٹ چوٹ کس سے وہ نشتر اُس پہونچی ہمرن سے لگی

پہک گیا تن طپش دل جو ستی غیر کی میں
آگ گھر کو ہی مرے خانۂ دشمن سے لگی

اپنے سینہ پہ رکھا ہاتھ میں اُنکا تو کہا
چھوڑ کمبخت ہتیلی مرے گلخن سے لگی

ہاتھ مل کے موئے ذوق میں جن پاؤں کے
خاک بھی اُن کی کبھی آ کے نہ دامن سی لگی

سرخ لب کیوں مسی آلودہ اُسی تم نے دکھائے
بلبل اب آنکھ چرانے گل و سوسن سے لگی

تھوڑی تھوڑی ہوئی جاتی تھی وہ کیا ای جرأت
شمع شرمانے جو شب اُس مہ وش سی لگی

نہ تنہا دل خرام ناز پہ ہر آن لوٹے ہے
مرا دامن ہی قدموں پر ترے ایمان لوٹے ہے

گیا ہی چھوڑ کر تو جس کو اے آبادی عالم
وہ مضطر کیا درون خانہ ویران لوٹے ہے

کرے ہے چاندنی کی سیر جب وہ بیٹھ کشتی میں
تو کیا کیا موج پر عکس مہ تاباں لوٹے ہے

چھپا ما ہے گل نرگس سے تو جو اپنے مکھڑے کو
تری اس بات پر کیا کیا ترا حیران لوٹے ہے

خفا نہیں ہے نہ ہو گر لوٹ جاؤں تیرے قدموں پر
کروں میں کیا کہ تجھ پر دل مرا ایجان لوٹے ہے

کرے گا کام آخر اب وہ پاجامہ تمامی کا — کہ اک بجلی سے چلنے میں تہ دامان لپٹے ہے
کہے اشعار بیتابی کے تو نے ایسے اے جرات — کہ پڑھ کر ہر سخندان اب تیرا دیوانہ لوٹے ہے

تنہا نہ اسکا شعلہ رخسار گرم ہے — بجلی سے بھی فزون نگہ یار گرم ہے
ملتا ہوں شعلہ سان کف افسوس اس بغیر — سر تا قدم جو شوخ طرحدار گرم ہے
ہم دل جلوں کی خاک سی بعد از فنا صبا — لگ چلیو ٹک سمجھ کے خبردار گرم ہے
کیا زیست ہو کہ ایک تو اپنا مزاج حار — اور تس پہ سوز عشق کا آزار گرم ہے
کہ جرات ایک اور غزل وہ کہ سب کہیں — لکھنے سے اسکے دفتر اشعار گرم ہے

خود ایک تو وہ شعلہ رخسار گرم ہے — تس پر بلا ہے زلف دھوان دھار گرم ہے
کس دل جلے کے سینہ کو غربال کر دیا — جس کا لہو یہ شوخ کماندار گرم ہے
یعنی کہ مثل تیر شہاب اب ہر ایک تیر — پیکان سے لے کے تا لب سوفار گرم ہے
تیرے مریض کو یہ تب عشق تھی کہ آہ — لوح مزار بعد فنا یار گرم ہے
جولان دے اس زمین میں جرات ایک اور بھی — شبدیز طبع اپنے بہ رفتار گرم ہے

یوں اب بخار غم سے تن زار گرم ہے — جوں شمع تا بہ رشتہ جان تار گرم ہے
پھبتی سنا جو چاہیے تو آتش زخون نہیں جا — اے دل غضب یہ فرقہ اشرار گرم ہے
یارب لگا یہ روگ ہمیں کیا کہ جسم زار — سو بار دم میں سرد ہے سو بار گرم ہے
مجھ دل جلے کی چھاتی سے لگ کے وہ رشک گل — پوچھی ہے کیا گلے کا مرے ہار گرم ہے
جرات خرید داغ پہ سن اے آفتاب — آتش رخوں کے حسن کا بازار گرم ہے

گر فلک بھی کان دھر کے سنے بات تو مری — اس وقت آکے دیکھیے کوئی گفتگو مری
حسرت ہے ایک فلک کے ہوئی ایک دم میں صبح — مانی جب اس نے بات بعد آرزو مری
گالی کسی کو دیکے وہ کہتا تھا مجھ سے یہ — میں کیا کروں کہ تو نے بگاڑی ہے خو مری
جرات خوش آئے ہے مجھے گر عاشقانہ شعر — پڑھ درد سے غزل یہ ایک اور تو مری

بیکس ہوں وہ کہ نکلی نہ حسرت کبھو مری — رووے گی بعد مرگ مجھے آرزو مری
تک لگ گیا گلے سے جو وہ گل تو آپ سے — ہمدم بوئے گل کرے ہے زخود رفتہ بو مری

یارب یہ کسکے گھر سے مین نکلا کہ خلق مین — ہے داستان دربدر و کوبکو مری
جلاد مجھپہ پاک محبت کا جسم ہے — گردن نکیجیۓ تن سے جدا ہے وضو مری
شفقت کا اُسکی باندھون بھلا کیا خیال آہ — جرأت خفا ہے شکل سے جو آبرو مری

دل اب ایسا کہین آیا ہے کہ جی جانے ہے — یہ قلق ہمنے اُٹھایا ہے کہ جی جانے ہے
دل کہین اور اب اوسکا جو لگا ہے تو ہمین — ایسا بہتان لگایا ہے کہ جی جانے ہے
یون ہی آپسمین ذرا سے جو ہوئی تھی رنجش — اس قدر اُسکو بڑھایا ہے کہ جی جانے ہے
روٹھے اُس شوخ ستمگر سے تو اُستے ہمکو — ان ڈھڑکون سے منایا ہے کہ جی جانے ہے
اک پریزاد کے بیوجہ بگڑ جانے نے — ایسا دیوانہ بنایا ہے کہ جی جانے ہے
کھوئے جاتے ہین ہم اب دیکھ کے اُسکی حرکات — ہمنے محبوب وہ پایا ہے کہ جی جانے ہے
آنکھ اُس شوخ کی ہر اک سے لڑا کر جرأت — ہمکو ستے سے یہ لڑایا ہے کہ جی جانے ہے

جی نکل جائے جو بندہ نہ ترا منہ دیکھے — منہ نہ دکھلائے تو میرا تو موا منہ دیکھے
بس چلے کچھ بھی جو تجھپر ترے عاشق کا تو بس — سامنے اپنے تجھے پہرون بٹھا منہ دیکھے
ایسے عاشق کے کہان طالع بیدار جو آہ — اُسکا سوتے مین دوپٹہ کو اوٹھا منہ دیکھے
کیا مزا ہے کہ وہ باتین کرے اغیار سے بیٹھ — اور حسرت کوئی کمبخت کھڑا منہ دیکھے
کچھ نہ کچھ کیجئے کھڑے سے عنایت پیارے — منتین کر کے کوئی تا بکجا منہ دیکھے
دیکھیے چوری سے جو دیکھے دل شرمندہ اُسے — یہ تو کیا منہ ہے کہ منہ اپنا دکھا منہ دیکھے
دخل کیا ہے جو ہم اودل اُسی پھر دیکھہ سکین — وقت رخصت جو وہ تیوریکو چڑھا منہ دیکھے

ہو محل گلشن مین ہون ہم بزم جانان تو سہی — خار ہوکر بھی نہ چھوڑون اسکا دامان تو سہی
تیری آمد سے چلا ای صبح دامن وہ چھڑا — میری وحشت سی پھٹے تیرا گریبان تو سہی
تمنے تو دل لے کے مجھسے کی خموشی اختیار — جا بساؤن مین ابھی شہر خموشان تو سہی
امتحان عشق کرنا ہے تو قاتل کھینچ تیغ — ذبح ہوکر ہی ترے ہو جاؤن قربان تو سہی
محو دیدار اپنا جیسا کر دیا تو نے مجھے — مین بھی جرأت ہو کرون تو تجھکو حیران تو سہی

قتل سے کب قاتلان فتنہ گر خالی ہوئے — بھر گیا شہر خموشان گھر کے گھر خالی ہوئے

غارت دل سے اٹھا ہاتھ نا کے دستبرد
سینۂ عشاق اب اے مفت بر خالی ہوے

ابتو دونون مین نظر آتا نہین اک قطرۂ خون
یہ فشار دست غم سے دل جگر خالی ہوئے

چھٹ گئے صیاد مرکر تھے جو مرغان اسیر
ے قفس تیرے اب اے بیداد گر خالی ہوے

یاد مین ساقی کے جرأت ساغر و مینا کیطرح
گہ ہوے لبریز گا ہے چشم تر خالی ہوے

کر خون بہا دیا سب کیون جوش خونفشانی
کی دل کی چشم تر نے کیا خوب پاسبانی

اکدم مین نالۂ دل ہفت آسمان ہلادے
فرمائش فغان پہ گر وہ زبان ہلادے

لوگ سب کہتے ہین اس بیمار غم کو کیا ہوا
جانتے ہم بھی نہین ہین پر کہ ہمکو کیا ہوا

محیط غم مین ہمکو آرزو سے یار نے ڈوبی
یہ خواہش زورق آرام بھی یکبار نے ڈوبی

کچھ داغ جوانی مین نہین عشق کا چمکا
طفلی مین بھی ہم کھیل جو کھیلے تو صنم کا

ہے شوخ کا مار زلف کالا کافر
حلقہ مارے ہے تپہ بالا کافر

اس چشم پہ آنکھ پڑتے ہی ہمنے کہا
جادو برحق ہے کرنے والا کافر

حاصل نہ دلون کے آہ کچھ کام ہوئے
موقوف وہ دوستی کے پیغام ہوئے

اے شہرۂ حسن و عشق تیرا ہو برا
ہم دونون کے نام مفت بدنام ہوئے

دل سے جبتک عشق کا انکار کر سکتے نہین
پر وہ پوچھے ہے تو ہم اقرار کر سکتے نہین

مری اوقات کی کچھ اور ہی نقشے اب اس دن ہین
نہ وہ چرچا نہ وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ دن ہین

جو مہ عید سے بھی ہمکو بھلے لگتے ہین
عید کو بھی وہ کہان آکے گلے لگتی ہین

کئی دن بعد جاتے پر ذرا جس سے کہ الفت ہو
غضب ہے اسکا یہ کہنا کہ کتنے بے مروت ہو

شب ہجران نہین بلا ہے یہ
صبح ہوتی نہین ہے کیا ہے یہ

اسکی بے رحمی پہ آنسو جو مری بہتے تھے
لوگ کہتے تھے کہ کیون ہم نہ تجھے کہتے تھے

کیون فلک یہ بھی نہ تو دیکھ سکا ہے ظالم
گو نہ ملتے تھے پر اک شہر مین تو رہتے تھے

شب فرقت کی حقیقت کوئی کیا جانے ہے
جس خرابی سے کٹی رات خدا جانے ہے

کسی مشتاق کا یہ خط ہے جسے کیون چھپاتا ہے
کہ جون جون اسکو تو کھولے ہے وہ لپٹا ہی جاتا ہے

حد سے افزون چشم نم کی خون فشانی ہو چکی
گر یہی رونا ہے تو بس زندگانی ہو چکی

تو نے جو خبر لی نہ مرے حال زبون کی — کیا بات کسو نے یہ ترے کان مین پھونکی
اس شعلہ خو کے منہ کی کچھ بات پہ نادی — پیغامبر نے آکر اک آگ سی لگا دی

یاد آتا ہے تو کیا پھرتا ہون گھبرایا ہوا — چمپئی رنگ اور بدن اُسکا وہ گدرایا ہوا
بات بھی اول تو وہ کرتا نہین مجھسے کبھی — اور جو بولے ہے کچھ منہ سے تو سٹ لایا ہوا
بے سبب جو مجھسے ہے وہ شعلہ خو سرگرم جنگ — مین تو حیران ہون کہ یکسکا ہے بھڑکایا ہوا
نوک مژگان پہ دل پژمردہ ہے یون سرنگون — شاخ سے جھک آئے ہے جون پھول مرجھایا ہوا
حکم بار مجلس اب جرأت کو بھی ہو جاوے جی — یہ بچارا کب سے دروازے پہ ہے آیا ہوا

دیکھا جو کل اسنے میرے جی کا کھونا — اور کھینچ کے آہ سرد ہر دم رونا
منہ پھیر کے مسکرا کے چپکے سے کہا — آسان نہین کسی پہ عاشق ہونا

ہمکو نہ کوئی سنائے اوسکا جانا — ہے اپنی تو موت ہائے اوسکا جانا
آمد ہی پر جس کے جی چلا جاتا تھا — اب دیکھئے کیا دکھائے اُسکا جانا

جون برق ہے تو جگر جلا نیوالا — رو تون کو ہے اور بھی رولا نیوالا
رہ جا رہ جا برس نہ اے ابر سیاہ — رہ جائے گا ورنہ کوئی آنے والا

قاصد سے پیام کچھ سنایا نگیا — یا خوف سے اوسکے پاس جایا نگیا
اک بات بنا کے یون ہی مجکو تا صبح — بے چین کیا نہ کوئی آیا نہ گیا

سمجھے نہ امیر انکو کوئی نہ وزیر — انگریزون کے ہاتھ اک قفس مین ہین اسیر
جو کچھ وہ پڑھا ئین سو یہ منہ سے بولین — بنگالے کی مینا ہیں یہ پورب کے امیر

افسوس کیا ہلاک الفت نے ہمین — کھویا دنیا سے اس محبت نے ہمین
بدنام اجل کو کیا کرین ہم جرأت — مارا ہے تعلق طبیعت نے ہمین

رفتار مین یہ کسی کی انداز کہان — باتون مین کسیکی ایسی آواز کہان
خوبی ہے تمہین پہ ختم محبوبی کی — یہ عشوہ کہان کسی مین یہ ناز کہان

ہم درد فراق سے جو گھبراتے ہین — گہ روتے ہین گاہ سر کو ٹکراتے ہین
دم پا بہ رکاب ہے ہمارا پیارے — آنا ہے تو آؤ وا نہ ہم جاتے ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان غضنفر شاگرد رشید جرأت

نزع میں بھی کچھ نہ اسنے کا اشارا کر گیا
صاف وہ بیدید آخر کو کنارا کر گیا

داغ دل اس حسن سے چمکا کہ جبکی رات کو
دور سے آکر زیارت مہر سیارا کر گیا

حال دل کہنے کی بھی طاقت نہیں اب ہمکو
کیا کہیں کیا حال وہ ظالم ہمارا کر گیا

ایک مجھسے ہو کے ناخوش اٹھ گیا محفل سے وہ
اور جو تھے کچھ نہ کچھ سب سے مدارا کر گیا

کیا کہوں کیا جی پہ گذری بعد رخصت جب وہ شوخ
جاتے جاتے اک نگہ مڑکر دوبارا کر گیا

جان بلب عاشق کو تنہا چھوڑ کر ظالم گیا
اپنے بیچارے کا وہ کچھ بھی نہ چارا کر گیا

تھی مقرر اُسکی آمد شد کبھی گھر میں ترے
یہ جو حسرت سے ترے در کا نظارا کر گیا

رات تک پردے میں تھا اپنا اور اُسکا ارتباط
آج دن کو آ کے سب میں آشکارا کر گیا

جی سے جو مایوس گذرا ہے اسی اُمید پر
قبر پر اُسکی نہ تو گاہے گذارا کر گیا

نام سے جس مرنے والے کے تمہیں ابتک ہے ننگ
سچ تو یہ ہے نام وہ سب میں تمہارا کر گیا

تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند
تو دم مردن کچھ آنکھوں میں اشارا کر گیا

کچھ غضنفر کی نہ مانی بات اُس بیدرد نے
منتیں کیا کیا نہ آکر وہ بیچارا کر گیا

دل لیکے ذرا تم بھی رکھو دھیان کسیکا
جاویگا نہیں مفت میں جی جان کسیکا

آغاز محبت ہی میں دنیا سے اُٹھے ہم
صد شکر اُٹھایا نہ کچھ احسان کسیکا

حیرت ہے کہ اس ڈھب میں رہے سیکڑوں ہشیار
لیکن نہوا وہ بت نادان کسیکا

لطف اُسکا نہ کچھ پوچھو کہ قائل ہوئے پر رات
کیا قہر تھا ہونا وہ پشیمان کسیکا

اس خانہ نشینی کے عوض چرخ ستمگار
اے کاش کہ کرتا ہمیں دربان کسیکا

جی تن سے ہزاروں کے تری کوچے میں نکلے
پر دل سے نہ نکلا کوئی ارمان کسیکا

ہم گھر میں جو اک دم کے ہیں مہمان غضنفر
شاید کہ ہو آج وہ مہمان کسیکا

ممکن ہی نہیں وصال اُس کا
بس چھوڑ دلا خیال اُس کا

کیا قہر ہے جس سے لگ گیا دل ملنا ہے بہت محال اُس کا
عیسیٰ نے دیا جواب تو کیا تم رو نہ کرو سوال اُس کا
جس عشق کی ابتدا غضب ہے دیکھین کیا ہو مآل اُس کا
کس حال مین ہے ترا غضنفر ٹک تو بھی تو دیکھ حال اُسکا

قبر پہ تم گہ و بے گاہ گزارا کرنا بعد مرنے کے تو کہنا یہ ہمارا کرنا
چل بسا آج وہ جس سے تھی رُکاوٹ تسکو اب کھلے بند دن ہر اک جا پہ سدھارا کرنا
دم رخصت وہ جو کچھ گزری سو گذری لیکن قہر تھا مڑ کے نگہ اُس کا دوبارا کرنا
شب تنہائی مین رو رو کے تجھین دل کے حضور شام سے صبح تلک ذکر تمہارا کرنا
یاد کر لیجیو اُس اپنے بلا گردان کو سر سے اپنے کبھی صدقہ جو اُتارا کرنا
دیکھنے کو ترے بیمار کے لوگ آئے ہین ایسے مین آکے ذرا تو بھی نظارا کرنا
اُس پری سے جو کہا بزم مین مین آنکھ بلا کو نظر مین ہے یہ ایسا کو اشارا کرنا
(ق) تو کسی اور سے ہو کر وہ مخاطب بولا ایسے دیوانے سے لازم ہے کنارا کرنا
جاتے جاتے یہ تسلّی کو مری مڑ کے کہا یون شب ہجر مین اوقات گزارا کرنا
(ق) بستر غم پہ پڑے منھ کو لپیٹے چپکے کرکے بند آنکھون کو بس دھیان ہمارا کرنا
کل لگے کہنے غضنفر سے مجھے بدنام نہ کر چھوڑ دے نام مرا لیکے پکارا کرنا

شکوا کرون آہ کیا کسیکا کوئی ہین آشنا کسیکا
بگڑی جو نہی رات اُسکی چتون کچھ حال عجب بنا کسیکا
ہے اپنی غرض اُسے مقدم گو فوت ہو مدعا کسیکا
سو باتین لپیٹ مین وہ بولا قاصد نے جو خط دیا کسیکا
کل اُن سے کسی نے اتفاقاً مذکور جو نہی کیا کسیکا
تو بولے وہ کس ادا سے سُنکر غم کھائے مری بلا کسیکا
پڑھ اور غزل وہ اے غضنفر ہو جس مین کہ ماجرا کسیکا

مذکور جو رات تھا کسیکا کچھ ہوش نہ تھا بجا کسیکا

جی تن سے جدا جو ہو تو ہو وے — پہ یار نہ ہو جدا کسیکا
افزون ہوئی اور بیقراری — غم آنے کا جو سنا کسیکا
وان ہو وے گذر ترا تو پیغام — یہ کہیو تو اے صبا کسیکا
صدمے سے فراق کے تمہارے — ہے حال بہت برا کسیکا
اچھی نہین آہ اس قدر ہٹ — مانا بھی کرو کہا کسیکا
محتاج کسیکو اے غضنفر — ہرگز نہ کرے خدا کسیکا

شب کو تم پاس مناسب نہین رہنا میرا — دن کو بہتر ہے اگر مان لو کہنا میرا
رات تکرار سخن پر وہ عجب ناز کے ساتھ — مجھسے کہتا تھا تمھین مان لو کہنا میرا
کچھ سمجھکر وہ ہوا دل مین قیامت تا دم — رائیگان تو نہ گیا ظلم کا سہنا میرا
تب خفا ہو کے مری دست درازی سے کہا — تو ہی اب گوندھ بھی توڑا ہے جو گہنا میرا
جس سے کی دوستی وہ دشمن جانی نکلا — اے غضنفر ہے عجب وضع کا لہنا میرا

تا دم زیست نہ اُس شوخ کا در چھوڑ دونگا — آخر اک روز مین اپنا اُسے کر چھوڑ دونگا
داغ فرقت دیئے جاتے ہو تو اچھا جاؤ — مین کلیجے سے لگا کر اُسے دھر چھوڑ دونگا
جب تلک اُسکے بھی دو چار نہ آنسو نکلین — آہ رونا نہین اے دیدۂ تر چھوڑ دونگا
در پہ وحشت مری دیکھ اُسنے کہا ہو کے تنگ — اسکے ہاتھون سے مین اک روز یہ گھر چھوڑ دونگا
یون تو چھوڑونگا نہ مین آہ و فغان اے ناصح — کر کے عالم کے تئین زیر و زبر چھوڑ دونگا
دیکے دھوکا مجھے اب کے تو غضنفر وہ گیا — کیا مین ناداں ہون جو یون بار دگر چھوڑ دونگا

بنگیا یار کے جاتے ہی یہ گھر کا نقشا — کہ نظر آگیا گھر بیٹھے سفر کا نقشا
بستر غم پہ گذر جائے ہے مرنے کا خیال — یاد آتا ہے جب اُس راہ گزر کا نقشا
جون چلا جائے کوئی آتش سوزان کے قریب — ہے یہ اب دل کی حرارت سے جگر کا نقشا
کیسے گھبرا کے وہ گھر جانے کو تیار ہوئے — دیکھا بیدل جو اس دیدۂ تر کا نقشا
فوج غم نے مرے دلکا کیا آتے ہی یہ رنگ — جو ہو مدت مین کسی راہگذر کا نقشا
دیکھ آئینہ مین منہ بولے وہ بیساختہ یون — اے خوشی کیونکہ بھلا ہمکو قمر کا نقشا

آہ دنیا کے کا مرقع تو ہے الٹا بالکل — پر دکھائی نہ دیا کوئی اثر کا نقشا
غالباً مرگ ہی آئی ہے اب اپنی کہ جو آہ — نظر آتا نہیں تصویر سحر کا نقشا
ضعف سے بیٹھے ہیں لاچار غضنفر حیران — ہے تصور میں جو اس راہگذر کا نقشا

بیٹھے ہیں عید کو سب یار بغل میں لیکر — بیٹھیں ہم کیا دل بیمار بغل میں لیکر
کشتۂ ناز فقط اس پہ ہیں نازاں جی میں — کہ نکلتا ہے وہ تلوار بغل میں لیکر
سو خرابی سے اٹھا کر ترے بیمار کو آہ — سرنگوں بیٹھے ہیں غمخوار بغل میں لیکر
روئے ہم اسکی تمنائے ہم آغوشی میں — دل مایوس کو ناچار بغل میں لیکر
بدگمانی سے نہیں بیٹھے اٹھے تھے یہ سوچ — بیٹھے ہونگے اسے اغیار بغل میں لیکر
مے الفت کی ترنگ آئی تو آیا دوڑا — شیشۂ مے کو وہ میخوار بغل میں لیکر
کو بکو خانہ نشینی کا ہوا اسکی چرچا — بیٹھے جو مجھسا طرحدار بغل میں لیکر
شب تنہائی میں سو رہتے ہیں مشتاق ترے — یہ تصور تجھے ہر بار بغل میں لیکر
سنکے ہم محو چمن اسکو غضنفر آئے — دل پر داغ سے گلزار بغل میں لیکر

جا نہیں سکتے کہیں اس سے کنارا کھینچکر — کاش خنجر مارے اک دلبر وہ پیارا کھینچکر
یوں مصور سے کہا تصویر یوسف اسنے دیکھ — خوب تم لائے ہو یہ نقشہ ہمارا کھینچکر
اس سے اب کیا پاؤں پھیلاتی ہو جو بیٹھا ہے آہ — ہاتھ اپنی زندگانی سے بچارا کھینچکر
دل نے افشا کر دیا راز نہاں یہ کیا کیا — ہجر دی میں آہ سرد اک آشکارا کھینچکر
کھینچتا پھرتا تھا آہیں گرچہ گرد اس گھر کی رات — سنگدل نے ایک پتھر بھی نہ مارا کھینچکر
دل کی حسرت بھی نکالو نوک سے تلوار کی — دمبدم کرتے ہو مجھپر کیا اشارا کھینچکر
واہ ری بیتابی دل میں تو قائل ہوں ترا — کیسے لے آئی اسے گھر سے دوبارا کھینچکر
جنس دل واں یوں گنوا کر آئے ہم حسرت زدہ — جیسے آوے کوئی سوداگر خسارا کھینچکر
کوئے قاتل میں قضا ہی اپنی لکھی تھی مگر — لائی ہے قسمت جو یاں ہمکو قضارا کھینچکر
آج لو تم سب سے لا دعوی کہ روز حشر کو — ہو نہ فریادی کوئی دامن ہمارا کھینچکر
دیکھیے ہے کن حسرتوں سے منہ تری درباں کا — اپنے چشموں میں ذلت اک بچارا کھینچکر

ہے غضنفر ابتو یہ عالم کہ جبین آئی ہے
بیٹھے رہتے ہے سارے عالم سے کنارا کھینچکر

جبا نکا کسی نے در سے جو گردن نکالکر
ششدر سا رہ گیا مین کلیجہ سنبھالکر
مانگا جو بھدے کچھ تو کس انداز سے کہا
اس بات کا تو اور کسی سے سوال کر
ہمتو فراقِ یار مین سر پیٹتے ہین آہ
دلمین شبِ وصال کا ہر دم خیال کر
خوش طالعی اُنھون کی جو سوتے ہین چین سے
ہر رات ہاتھ یار کی گردن مین ڈال کر
خالی کہانی اُسکو غضنفر سنا نہ تو
قصے مین درج اپنے بھی کچھ حسب حال کر

دیکھکر اُسکو جو ہو جائے ہے مضطر عاشق
چھیڑتا ہے اُسے کیا کیا وہ سمجھکر عاشق
آہ جس بزم مین جاتا ہون تو حالت مری دیکھ
سب یہ کہتے ہین کہین ہے یہ مقرر عاشق
قلق دل سے کبھی یان ہے کبھی وان آ وائے
چین سے گھر مین نہ بیٹھے ہے نہ باہر عاشق
عشقبازی ہے دلا کچھ یہ ہنسی کھیل نہین
کیون عبث جان یہ کھیلے ہے تو ہو کر عاشق
شبکو اُس شوخ کے ابرو کا تصور جو بندھا
مر گیا چپکے سے اِک مارکے خنجر عاشق
جو کہا مین نے کہ ہین چاہنے والے ناپید
کوئی پیدا تو کرو میرے برابر عاشق
تو وہ بولے کہ اجی کیجیے بس بس نہ گھمنڈ
ایڑیان رگڑتے ہین یان تجسے بہتر عاشق
اور پُر درد غزل ایسی ہی پڑھ بزم مین تو
اشک بھر لائین غضنفر جسے سنکر عاشق

جون رقیب اب مجھے دیکھے ہے سمجھکر عاشق
آپ اپنے پہ ہوا کیا وہ ستمگر عاشق
ٹھنڈی سانسین جو بھرین مینے تو بولے کیا گرم
یعنی سب جانتے ہین کہین ہے یہ معتبر عاشق
دو قدم چلیو برابر مرے تابوت کے تم
تھا تمہارا نہ کوئی میرے برابر عاشق
دم شماری ہے کوئی دم جو فاقہ ہو تو پھر
گننے لگتا ہے شب ہجر مین اختر عاشق
آتشِ شوق سے دل ہو جو طپان سینے مین
مثل سیماب رہے کیونکہ نہ مضطر عاشق
اپنے سائے سے جو جھجکے ہے دوانون کی طرح
ہے کسی رشک پری پر یہ غضنفر عاشق

جاتے ہین وہان سے گر کہین ہم
ہر پھرکے پھر آتے ہین وہین ہم
صد حیف کہ کنج بیکسی مین
کوئی نہین اور اک ہین ہمین ہم
خاموشی کی مہر ہے دہن پر
ہین حلقۂ غم مین جون نگین ہم

کیا کیا کھنچین ہین آپ کو دور
ٹک بیٹھین جو یار کے قرین ہم

دیکھ آئینہ ہمسے پوچھتے تھے یون
سچ کہیو کہ کیسے ہین حسین ہم

آیا نہ وہ شوخ اور گئے آہ
حسرت ہی بھرے تہِ زمین ہم

تکتے رہے جانبِ در اسے وائے
مرنے کے بوقت واپسین ہم

قسمت مین تو تیرے ہے غضنفر
اب وہ ہے تو آپ مین نہین ہم

کیا کہین درد محبت کسی غمخوار سے ہم
سبھی کہتے ہین کہ مرتے ہین اس آزار سے ہم

اُسکے ہمسایۂ کوچہ جو ملتا نہین رہنے کو مکان
کبھی آواز تو سنتے پسِ دیوار سے ہم

مرضِ عشق نے ہمسے کئی مارے ہمدم
آہ جانبر نہین ہونے کے اس آزار سے ہم

آئینہ دیکھکے کہتا ہے وہ مغرور یہ بات
واقعی خوب ہین ہر ایک طرحدار سے ہم

بات مطلب کی وہ فی الفور سمجھ جاتا ہے
گوکہ پردے مین کہین اُس بتِ عیار سے ہم

اُنکے عاشق کو جو سولی لگے دینے تو کہا
ٹھہرو ٹک پوچھ لین کچھ اپنے گنہگار سے ہم

قصد جانے کا کیا یار نے جب بزم سے آہ
تک کے ہر ایک کا منہ رہ گئے ناچار سے ہم

کرکے آنے کا جو وعدہ وہ نہ آیا شب کو
صبح بدعہدی کے شاکی ہوئے اُس یار سے ہم

(ق)

وعدۂ وصل نئے سر سے وہ دیکر بولا
اب مکرنے کے نہین اپنے اس اقرار سے ہم

جی مین ہے اور غزل سنئے غضنفر تجھسے
بسکہ محظوظ ہوئے ہین ترے اشعار سے ہم

کہتے ہین بہر تسلی یہ دلِ زار سے ہم
لے ملا دیتے ہین اب تجھکو ترے یار سے ہم

کس پری کے یہ جھپٹے مین اب آئے ہین کہ آہ
چلتے ہین جھجکے ہوئے سایۂ دیوار سے ہم

کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے اب ایسا آزار
ہین تو چنگے بھلے پر لگتے ہین بیمار سے ہم

مرتے دم بھی نظر آئی نہ وہ صورت ہے ہے
یونہین محروم چلے یار کے دیدار سے ہم

بوسہ مانگون تو سمجھکر مجھے سودائی سا
ہنسکے کہتے ہین منگا دینگے بازار سے ہم

بیٹھتا تھا وہ کبھی جس سے لگا کر تکیہ
سر کو ٹکراتے ہین پہرون اُسی دیوار سے ہم

صبح اس کوچے مین اک ہار پڑا تھا باسی
دیر تک آنکھ لگائے رہے اُس ہار سے ہم

(ق)

مے پلانے پہ مصر ہونے کا موجب جو کبھی
پوچھتے لگتے ہین اُس کیفی سرشار سے ہم

تو یہ کہتا ہے غرض اور تو کیا ہے ہم کو ۔۔۔ پر بجید ہوتے ہین اب ایسی ہی تکرار سے ہم

(ق)

ہجر کی رات بلا سی نظر آتی ہے اک آہ ۔۔۔ دمبدم دیکھتے ہین صبح کو لاچار سے ہم

صبح محشر سے ورے اسکی ہووے گی سحر ۔۔۔ پہلے ہی سمجھے تھے اس رات کے آثار سے ہم

گر کا اپنے غضنفر نظر آوے تب روپ ۔۔۔ پائین فرصت جو زمانے کی ٹک افکار سے ہم

کچھ دم کا بھروسا نہین ہشیار رہو تم ۔۔۔ اے بیخبران اس سے خبردار رہو تم

گر حضرت دل یار کی خرسندی ہے منظور ۔۔۔ جب تک کہ جیو زیست سے بیزار رہو تم

ظاہر ہے دعا جینے کی مانگے ہین جو غمخوار ۔۔۔ یعنی کہ اذیت مین گرفتار رہو تم

اس شوخ کے کوچے مین یہ پھرتی ہے منادی ۔۔۔ اے بیگنہان مرنے کو تیار رہو تم

کچھ تو مرے غمخوارون کو اس رات ہی کھٹکا ۔۔۔ آپس مین جو کہتے ہین کہ بیدار رہو تم

(ق)

مین نے جو کہا گریہ کنان کوچے مین ہون ہم ۔۔۔ اور چین سے سو بام پہ یون یار رہو تم

تو بولے وہ کیا ناز سے پروا نہین کیا ہے ۔۔۔ بیزار سے روتے پس دیوار رہو تم

ہر چند عیادت کو نہ وہ آئے غضنفر ۔۔۔ لیکن اسی امید مین بیمار رہو تم

بے توقع ہوئے از بسکہ ہر اک بات سے ہم ۔۔۔ دست بردار ہین اب سب کی ملاقات سے ہم

جام خالی ہمین دو غیر کو لبریز شراب ۔۔۔ کیفیت پائین سو گیا ایسی مدارات سے ہم

جو جو مذکور کیا کرتے ہین صاحب گھر مین ۔۔۔ جان لیتے ہین وہ سب دل کی کرامات سے ہم

وہ ملاقات گلی کوچے کی بھی اب تو چھٹی ۔۔۔ کیونکہ بیزار نہون موسم برسات سے ہم

دل و جان صبر و توان عقل ودوان دین ایمان ۔۔۔ تسپہ منکر نہین ہونے کے کسی بات سے ہم

جو پسند آسین کرین آپ سو ہے آپ کی نذر ۔۔۔ تا بمقدور نہ چوکین گے ملاقات سے ہم

اب تو یون بیٹھے ہین خاموش غضنفر گویا ۔۔۔ آشنا تھے ہی نہین حرف و حکایات سے ہم

تصور مین ہوا اُس سے دو بدو ہم ۔۔۔ کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم

شب ہجران مین بیتابی کے مارے ۔۔۔ تڑپتے لوٹتے ہین چار سو ہم

گیا اب وہ گریبان ہی کہ جس کے ۔۔۔ سدا رہتے تھے مشتاق رفو ہم

کبھی دیکھی جو کل تصویر مجنون ۔۔۔ تو گویا بیٹھے تھے لیس ہو بہو ہم

نہ آیا مرتے دم بھی وہ غضنفر ___ چلے دنیا سے کیا کیا پُر آرزو ہم

نہ کاٹے کٹیں اور نہ مارے مریں ۔ ہمیں پر یہ عاشق تمہارے مریں

مریضوں کا تیرے سے ہے چارہ یہی ۔ چھٹیں دُکھ سے گر یہ بچارے مریں

الٰہی رہیں مرتے دم چشم وا ۔ جو فرقت میں ہم غم کے مارے مریں

کرتا ہو زبان بند بھی تو کھلا ۔ (ق) کہ آنکھوں میں کرکے اشارے مریں

غضنفر کہاں نزع میں اُسنے آپ ___ مرے سامنے سے کنارے مریں

کہاں یار کے منھ سے ملا منہ ۔ کہو تو لیلوں بوسہ بوسے کیا منہ

گھمنڈ اپنا کوئی اسوقت دیکھے ۔ لگادے یار جب ہمسکو ذرا منہ

چلا جاونگا دوڑا میں دوانا ۔ جدھر کو اکی وحشت میں اُٹھا منہ

کھلے بندوں وہ ڈیوڑھی میں کھڑا تھا ۔ اور اُسکا اتفاقاً تھا کھلا منہ

نظر آیا جو میں اُسکو تو ہنسکر ۔ دوپٹے میں لیا اُسنے چھپا منہ

غضنفر کہہ جواب اپنا تو آپ ہی ___ کہ تجھسا کہہ سکے کوئی سو کیا منہ

یہ وقت خواب وہ بیلے پھرا منھ ۔ ابھی رکھکے تغافت سے ذرا منہ

لڑے ہی بزم میں بھی اُسکی چتون ۔ کہ تونے اسطرف کو کیوں کیا منہ

ابھی کھلجائیں عقدے اپنے دل کے ۔ تبسم میں جو ہو اُس گل کا وا منہ

میں اس بگڑی ہوئی چتون کے صدقے ۔ بنانا پھر وہیں ہو کر خفا منہ

جو بوسہ مانگا تو کہتے ہیں اپنا ۔ تم آئینے میں دیکھو تو ذرا منہ

کہا غیروں نے جو کچھ منہ میں آیا ۔ ولیکن میں تمہارا کر گیا منہ

غضنفر قدردان کوئی نہیں ہے ___ نہیں بھر دے جواہر سے ترا منہ

میں نے مانا تو مجھسے کام نہ کہہ ۔ پر مجھے عاشقوں میں نام نہ کہہ

قاصدا جو کہا ہو سو کہدے ۔ اُسکا باقی کوئی پیام نہ کہہ

ناتوانی سے اُس گلی میں جو میں ۔ گر پڑوں ہمنشین تو تھام نہ کہہ

قاتل اک اور وار کر مجھپر ۔ کام میرا تو ناتمام نہ کہہ

وہ تو لڑکا ہے اس سے ہے مجبور — گر نہ نکلے تو اُسکو نام نہ رکھو
اُسپہ گھر والون کی ہے قید ولا — کہ قدم در پہ صبح و شام نہ رکھو
کام آتا نہین کسی کے کوئی — اے غضنفر کسی سے کام نہ رکھو

کرے کسی سے وہ کیا صلح جو ہوا سے لڑے — ہوا مین آئے وہ کافر تو پھر خدا سے لڑے
کھلا کسی پہ نہ احوال انکی رنجش کا — وہ روز وصل عجب شرم سے حیا سے لڑے
مین رو رو کہتا ہون جو اُن سے تو دل یہ کہتا ہے — وہ آشنا نہین جو اپنے آشنا سے لڑے
جو لڑکے مجھسے وہ ناحق جھکائے شرم سے آنکھ — یہ جنگجو ہے نظر اُسکی پشت پا سے لڑے
دلا تو لڑنے کو تیار کیون ہوا سے ہے — ترے لیے تو ہم اُس شوخ بیوفا سے لڑے
وہ لڑنے کو بھی جو آئے تو خواب مین آئے — مین ان کی کیا کہون عیاری کس دغا سے لڑے
شب وصال مین رنجش جو آگئی باہم — قضائے کار ہم اُس شوخ بیوفا سے لڑے
(ق) کسی نے اُس سے منانے کو پھر کہا تو کہا — بلا مناتی ہے میری - مری بلا سے لڑے
گلی سے اُسکی غضنفر سحر جو آئی نسیم — بھری دماغ مین یہ بو کہ ہم ہوا سے لڑے

محیط حسن حباب دو میدم جب تڑھاؤ پہ ہے — پیالہ ہے گھر سے اکڑتا پڑے ہی تاؤ پہ ہے
سبھ نہ تیاوے تو رہتا ہے کون اس گھر مین — کہ جسکے کوٹھے سے کوٹھا ترا لگاؤ پہ ہے
اُڑان گھائیان کیونکر ہین نہ بتلاوے — کہ ہم مین اُسکے ہوا خواہ اور وہ باؤ پہ ہے
اُٹھا کے آنکھ کے دیکھنے کی تاب ہے آہ — نشست یار اگرچہ پڑے دکھاؤ پہ ہے
ہم اُسکی بزم کی حسرت مین ہاتھ ملتے ہین — یہ جون جون سنتے ہین مجلس پٹے جماؤ پہ ہے
نہ پوچھ بحر محبت مین کچھ ہمارا احوال — جو کچھ ہے آفت دریا سو اپنی ناؤ پہ ہے
غضنفر اُس سے تو کر لیجو عرض حال اپنا — ابھی نہ بول کہ غصے مین ہے وہ تاؤ پہ ہے

سونا فراق یار مین خواب و خیال ہے — جب دل لگا تو نکہہ کا لگنا محال ہے
اپنا قلق تو تھا ہی پہ بیتابی سے تری — اے بیقرار دل ہمین ایذا کمال ہے
مجھ ناتوان و زار کی حالت نہ پوچھئے — جی کل سے بھی کچھ آج زیادہ نڈھال ہے
جو لیئے مرگ کو ترے ہے مرتے دم پہ غم — یعنی مجھے بھی مرگ کا اُس کے ملال ہے

مین اور فراق مین ترے جیتا رہون غلط — اے بدگمان یہ کیا تجھے فاسد خیال ہے

عاشق کا خون عشق کی ملت مین واقعی — معشوق اگر کرے تو غضنفر حلال ہے

کیجو انکار ہی تو قتل کا قاتل میرے — حشر کے دن جو کرین تجکو مقابل میرے

کھلی آواز سے سب اسکی مفصل خوبی — گو کہ پردے سے تھے کئی بیچ مین حائل میرے

جھکے سر ڈالو یہ عاشق سے یہ پوچھے ہے وہ شوخ — سچ کہو تم ہوے کس واسطے مائل میرے

گو تو بیتید سے ہے لیکن مین بھی کو دیتا — ہوتے پہلو مین ہیان لاکھ اگر دل میرے

میری ایذا کے جو رہتا ہے وہ درپے دن رات — کچھ تو اسکو بھی ستانے سے ہے حاصل میرے

بارے صد شکر ہوس نکلی مرے انہون کی — سو رہے ہوکے وہ اک روز جو شامل میرے

جیب و داماں سے سروکار نہ تھا صبح تلک — اسکی گردن مین جو تھے ہاتھ حمائل میرے

کہون اک اور غزل ایسی غضنفر جس سے — سارے شاعر ہون ادابندی کے قائل میرے

پوچھے ہے سامنے منہ کر کے وہ قاتل میرے — کیون جی کچھ طمع سے ہین چہرے پہ یہ تل میرے

مین نے سوتے مین جو چھیڑا تو یہ اٹھکر بولے — مین نہ سوؤنگا نہ تم سوؤگے شامل میرے

سہے یہ اگراہ کہ دن عید کے بدلی پوشاک — لگ گیا وہ جو گلے سے کہین غافل میرے

دیکھکر آئینہ ماہ یہ کہتا ہے وہ شوخ — حق بجانب ہے انہون کے جو ہین مائل میرے

کرسکے قائل انہین پوچھے جو غضنفر کوئی — تو یہ سکتے ہین کہ دشمن ہوے قائل میرے

نالہ و شور و فغان تھا آہ و زاری رات تھی — کنج تنہائی مین کیا کیا بیقراری رات تھی

بیکلی سے کل نہ تھی کل شام سے تا سحر — ایک سی حالت دل مضطر کی ساری رات تھی

فکر دنیا و غم دین دونون بھولے تھے اسے — اک فقط دلکو تمہاری یادگاری رات تھی

تار رونے کا نہ ٹوٹا جب تلک ٹوٹا نہ دم — شدت غم سے یہ حالت مجھپہ طاری رات تھی

بیٹھنا اٹھنا تڑپنا لوٹنا سر پیٹنا — اضطراب دل سے یہ حالت ہماری رات تھی

تیرے آنے کی توقع تھی جو دلکو بعد مرگ — ناامیدی مین عجب امیدواری رات تھی

اسکا اک شمہ بیان تم سے غضنفر نے کیا — جس مصیبت سے ابھی اس نے گزاری رات تھی

جسمین تری طلب ہو اس جستجو کے صدقے — ہو جسمین ذکر تیرا اس گفتگو کے صدقے

جا سکئے وان تو کہین کوچۂ دلبر والے
اضطراب رادہین اور دل مضطر والے

جانب بام بحسرت نگران ہے کوئی
نیچی نظرون سے ذرا دیکھئے اوپر والے

زیب و زینت سے مبرا ہے سدا مہر کا حسن
سادگی پر تری صدقے کئے زیور والے

دعوی دل کہین کر بیٹھے نہ شیدا کوئی
کھول مت جوڑے کو او زلف معنبر والے

تم بہی لوگون مین کہو مجہکو غضنفر میرا
جیسے کہتے ہین تمہین لوگ غضنفر والے

جس کے بن دیکھے نہین زیست کا اسلوب کوئی
بد تو کیا اسکو کہون ہی وہ غرض خوب کوئی

پاؤن پڑ پڑ کے ہر اک سے مین یہی پوچہون ہون
اُسکے ملنے کا بتا دو سبھی اسلوب کوئی

ساتھ غیرون کے نہانے کو تو دریا مین نہ جا
وقت مین جا ہیگا اک روز میان ڈوب کوئی

دیر آنے مین سفر سے جو لگی تھی تو بھلا
تم تسلی ہی کو لکھ بھیجتے مکتوب کوئی

دیکھون گر پیار کی نظرون سے تو نظرون مین کسے
اپنا سمجھے نہ غضنفر نہین محبوب کوئی

جو کہتے تھے کیون ہمسے تم اکثر نہین ملتے
اب اُنکے درست اپنے سے تیور نہین ملتے

شکوہ جو نہ ملنے کا کیا مین تو وہ بولے
کیا ہم ہین اجی آپ کے نوکر نہین ملتے

انسان کو کچھ حفظ مراتب بہی ہے لازم
صاحب کس و ناکس سے برابر نہین ملتے

مطلوب نہ ہاتھ آئے تو طالب کی ہے خامی
دلہین تو بھلا ہمسے وہ کیونکر نہین ملتے

یوسف کے سے بھائی تو ہین لاکھون ہی ہمن
پر لاکھون مین یوسف سے برادر نہین ملتے

قاصد سے کہا پڑھ کے خط شوق ہمارا
مشتاق وہ کیسے ہین کہ آکر نہین ملتے

بے دید ہین کیا ملک عدم کے بہی مسافر
جاتے ہین تو برسون مین پھر آکر نہین ملتے

حالت مرے دل کی اُنہین معلوم ہے بالکل
یہ ان کی ڈھٹائی ہے جو اسپر نہین ملتے

ملنے کا جو مین عید کے دن اُنسے کیا قصد
کہنے لگے ہم تجھ سے غضنفر نہین ملتے

قاصدا گر نہین مشتاق وہ دلبر میرا
کیون خط شوق پڑھا کرتا ہے اکثر میرا

پرسش حشر سے سوچو نہ مری قتل پہ تم
مین تو کہہ دونگا کہ تھا جرم سراسر میرا

بار اپنے کسی ہمراز سے کہتے تھے وہ یہ
مجھسے آزردہ ہے کچھ آج غضنفر میرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان رضا

جس روز سے طالب ہوئی ہن مین خوبان جہانکا
منظور ترا دید ہے نے دید بتان کا

سب داغ مرے دلپہ تری عشق کا ہردم
عاشق نہین زنہار مین ان لالہ رخان کا

جو گل ہے سو ہے عشق مین تیرے وہ قباچاک
بلبل کے بھی موجب ہے یہی آہ و فغان کا

گر چاشنی درد تری بخشے نہ لذت
ہو ذائقہ شیرین نہ لب و کام و دہان کا

ہر خستہ جگر کو ہے مدد ذات سے تیری
ہے مونس و غمخوار تو ہی غمزدگان کا

چھپا ہے رضا ایک فقط نام کو تیرے
ورنہ جسے دیکھا سو وہ جویا ہے نشان کا

جب سے دل کے لینے کا ارمان لیا
کیا مین نے تجھ پہ سے قربان لیجا

لگا بیٹھا ہنستے ہوئے تیر قاتل
کہا مین نے آ اپنا پیکان لیجا

وہین ناز سے آ کے ٹھوکر لگائی
کہا دیکھ جی مین نہ ارمان لیجا

بھلا اب چلا ہے جہان سے رضا تو
دم واپسین بھی یہ احسان لیجا

گر اس گلی مین ہووے قاصد گزار تیرا
کہیو کہ جان بلب ہے اک بیقرار تیرا

پھر تلک نہ پایا بجز داغ سے تو خالی
ہر سنگ کے ہے دلمین مخفی شرار تیرا

سو بار اپنے جی کو تجھپر نثار کر دے
آتا رضا کے گھر ہو گر ایک بار تیرا

تنہا نہ جلوہ گر ہے انسان مین نور تیرا
سب صورتون مین ہمنے پایا ظہور تیرا

بلبل کو خون گل مین نالون سے مین لٹا دون
اے رشک گل نہو گر پاس حضور تیرا

اک روز روٹھتے وڑتے مین نے کہا کہ ظالم
لیویگا جی کو میرے آخر غرور تیرا

کہنے لگا کرم کی ہم پاس کیا کمی ہے
پھر وفا مین شاید ہوگا قصور تیرا

کب ہے تیرا سا دہن غنچہ بستانی کا
رنگ تجھ لب سا کہان لعل بدخشانی کا

ملے ماہ ترا اگر کے فلک پر سے نظارا
جھپکے ہے پڑا آنکھ کو ہر ایک ستارا

انتخاب دیوان رقت ۹۴

آہ میری ہے نمونہ بسم اللہ کا — بس ہے اس شیرازہ دیوان کو رشتہ آہ کا
وائے بے برگی نہیں ہمراہ زاد و راحلہ — اور سفر در پیش آپہونچا عدم کی راہ کا
جو گدا اسکی گلی کا ہووے اوسنے خاکسار — کیا تعجب گر کرے پیدا وہ رتبہ شاہ کا
ہم گداؤں سے ملے اگر کوئی کس واسطے — جبکو دیکھا ہمنے سو طالب ہے مال و جاہ کا
جمع میں رکھتے تھے اک دل سو تو نکو دیچکے — اب جو رقت پاس ڈھونڈو نام ہے اللہ کا

جو شیرازہ خلق محمد نہ ہوتا — تو دیوان عالم مجلد نہ ہوتا
احد کو نہ پہچانتا کوئی ہرگز — اگر درمیان میم احمد نہ ہوتا

اسطرف یہ ہاتھ سے دامن چھڑا جانے لگا — اسطرف چاک گریبان پاؤں پھیلانے لگا
آج اسکی بزم میں کچھ اور شاید گل کھلا — دلکا غنچہ جو مرے سینے میں مرجھانے لگا
بن بلائے لاکھ باری آپ آتا تھا جہان — کیا غضب ہے اب وہ ہمکو راہ دکھلانے لگا
ہوش کی اپنی خبر لے تجھکو رقت کیا ہوا — اسکے جاتے ہی تجھے کیوں غش پہ غش آنے لگا

یہ ہے فرقت میں تیری زور مجھپر ناتوانی کا — کہ پہلو مارے ہے پیری سے اب عالم جوانی کا
بہر صورت اسے ہم داستان اپنی سنا دیتے — نہیں ہے شوق پر اسکو کسی قصے کہانی کا
مجھے تو اے ستمگر وعدہ فردا پہ ٹالے ہے — بھروسا یاں نہیں ہے آج کی بھی زندگانی کا
مصور نے ازل کے فلک سے کھینچا ترا نقشہ — تری تصویر یہ کھینچے یہ کہاں مقدور مانی کا
بغیر از شمع ہے دل جلوں کی قبر پہ آکر — کرے ہے کون رو رو کر ارادہ گل فشانی کا

ہاتھ اکدن اسپہ میں از راہ نسیان رکھدیا — بدگمان لوگوں نے کیا کیا عجب بہتان کہدیا

بعد مدت کے ہوا ہے یاں گزارا یار کا — اشک تھم جائیں تو ہم کرلیں نظارا یار کا
ہوکے حیران میں نے دیکھا اسطرف اور اسطرف — بزم میں لے نام کوئی جب پکارا یار کا
مرتے مرتے اپنی آنکھیں دمبدم جھپکا گیا — نزع میں یاد آیا رقت کو اشارا یار کا

جدائی میں تمہاری دلکی وحشت جو گھبرایا — کبھی صحرا میں جا نکلا کبھی گلیوں میں پھر آیا

لگا کہنے وہ میرے دیکھکر گل اشک گلگونکو　　ذرا دیکھو یہ دیوانہ تو اوہی رنگ کچھ لایا
پپیہا آج یہ کہتا پھرے ہے چار سو پی پی　　مگر کیا یہ بہی پانی چشمۂ الفت سے پی آیا
یہ رقت کا سخن کہدیجیو اُس آئینہ رو کو　　کہ ہیسے خاکساروں نے بہی ظالم تجھکو چمکایا

اکیلا کیا کرون مجھکو نہین وہ مہ جبین ملتا　　جو اتنا اُس سے کہدون چاہنے والا نہین ملتا
نہ لگتی پیٹھ وہیجی قبر سے روز قیامت تک　　قیامت ہمپہ تہی گر وہ نہ وقت واپسین ملتا
ملایا خاک مین فرقت نے تیری حیف رقت کو　　بھلا اے سنگدل تو کیلئے اُس سے نہین ملتا

سولپٹ کر تو ٹک اسے خانہ خراب آجکی رات　　بات رہ جائیگی ہو جائیگی خواب آجکی رات
صبح گھر جائیو کیا اتنی ہے جلدی صاحب　　دم مرے سینے مین ہے پا بر کاب آجکی رات
مان لو کہنے کو رقت کے نہین آخر کار　　بات رہ جائیگی ہو جائیگی خواب آجکی رات

بلبل کو ہے گل سے کیا خلش آج　　ہر خار کرے ہے سرزنش آج
دامن نہین آستین کھینچون　　نکلے جو وہ میرزا منش آج

بے خزان ہے بہار فیض آباد　　بہتر از گل ہے خار فیض آباد
لالہ ساں دل پہ داغ ہے میرے　　کہ چھٹا گلعذار فیض آباد
یہ وصیت ہے جب مرے رقت　　گاڑیو تم کنار فیض آباد

اُٹھونگا تیرے کوچے سے دامن کو جھاڑ کر　　بیٹھونگا جا کہین مین گریبان کو پھاڑ کر
جاتا ہے میکشون کی گلی مین تو زاہدا　　ایسا نہو بلاوے کوئی سے پچھاڑ کر
رقت نہ جمع کیجیو اسباب دنیوی　　کیا فائدہ ہے جائیگا سب چھوڑ چھاڑ کر

آتا ہے جی مین بیٹھئے سارے جہانکو چھوڑ　　اُٹھئے نہ مرتے دم تئین اُس آستانکو چھوڑ
اُس مرغ پر عیان ہے ترا ظلم باغبان　　فصل بہار مین جو گیا آشیانکو چھوڑ
آہ و فغان سے تیرے سبھی ہو گئے ہین تنگ　　رقت خدا کے واسطے آہ و فغانکو چھوڑ

یا تو وہ دن تھے کہ ہم وہ بیٹھتے تھے پاس پاس　　یا اب اُس گھر کے نہین پاتے ہین پھرنے آس پاس

مجھکو دکھلاتا نہ کاش وہ ابروئے خمدار کاش　　اُسکے بدلے اک لگا لیتا مجھے تلوار کاش
آخر اٹھواتا وہی جسنے کیا تھا مجھکو قتل　　لاش اُٹھوانے مری آتے نہ ہوتے یار کاش

بعد مرنے کے مرے آیا تو یوں بولا وہ شوخ   آج کے دن اور بھی مرتا نہ یہ بیمار کاش
چھڑکیاں کیونکر اٹھاؤں اب وہ بدخو ہو گیا   پہلے رقت کو کیا ہوتا نہ تنے پیار کاش

نہ کر گھمنڈ رقیب اُس سے گر ہوا اخلاص   کسی زمانے مین ہمسے بھی یونہی تھا اخلاص
نہین کہو تو کوئی کس سلوک پر دل دے   یہ پیار اور یہ محبت یہ آپ کا اخلاص
تمام خلق سے ہو ویگی دشمنی مجکو   کریںگے آپ اگر یونہین جابجا اخلاص

دیا اک بوسہ نہان اُسنے ہکورات ویکر دل   سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان در دل
ہی کل بیٹھی بیٹھی جی مین آئی میرے اسے رقت (ق)   کہ ملی آوئین ذرا چلکر گیا مجھسے نہ مل کر دل
گیا جو کوچۂ دلبر مین وان اور ہی تماشا تھا   پڑے تھے سیکڑون اُس جا پہ خاک و خون مین مل مل کر دل
لگا کرنے تجسس مین تو دیکھا ایک گوشے مین   پڑا ہیگا بصد غربت مرا بھی زار و مضطر دل
لگا حسرت سے مجھکو دیکھنے وہ اور مین اُسکو   دلی ماگر یہ برپا کر دو ماہم گریبان پر دل

تیری بیتابی سے اے دل مجکو آسائش نہین   بس مرے سینے مین بھائی تری گنجائش نہین
ایک دل رکھتا تھا مین سو نذر تیری کر چکا   دل کی کچھ سینے مین میرے روز پیدائش نہین
سینۂ پر داغ سے یہ گھر تماشا گاہ ہے   دستۂ گل سے مری محفل کی زیبائش نہین

دوستو قصۂ دل مجھسے کہا جائے کہان   مین تو کہہ بھی سکون پر تمسے سنا جائے کہان

کہیو قاصد کہ اُس مین حال نہین   ایلچی کے ستین زوال نہین

جنازے والو نچیکے قدم اُٹھائے چلو   گلی ہے اُسکی ذرا کہتے ہائے ہائے چلو
سکے تھا قیس کہ اے محرمان محمل یار   خدا کے واسطے ناقے کو ٹک بڑھائے چلو
کہین ہین آج مرے پاؤن پڑکے حضرت دل   گلی مین اُسکی اگر سر تلک بھی جائے چلو
کہون مین کیونکہ اب اُس شہسوار کو یارب   کہ ناتوان ہون نہ تازی کو یون اُڑائے چلو
تمام رات نہین وعدے پہ بیقرار رہا   نہین مین بولتا تمسے بھلے تم آئے چلو
سکے ہے جو کوئی جو ڈھونڈ کہ چلتے ہو اُس پاس   تو منھ سے نکلے ہے بے اختیار ہائے چلو
جو عزم قتل ہے رقت کا آج سنگ دلو   تو اپنی تیغ کو تم سنگ بھی چٹائے چلو
یہی آتا ہے جی مین پھاڑ کر اپنے گریبان کو   بہار آوے نہ آوے ہم نکلجائین بیابان کو

دل نالان جو لب پر لیکے اب فریاد آتا ہے — خدا جانے کہ کون اسوقت اسکو یاد آیا ہے

خدا کے واسطے کوئی یہ اس سے جا کے اب کہدے — ترے کوچے مین کوئی خانمان برباد آیا ہے

جو کچھ ہوتی ہو سو ہو دے اسی دل دیگر اسے رقت — جو دل لینے کی خاطر وہ ستم ایجاد آیا ہے

کہان گل اور کہان وہ اے صبا یہ بادپیندی ہے — جو بلبل اسپہ عاشق ہے تو اسکی خود پسندی ہے

نظر جس آن کوئی بے سروسامان آتا ہے — مجھے یاد اپنا دل بے اختیار اس آن آتا ہے

جدائی مین تمہاری کیا کہین کیا کیا الم دیکھے — غرض تھی زندگی اپنی جو پھرا یہ قدم دیکھے

دلا تو ساتھ اپنے لیگیا صبر و شکیبائی — بیابان مین یون اکیلا لیے لیے واسطے تنہائی

بچا مسمار میرا خانۂ دل تیرے رونے سے — بھلی اے چشم تونے اس برس برسات بھلائی

بقول مصرع جرأت ترے بن دیکھ رقت کو — کوئی کہتا ہے وحشی کوئی خبطی کوئی سودائی

انتخاب دیوان رضوی

تم جو ان عید کے غیرون کے گلے یار لگے — ہم چھپ سے روتے ہیں اک کی در و دیوار سے لگے

مین ترے تیغ تلے سر کو دہرے ہون قاتل — اور تو چاہے ہے کہ جلاد کی تلوار سے لگے

وقت سرگوشئ اغیار جو مین آ پہنچون — تو بنانے وہین کچھ بات وہ عیار سے لگے

پردۂ شرم کو کر دور ذرا مڑ کر دیکھ — پیچھے پھرتے ہین ترے طالب دیدار سے لگے

رنج راحت ہے اب اور درد ہے درمان میرا — کیون نہ کافر مجھے مرہم زنگار سے لگے

کر سپرد انکو بھی تو دست جنون کے ناصح — ہین گریبان مین ثابت جو کبھی تار سے لگے

اک غزل اور بھی پر درد سی کہیے رضوی — اپنے تو جی کو نہ یہ آپکے اشعار [illegible]

منع مت کیجیو جب مجھے وہ قاتل لپٹے — اس بہانے تو گلے [illegible] بسمل لپٹے

ہے بجا کہیے اگر عقدۂ ثریا ان کو — [illegible] ہم ترے رخسار پہ یہ تل لپٹے

چہرے سے نقاب دور کیجیے — یہ شرم و حجاب دور کیجیے

کھیلو کی اسکے گھر مین جو تنہائی بھر گئی — شاید کہ اسکے آج دیوانی ٹھہر گئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتخاب دیوان محنت شاگرد جرأت

اپنا تو دردِ عشق سے بس کام ہو چکا ‖ گر غم یہی ہے تو ہمیں آرام ہو چکا

کیا کیا مزے سے ربط ہوں باہم خدا کرے ‖ سمجھے وہ یہ کہ اب تو میں بدنام ہو چکا

ناصح تو نصیحت نہ سنا میں نہیں سنتا ‖ بک بک کے مرا مغز نہ کھا میں نہیں سنتا

کچھ ذکر میں ذکر اپنا میں لایا تو وہ بولا ‖ بس بات کو اتنا نہ بڑھا میں نہیں سنتا

احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن ‖ کچھ بات جو سمجھا تو کہا میں نہیں سنتا

شکوے سے بھی کرتا ہے جو کوئی اُس سے مراد کر ‖ تو کہتا ہے ہر اک کا گلا میں نہیں سنتا

تو کس سے یہ کہتا ہے کہ گھر جاؤنگا میں آج ‖ پیارے مرے جی کو نہ کڑھا میں نہیں سنتا

اُس بت نے جو غیروں پہ کیا لطف تو یارو ‖ مجھ سے یہ کہو بہرِ خدا میں نہیں سنتا

بیماری غم سے کوئی جیتا ہے طبیبو ‖ کیوں مجھکو بتاتے ہو دوا میں نہیں سنتا

تیرے تو نہیں ہوش ٹھکانے، تری باتیں ‖ کیا خاک سنوں دھیان لگا میں نہیں سنتا

کیوں پہلے نہ آنے کی خبر اُس نے سنا دی ‖ پہنچا میں اب کچھ نہ سنا میں نہیں سنتا

محنت کو ہے یہ ضعف کہ کچھ اپنی حقیقت ‖ کہتا ہے وہ مجھ سے، تو ذرا میں نہیں سنتا

کیا قہر ہے یہ تیرا مجھکو رُلا کے ہنسنا ‖ پھر تس پہ اے ستمگر یوں کھلکھلا کے ہنسنا

در سے اُٹھایا مجھکو اور میں ہنسا تو بولا ‖ ہے سخت بیحیائی خفت اُٹھا کے ہنسنا

مدحال دیکھ مجھکو غیروں سے یہ کہے ہے ‖ ٹک واسطے خدا کے اسکو رلا کے ہنسنا

ہنسی کی اُنکی حد سے تعریف کی میں تب سے ‖ اُس نے کیا مقرر گھونگٹ چھپا کے ہنسنا

کیا وصل میں مزے تھے اُس شوخ کے کہ مجھکو ‖ کچھ آکے چھیڑ جانا پھر بھاگ جا کے ہنسنا

کیا ظلم ہے یہ گلرو مجھکو دکھا دکھا کر ‖ غیروں کے ساتھ تیرا آنکھیں ملا کے ہنسنا

جوں شمع غمزدوں کو شادی و غم ہے یکساں ‖ جب مر گئے تو اُنکو آنسو بہا کے ہنسنا

ہنستا اگر وہ دیکھے گلرو کو میرے محنت
تو گل کو بھول جاوے پھر کھلکھلا کے ہنسنا

کیا حرف یارب اُسکے دہن سے نکل گیا
سنتے ہی جسکے جی مرا تن سے نکل گیا

چھوڑا قفس سے تب ہمین صیاد تو نے آہ
جب موسم بہار چمن سے نکل گیا

نکہت جو اُسکی زلف کی وان لیگئی صبا
شرمندہ ہو کے مشک ختن سے نکل گیا

تیرے جلے بلے کو رکھین خاک قبر مین
شعلہ سا ایک تھا سو کفن سے نکل گیا

محنت جو خط تراشی کی اُس ماہرو نے آہ
صد شکر ہے کہ چاند گہن سے نکلگیا

مت اپنا سنا غم دل اوگا رتر پھر کر
مرجائینگے ورنہ ابھی دو چار تر پھر کر

چھاتی سے لگایا تو کہون کیا کس ادا سے
آغوش سے نکلا وہ طرحدار تر پھر کر

دریا جو بہا اشک کا تو صورت ماہی
اُچھلا دل بیتاب بھی اک بار تر پھر کر

سینے سے مرے تیر کا پیکان جو گذرا
پکڑا دل مجروح نے سوفار تر پھر کر

کیون جان لیا چاہے ہے دم لیتی دی ایدل
مارا مجھے تو نے تو ستمگار تر پھر کر

پاؤن پہ مرے گر پڑی بیتاب ہو بجلی
کہینچی جو مین اک آہ شرربار تر پھر کر

ہے درد جدائی وے اسے شربت دیدار
مرجائے نہ یہ محنت بیمار تر پھر کر

آگیا جو یاد چھپ سیر گلستان دیکھکر
خوب سا رویا مین گل کی شکل خندان دیکھکر

سیر گل کو وہ کبھی آیا تھا ہوا سبکو یقین
ٹکڑے ٹکڑے باغ مین گل کا گریبان دیکھکر

ماہ چھپتا تھا بزیر پردۂ ابر سیاہ
رات مکھڑے پر تری زلف پریشان دیکھکر

ایسی ہی سج دھج سے کل محفل مین وہ آیا کہ بس
رہگئے آئینہ رو سب اُسکو حیران دیکھکر

اے بت کافر ترے بن اب یہ ہے محنت کا حال
کانپ اُٹھے اُسکو سب گبر و مسلمان دیکھکر

قبر پر اُسکی چڑھا اپنے بھی ٹک ہار کے پھول
آج اے رشک چمن ہین ترے بیمار کے پھول

آگیا غش مین وہ افراط نزاکت کے سبب
سخت محجوب ہوئے ہم تو اُسے مار کے پھول

باغبان کتنے ترے باغ کے توڑے گل سرخ
ہین یہ دامن مین مرے دیدۂ خونبار کے پھول

لخت دل کی مرے یون نوک مژہ پر ہے بہار
نوک پر سرخ پروئے کوئی جون خار کے پھول

اب تلک بو سی مرا دنکی معطر ہے دماغ
ہو تیا کے سقے جو بالے مین شب اُس یار کے پھول

زخم کیا گل سے کھلے ہین ترے مجروح کے واہ
پھل تو ہوتا ہے یہ دیکھے کوئی تلوار کے پھول

میری قسمت یا د ہے وہ غنچہ دہن ہنسنے لگا — واہ کیا خوب کھلے آ و شمہ یار کے پھول

ہم تو بس مر ہی گئے ہائے تڑپ کر محنت — دیکھ کر کانون پہ اُس شوخ طرحدار کے پھول

دل وہ اگلا سا ترا اے بت بیباک نہین — ہمکو تو وہی محبت ہے تجھے خاک نہین

شوق دیدار ترا دل سے بھلا جائے کہان — تہا سٹے دلکو تو آنکھون سے رہا جائے کہان

سارے دن کیون نہ پھرے گھر مین وہ گھبرایا سا — آدھی راتون کا ترچھا یہ مرا جائے کہان

کان مین غیر کے جو تونے کہا سمجھا مین — ملے نہ گھبرا تری محفل سے اُٹھا سمجھا مین

دے گیا وہ زبان مجھ سے دل انگار کے منھ مین — ڈر ہے یہ پڑے بات نہ دو چار کے منھ مین

ایسا تھا وہ بیکس کہ کسی نے دم آخر — پانی نہ چوایا ترے بیمار کے منھ مین

کیا جانے لہو کسکا پیا تیر نے تیرے — ہو جو یہ سرخی نہین سوفار کے منھ مین

اس سے یہ روٹھا مرا سیم لائے کہین — کہ دل اُس یار کا اغیار سے ملجائے کہین

آئینہ دیکھ ترے ہاتھ مین آ غیرت گل — پر یہ ڈر ہے کہ نہ تو ہاتھ یہ گل کھائے کہین

سج بنا کر جو وہ بیٹھے ہے تو یہ سوچے ہے — کہ لپٹ جائے کوئی آکے نہ اب ہائے کہین

ہونٹھ سی ہونٹھ ملانے کا نکالا ہی مین کھیل — ہے مزا اسپہ جو دل اُسکا بھی آجائے کہین

نشہ کرے ہے نہ دیکھو آئینہ لیکن پیارے — غرہ حسن تجھے اور نہ بہکائے کہین

ٹکٹکی اُسکی طرف اسلیے مین باندھے ہون — کہ دم نزع مری آنکھ نہ پھر جائے کہین

دم کسی شکل ٹھہرتا نہین اب اے محنت — ٹھہرے جینے کی جو لمبی کی وہ ٹھہرائے کہین

دیکھا ہو نہین تیرا دیدار کئی دن سے — حالت ہے عجب اپنی اے یار کئی دن سے

ظاہر مین نہین کچھ غم حیران ہون مین اے ہمدم — کیون رہتی ہین یہ آنکھین خونبار کئی دن سے

کیا اُسکی کہون حالت دشوار ہے اب صحت — خاموش ہے کچھ تیرا بیمار کئی دن سے

جب ہمکو بلوایا تب چین اُنھین آیا — اس بات کے در پے تھے اغیار کئی دن سے

ہے سخت غم فرقت مر جایئے اے محنت — آتا ہے یہی جی مین سو بار کئی دن سے

ہو رقیبون سے ملاقات اُس بت گمراہ کی — اور ترستے ہم رہین قدرت ہے یہ اللہ کی

الفت ہوئی ہے اُس بت مغرور سے مجھے — پھیرے ہے منھ جو دیکھتے ہی دور سے مجھے

کیا حرف یارب اُسکے دہن سے نکل گیا
سنتے ہی جسکے جی مرا اس تن سے نکل گیا

چھوڑا قفس سے تب ہمین صیاد تو نے آہ
جب موسم بہار چمن سے نکل گیا

نکہت جو اُسکی زلف کی وان لیگئی صبا
شرمندہ ہو کے مشک ختن سے نکل گیا

تیرے جلے بلے کو رکھین خاک قبر مین
شعلہ سا ایک تھا سو کفن سے نکل گیا

محنت جو خط تراشی کی اُس ماہرو نے آہ
صد شکر ہے کہ چاند گہن سے نکلگیا

مت اپنا سنا غم دل افگار تڑپ کر
مرجائینگے ورنہ ابھی دو چار تڑپ کر

چھاتی سے لگایا تو کہون کیا کس ادا سے
آغوش سے نکلا وہ طرحدار تڑپ کر

دریا جو بہا اشک کا تو صورت ماہی
اُچھلا دل بیتاب بھی اک بار تڑپ کر

سینے سے مرے تیر کا پیکان جو گذرا
پکڑا دل مجروح نے سوفار تڑپ کر

کیون جان لیا چاہے ہے دم لینے دے اے دل
مارا مجھے تو نے تو ستمگار تڑپ کر

پاؤن پہ مرے گر پڑی بیتاب ہو بجلی
کھینچی جو مین اک آہ شرربار تڑپ کر

ہے درد جدائی دے اسے شربت دیدار
مرجائے نہ یہ محنت بیمار تڑپ کر

آگیا جو یاد کچھ سیر گلستان دیکھکر
خوب سا رویا مین گل کی شکل خندان دیکھکر

سیر گل کو وہ کبھی آیا تھا ہوا سبکو یقین
ٹکڑے ٹکڑے باغ مین گل کا گریبان دیکھکر

ماہ چھپتا تھا بزیر پردۂ ابر سیاہ
رات مکھڑے پہ تری زلف پریشان دیکھکر

ایسی ہی سج دھج سے کل محفل مین وہ آیا کہ بس
رہگئے آئینہ رو سب اُسکو حیران دیکھکر

لے بت کافر ترے بن اب یہ ہے محنت کا حال
کانپ اُٹھے اُسکو سب گبر و مسلمان دیکھکر

قبر پہ اُسکی چڑھا اپنے بھی تک ہار کے پھول
آج اے رشک چمن ہین ترے بیمار کے پھول

آگیا غش مین وہ افراط نزاکت کے سبب
سخت محجوب ہوے ہم تو اُسے مار کے پھول

باغبان کتنے ترے باغ کے توڑے گل سرخ
ہین یہ دامن مین مرے دیدۂ خونبار کے پھول

لخت دل کی مرے یون نوک مژہ پر ہے بہار
نوک پہ سرخ پروئے کوئی جون خار کے پھول

اب تلک بو سے مرا انکی معطر ہے دماغ
موتیا کے تھے جو بالے مین شب اُس یار کے پھول

زخم کیا گل سے کھلے ہین ترے مجروح کے واہ
پھل تو ہوتا ہے یہ دیکھے کوئی تلوار کے پھول

میری فریاد پہ وہ غنچہ دہن ہنسنے لگا — واہ کیا خوب کھلے آہ و شرربار کے پھول
ہم تو بس مر ہی گئے ہائے تڑپ کر محنت — دیکھکر کانون پہ اس شوخ طرحدار کے پھول

دل وہ اگلا سا ترا اے بت بیباک نہین — ہمکو تو وہی محبت ہے تجھے خاک نہین

شوق دیدار ترا دل سے بھلا جائے کہان — تماشے دلکو تو آنکھون سے رہا جائے کہان
سارے دن کیون نہ پھرے گھر مین وہ گھبرایا سا — آدھی راتون کا ترپنا یہ مرا جائے کہان

کان مین غیر کے جو تونے کہا سمجھا مین — لے نہ گھبرا تری محفل سے اٹھا، سمجھا مین

دے گیا وہ زبان مجھ سے دل اغیار کے منہ مین — ڈر ہے یہ پڑے بات نہ دو چار کے منہ مین
ایسا تھا وہ بیکس کہ کسی نے دم آخر — پانی نہ چوایا ترے بیمار کے منہ مین
کیا جانے لہو کسکا پیا تیرنے تیرے — بوجھ یہ سرخی نہین سوفار کے منہ مین

اس سے یہ رد تھا میرا نہ ستم لائے کہین — کہ دل اس یار کا اغیار سے ملجائے کہین
آئینہ دیکھو ترے ہاتھ مین ہے نکہت گل — پر یہ ڈر ہے کہ نہ تو ہاتھ پہ گل کھائے کہین
سج بناکر جو وہ بیٹھے ہے تو یہ سوچے ہے — کہ لپٹ جائے کوئی آکے نہ اب ہائے کہین
ہونٹھ سی ہونٹھ ملانے کا انکا لاہی مین کھیل — بے مزا اسپہ جو دل اسکا بھی آجائے کہین
فتنۂ محشر ہے نہ دیکھو آئینہ لیکن پیارے — غرۂ حسن تجھے اور نہ بہکائے کہین
ٹکٹکی اسکی طرف اسیلئے مین باندھے ہون — کہ دم نزع مری آنکھ نہ پھر جائے کہین
دم کسی شکل ٹھہرتا نہین اب اے محنت — ٹھہرے جینے کی جو ٹھہری کی وہ ٹھہرائے کہین

دیکھا جو نہین تیرا دیدار کئی دن سے — حالت ہے عجب اپنی اے یار کئی دن سے
ظاہر مین نہین کچھ غم حیران ہون مین اے ہمدم — کیون رہتی ہین یہ آنکھین خونبار کئی دن سے
کیا اسکی کہون حالت، دشوار ہے اب صحت — خاموش ہے کچھ تیرا بیمار کئی دن سے
جب ہمکو نکلوایا تب چین انھین آیا — اس بات کے درپے تھے اغیار کئی دن سے
ہے سخت غم فرقت مر جایئے اے محنت — آتا ہے یہی جی مین سو بار کئی دن سے

ہو رقیبون سے ملاقات اس بت گمراہ کی — اور ترستے ہم رہین قدرت ہے یہ اللہ کی
الفت ہوئی ہے اس بت مغرور سے مجھے — پھیرے ہے منہ جو دیکھتے ہی دور سے مجھے

تیرے گلے کا اشک ہوا ہار کس لیے
عاشق نہین تو چشم ہے دُربار کس لیے

درد نہان ہے اشک و رُخ زرد سے عیان
کرتا نہین تو منہ سے پھر اظہار کس لیے

جون غنچہ تو خموش ہے کس گل کیواسطے
ہے بیکلی سے تجھکو سروکار کس لیے

نرگس کی طرح کس کا تجھے انتظار ہے
رہتی ہین انکھڑیان تری بیدار کس لیے

گرمی خدا نکردہ یہ پہنچی ہے دلکو کیا
جون شمع آہ کھینچے ہے ہر بار کس لیے

کھینچا نہین شراب محبت کا گر خمار
سرخی ہے انکھڑیون مین نمودار کس لیے

وحشت نہین مزاج مین پیدا ہوئی تو آپ
دے بیٹھے گالیان مجھے دو چار کس لئے

لگتا نہین ہے بزم مین کس کے بغیر جی
تنہائی ڈھونڈتے ہو تم اے یار کس لیے

میرے کراہنے پہ تو کہتے تھے تم یہ بات
لوگ اپنے کو بناتے ہین بیمار کس لیے

کیون دردِ دل سے اوڑتی ہین منہ پر ہوائیان
پیارے تمھین ہوا ہے یہ آزار کس لیے

عاشق نہین ہوے ہو تو پھر تم لگا کے دھیان
محنت کے بیٹھے سنتے ہو اشعار کس لیے

ہے انکھڑیون مین نیند تو اک کام کیجیے
یہ بھی تو گھر ہے آپکا آرام کیجیے

یہ ضعف ہے کہ پہنچی ہے تا صبح رُخ تلک
گر زلف پر نگاہ سرِ شام کیجیے

(ق)

کل مین جو یہ کہا کہ کسی کے الم سے آہ
مر جایئے بس اور نہ کچھ کام کیجیے

تو وہ سنا کے مجھکو یہ کہتا ہے ایک سے
کیا لطف ہے کسیکو جو بدنام کیجیے

اس زندگی سے کھینچیے محنت گر اپنا ہاتھ
پھیلا کے پاؤن ذوق سے آرام کیجیے

اُسکے جانے سے جو آگہ مجھے کر دیتا ہے
میرے مرجانے کی گویا وہ خبر دیتا ہے

چشم کم سے نہ مرے دیدۂ تر کو دیکھو
موتیون سے ابھی دامان یہ بھر دیتا ہے

مین نے کب پاؤن پہ سر اُسکے دھرا محفل مین
اک نہ اک بات نئی مجھپہ وہ دھر دیتا ہے

وائے قسمت کہ بجز لختِ دل و قطرۂ اشک
کون دنیا مین مجھے لعل و گہر دیتا ہے

جسکے ہاتھ آؤن مین خاتم کی طرح اے محنت
ایک پتھر مری چھاتی پہ وہ دھر دیتا ہے

مت اُٹھا انکو جو ہین ظلم اُٹھانے والے
جیتے جی در سے ترے ہم نہین جانے والے

کل شبِ وصل مین کیا جلد کٹی تھین گھڑیان
آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے

فقط

انتخاب دیوان نصرت شاگرد جرأت

نے حور و ملک اور نہ انسان مین دیکھا
جو نور ترے چہرہ رخشان مین دیکھا

ہر برگ شجر کو ہے مرے نام کی تسبیح
ہر رنگ مین عالم کو ترے دھیان مین دیکھا

اول تو تجھے کعبہ و بتخانے مین ڈھونڈھا
دیکھا تو پھر آخر دل حیران تئین دیکھا

ظلمات مین سنتے تھے کہ ہے چشمۂ حیوان
سو ہمنے ترے چاہ زنخدان مین دیکھا

تشبیہ مین اُس حسن کی دون کس سے کہ نصرت
ایسا کوئی کم عالم امکان مین دیکھا

ہوس کسیکو جو دیکھنے کی ہو موج پر انتہائے دریا
تو آکے چشمونکو دیکھے میری کہ یان سے ہے ابتدائے دریا

حباب انکو نہ سمجھو یارو یہ اُٹھتے پانی مین ہین جو ہردم
مین کھلا جو کسیکا دیکھا کھلی ہین یہ دیدہ ہائے دریا

درون گرداب اتنو جاکر پھنسی ہے کشتی ہماری یارب
سرشک یاس اب بھی ہین آنکھوں سے کیا کہین جو ادائے دریا

سرشک چشم اور آہ سوزان نے میرے ایسا ہوا ایک پل مین
بہت سے جنگل کئے ہین سرسبز اور کتنے سکھائے دریا

اُٹھائیگا جب تلک نہ نصرت تو ورطۂ عشق کی مشقت
تو ہاتھ آویگا کیونکہ تیرے وہ گوہر بے بہائے دریا

کل کسی نے جو ترے آنے کا مذکور کیا
بات کہتے دل غمدیدہ کو مسرور کیا

بات وہ حق کے سوا اور نہ کچھ کہتا تھا
کیون سر دار پہ ناحق سے منصور کیا

دیدوا دید جو رہتی تھی سو وہ دن نہ رہے
ہمسے اب شرم وحیا نے اُسے مستور کیا

اپنے بیمار کی آیا نہ عیادت کو کبھی
غرۂ حسن نے اب اُسے مغرور کیا

کوئی اُسکا نہیں ثانی ہے جہان مین نصرت
جرأت اللہ نے جس شخص کو مشہور کیا

اُٹھگیا آغوش سے میرے جو وہ دلبر کہین
چین ہی پاتا نہین ہے یہ دل مضطر کہین

مین ترے آنے پریشان ہین سبھی سامان عیش
ہے کہین مطرب کہین ساقی کہین ساغر کہین

دُکھ گر کیجے مجھے خوش ہون ولی غم ہے کہ آہ
خون ہاتھ سے ترے تمہارا ہو تو دامن تر کہین

اپنے کشتے کی خبر لے اتنو اے قاتل کہ ہے
سر کہین اور تن کہین بالین کہین بستر کہین

کاروان عشق سے بچھڑا ہون اب جاؤن کدھر
گم ہوا سے رنگ ہے اور چل بسے رہبر کہین

بت تراشی چھوڑ دے اور بت سا بن بیٹھے وہ آپ
دیکھنے پاوے اگر نقشا ترا آزر کہین

یا تو وہ گرمی تھی صحبت کی کہ ہمکو روز و شب
پاس سے اپنے جدا کرتے نہ تھے دم بھر کہین

یا یہ حالت ہے کہ ٹک در پہ قدم رکھین تو آہ
سکتے ہو تم چل بے چل جلدی نکل باہر کہین

ٹک دمِ آخر تو ل نصرت سے اے جانان کہ تو
کوئی عاشق اُس سے پانی کا نہین بہتر کہین

ہو صبر کو کیا قرار دل مین
ہے ہم سے خفا وہ یار دل مین

کیا خواہشِ باغ ہو کہ مجھکو
داغون سے ہے لالہ زار دل مین

حسرت غمِ عشق گلرخان آہ
کھٹکے ہے برنگِ خار دل مین

جون گل کرین چاک ہم گریبان (ق)
آتا ہے ہزار بار دل مین

بوسے کی جو مین نے کی طلب آہ
گزرا اُسے ناگوار دل مین

دیتا تہا وہ سینکڑون ہی دشنام (ق)
ہوتا تہا مین شرمسار دل مین

نصرت جو ہے تجھپہ مشکلِ عشق
کر فکر نہ زینہار دل مین

جسکو غمِ عشق گلرخان ہو
کب اُسکو ہوائے بوستان ہو

وہ دوست جو مہربان ہو کیا غم
گو دشمن جان مرا جہان ہو

مشاطہ کی کیا ہے اسکو حاجت
جس شخص کا حسن جاودان ہو

ہین اُس صنم سے جدا جو کئی مہینے سے
خدا ہی جانے ہے جیسے ہین تنگ جینے سے

نہین جو پاس وہ تھا جس سے خواب و خور کا مزا
تو دور بہاگے ہے دل اپنا کھانے پینے سے

بہار روئے بتان اور خط سے ہو اس رنگ
بڑھی ہے حسن طلا جیسے سبز مینے سے

ہزار حیف کہ ہم دور سے کھڑے دیکھین
بٹھائے پاس تو اغیار کو قرینے سے

عتاب و جور تو نصرت شعار خوبان ہے
اُٹھائے کیونکہ وہ پھر ہاتھ اپنے کینے سے

فرقت مین جو ہم بیٹھے ہین دلگیر کسی کی
قسمت کی ہے خوبی نہین تقصیر کسی کی

جیب غنچے ہوئے گل نے کیا چاک گریبان
کی پیکِ صبا نے جو بیان تقریر کسی کی

سمجھاتے ہین گر حال مرا اُسکے تئین لوگ
سنتا ہی نہین وہ بت بے پیر کسی کی

اور کوئی منت جو کیے اُس سے تو بولے (ق)
واللہ نہ بخشونگا مین تقصیر کسی کی

دنیا مین تو یون اور بہی محبوب ہین نصرت
اُس حسن کے آگے نہین توقیر کسی کی

جو یارو اسکی اٹھکھیلی دم رفتار دیکھو گے — تو ہر اک چال مین اسکی نئے اطوار دیکھو گے
خم ابرو کو اسکے تک رہا جب مین تو وہ قاتل — لگا کہنے کھنچیگی ایکدن تلوار دیکھو گے
طبیبون نے بود کیا نبض کو میری تو یہ بولے — یہ جاویگا تمہارے جی کے ساتھ آزار دیکھو گے
ابھی تو حال دل نہان ہے اور سب عجیبہ روتے ہین — عجب حوال ہوویگا دم اظہار دیکھو گے
صنم کھولیگا جسدم طرۂ عنبر فشان یارو — تو پھر لہکیگا کیا کیا کوچہ و بازار دیکھو گے
نہ دوگے شربت دیدار گر بیمار کو اپنے — تو جی دیگا تمہارا طالب دیدار دیکھو گے

خدا کے واسطے نصرت کہا یہ سوز کا مانو
لگا کر دلکو پچھتا ؤگے بہت آزار دیکھو گے"

انتخاب دیوان خان بہادر خان مرحوم مصروف نبیرہ حافظ رحمت خان

قصد کرتا ہون ترے گھر سے جو مین جانے کا — دل یہ کہتا ہے کہ تو چل مین نہین آنے کا
شمع گو تجھکو بھی ہے سوز محبت کی لگن — لیک قائل ہون مین پروانے کے جل جانیکا
ناصحا دست جنون ہے یہ سلامت جب تک — چھوڑ سکتا ہون مین دامن کہین ویرانے کا
نہین معلوم مزا کیا ہے سمجھے اے مصروف — خون دل پینے کا اور لخت جگر کھانے کا
یارہی جسکا عزیز و درپئے آزار ہو — زندگی اپنی سے کیونکر پھر نہ وہ بیزار ہو

ہے مثل حباب زندگانی — اک نقش بر آب زندگانی
جیتا ہون جو ہجر مین تو ہمدم — کرتی ہے عتاب زندگانی
مصروف جہان کے میکدے مین — کی ہمنے خراب زندگانی

مجھسے کیا پوچھے ہے ہمدم تو کہان رہتا ہے — کہین ایک جا بھی فقیرون کا مکان رہتا ہے
دل ہے غش یار کی اس طرز فراموشی پر — جب ملون ہون تو وہ پوچھے ہے کہان رہتا ہے
احوال درد دل کوئی اظہار کیا کرے — پھر ہو طبیب تو بیمار کیا کرے
مرہم تمہارے لطف کا ہے غیر کے لیے — فرمایئے کہ یہ جگر افگار کیا کرے

مصروف ایک بوسے پہ دل دیکے چپ ہا
قیمت جو خوب پاوے سو تکرار کیا کرے

انتخاب دیوان محبت خان محبت

دل مری جان کا وبال ہوا — آہ جینا مجھے محال ہوا
اپنی ہستی سے جب گذر گئے ہم — تب تری ذات سے وصال ہوا
عشق مین تیرے جی دیا ہمنے — تمکو کچھ بھی بھلا ملال ہوا
تو جو پہلو سے اٹھ گیا میرے — کیا کہوں مین جو دلکا حال ہوا
ہم مین اور زیست مین جو بیچ پڑا — تیغ سے تیری انفصال ہوا
غیر کے گھر قدم رکھا تو نے — دل محبت کا پائمال ہوا

خانۂ دل مین وہ جسدم جلوہ فرمانے لگا — غنچہ تصویر بھی خجلت سے مرجھانے لگا
کیا سکے گا خاک وان جاکر مرے پیغام کو — تو تو قاصد نام اُسکا سنکے گھبرانے لگا
غم مین ہوتا ہے تسلی بخش جی کا طفل اشک — یہ خدائی ہے کہ لڑکا ہمکو بہلانے لگا
داغ داغ اس جسم کو سروچراغان کر دیا — مجھکو عشق اپنا تماشا آپ دکھلانے لگا
کیون محبت ہم نہ کہتے تھے کہ آگے ہی سمجھ — دیکے دل اُس بت کو اب کاہیکو پچھتانے لگا

تجھے تھا کون جو العنت کا طلبگار نہ تھا — مین ہی پیارے کچھ اکیلا تو گنہگار نہ تھا
کیا کہوں ناوک مژگان کی حقیقت تیری — کونسا تیر تھا جو دل کے مرے پار نہ تھا
اب تو جز جور و جفا اور نہین کام ترا — آگے اے شوخ تو اتنا تو ستمگار نہ تھا
آہ دے آتا ہیں بازار بتان میں دلکو — ایک اس جنس کا وان کوئی خریدار نہ تھا
تجھے کل اُسنے محبت جو کیا تھا وعدہ — وہ بھی کرا داہی وہ کچھ اقرار نہ تھا

جو یہ دل یونہی رو رو بلا کرے گا — تو تمکو اب نہ تب رسوا کرے گا
سینے آہ ادیگا اُسی دم — ترا جب تیر دلمین جا کرے گا
ہر دم رہے جو طفل اشک نکلا — تو دل کے راز کو افشا کرے گا
نا مہربانی جی لیوے گا آخر — مرا تو اور اے غم کیا کرے گا
بت گو عدو در پے ہے میرے — وہی ہوگا جو کچھ مولا کرے گا

ناصحا مین کیونکہ ہون اُس یار جانی سے خفا — کب کوئی ہوتا ہے اپنی زندگانی سے خفا

ناصحا مین کیونکہ ہون اُس یارِ جانی سے خفا کب کوئی ہوتا ہے اپنی زندگانی سے خفا
کچھ تو کم ہو ہرزہ گردی وحشتین کچھ تو گھٹین جلد آ پیری کہ مین ہون اِس جوانی سے خفا
دونون یکسان ہین مجھے اے یار مین اب خوش نہین مہربانی سے نہ کچھ نامہربانی سے خفا
کیا عجب قصہ جو وہ سنکر ترا ناخوش ہوا مین بھی اے دل ہو گیا تیری کہانی سے خفا
کس توقع پر محبت خط مین حالِ دل لکھین اُسکو جو ہوتا ہے پیغامِ زبانی سے خفا

کوئی بھی ڈھب تجھے آتا ہے وفاداری کا یا کہ سیکھا ہے یہی شیوہ ستمگاری کا
اسکے کاکل مین تو جاتا ہے دلا بے دسواس پر شبِ تار مین ہے کام خبرداری کا
عشق کا مجھکو ہے آزار شفا ہے دشوار گو مسیحا ہو معالج مری بیماری کا
ایک ہی جھڑکی مین اسے یار نہ کوئی ٹھہرا کیا ہی اغیار کو دعوے تھا تری یاری کا
قید ہوتے ہی ہوا دونون جہان سے آزاد مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا

یان کسکو قتل کا ڈھب ہے یار اِسطرح کا ہے تو ہی اک جہان مین جلاد اِسطرح کا
کرتا ہے تنگ مجھپر چاکِ قفس بھی ظالم مجھکو ملا ہے بلبل صیاد اِسطرح کا
شادی کے نام سے بھی واقف نہین جو یارو رکھتا ہون ایک دل مین ناشاد اِسطرح کا
اب شاعری کے فن مین یکتا ہے تو محبت مین ایک بھی نہ دیکھا اُستاد اِسطرح کا

جدا جس مین تو سرو قامت ہوا وہ دن تھا یہ روزِ قیامت ہوا
بلاؤن سے محفوظ تھا مین وصلے وہ پیدا مرے جی کو آفت ہوا
مین حیران ہون مجھسے تو کس لیے خفا اے خداوند غیرت ہوا
محبت جتائی نہ مین نے کبھی نہ کچھ اور کارِ قباحت ہوا
مگر اس سے مجبور ہون کیا کرون کہ خود نام میرا محبت ہوا

ہمنے اُس بن ادھر اودھر دیکھا کچھ نہ آیا نظر جدھر دیکھا
خاک ہونا جہان مین ہے اکسیر مثلِ سیماب ہمنے مر دیکھا
ہمنے اُسکو بھی باخبر پایا عشق مین جسکو بیخبر دیکھا
درِ پیرِ مغان سے اُٹھتے ہی آپ کو ہمنے دربدر دیکھا

عاشقی کے ہنر سوا ہم نے
اس محبت کو بے ہنر دیکھا

صیاد مرے دل پہ لگا تیر اثر کا
مدت سے ہے مشتاق یہ نخچیر اثر کا

حیران رہا صورت بت دیکھ اُسے عالم
کیا رکھتی ہے عالم تری تصویر اثر کا

ہوتا ہے دوانا اُسے سن ہر کوئی دانا
کیا شور رکھے ہے مری زنجیر اثر کا

رووے وہ تجھے دیکھ کے اک نامہ بر اب کی
ایسا میں کرون خط اُسے تحریر اثر کا

بے پردہ اُسے دن کتنی کھینچ کے لایا
تھا بسکہ مرا نالۂ شبگیر اثر کا

کسطرح محبت کا نہو شعر اثر بخش
ہووے سخن صاحب تاثیر اثر کا

گلا کس سے کرین آوے ہو گا دھیان ادہر کس کا
ہمارا کیا سنے گا حال ہے وہ بے خبر کس کا

نہین مین دیکھ سکتا گو تجھے تو دیکھ ٹک مجکو
مجھے تو خوف ہے تیرا بھلا ہے تجکو ڈر کس کا

مجھے آتی ہے حیرت دیکھکر شہر خموشان کو
کہو آبادیان ویران بسے ہے یہ نگر کس کا

گزر جسکا ہوا اس جادہ اپنی جان سے گزرا
مجھے بتلاؤ تو یارو کہ ہے یہ رہ گذر کس کا

محبت ہو گیا ہے کیون سراپا صورت حیرت
خدا جانے تصور ہے اُسے آٹھون پہر کس کا

چھپا نظرون سے عالم کے جو گوشہ تیری دامان کا
عجب نقشہ جنون نے کر دیا لاکھون گریبان کا

نظر پڑتے ہی چھٹ پٹ جی گیا تن سے خدا جانے
کہ یہ بجلی گری ناگاہ یا اُس شوخ نے جھانکا

جگر پر عشق کے داغون کا تب سے باغ پھولا تھا
لڑکپن مین سبق پڑھتا تھا جب سے تو گلستان کا

تماشا میری مرگ و زیست کا جبدم لگا کرنے
کبھی پردے سے منھ کو اُسنے کھولا اور کبھی ڈھانکا

محبت اس زمین مین قافئے ہین مستعد اتنے
اگر اوراق پہ لکھئے بندھے شیرازہ دیوان کا

آسمان تک تو گیا اشک کا طوفان میرا
دیکھئے کیا کرے اب دیدہ گریان میرا

دیر سے مجکو نہ کچھ کام نہ کعبے سے غرض
کیون گلہ کرتے ہو اسے گبر و مسلمان میرا

بلبلون سے پھر اُٹھا شور چمن مین شاید
سیر کو آج گیا وہ گل خندان میرا

قتل کرنے کو تو عالم ہے محبت لیکن
کیا کرون آہ کہ رہتا ہے وہ خواہان میرا

تری چتون سے تھا مین خون مین تو جب سے لڑکا تھا
ہوا آخر ظہور اُس بات کا جو مجکو دھڑکا تھا

کہون اُس شعلہ رو کے شب زری پوشی کا کیا عالم
بھبھوکا تھا کہ سر سے پاؤن تک اک شعلہ بھڑکا تھا

بہت لوگوں کے ای دل خرمن ہستی ہوئے ضائع
ترا نالہ جو ملکر آہ سے بجلی سا کڑکا تھا

قدم میں اپنی وسے اٹھکے در تک بھی نہین رکھا
یونہین شب سوتے سوتے آپ کچھ وحشی وہ بھڑکا تھا

سحر بولا کہ لاؤ کھینچ اس دزد محبت کو
کہ دروازے کا میرے رات کچھ تختہ سا کھڑکا تھا

کل ترے کوچے مین دل چلنو سے ہارا گر پڑا
ناتوان تھا تھک گیا آخر بچارا گر پڑا

اُسکے جانیسے عجب اک مجھپہ غش طاری ہوا
وہ خوشی سے اٹھ چلا مین غم کا مارا گر پڑا

چاند تارے کا دوپٹا اوڑھ آ بیٹھا ہے تو
یا فلک سے میرے بر مین چاند تارا گر پڑا

زخمی تیر کمان رہتا ہے قائم کوئی دم
تو نے پر تیر نگہ سے جسکو مارا گر پڑا

کوئی جانے سے ترے شاید کھڑا بیٹھا رہے
پر محبت شہے یقین، جب تو سدھارا گر پڑا

گو ہوئی ظاہر محبت اشکباری کے سبب
پر جو ہم رسوا ہوئے سو تیری یاری کے سبب

نیند کھونے سے مجھے ہمسایون کے کیا کام تھا
کیا کرون کرتا ہون نالے بیقراری کے سبب

مت خفا ہو مجھسے تو واللہ میرا کیا تھا یار
جا پڑا تیرے گلے بے اختیاری کے سبب

فصل گل آئی نہین تقصیر میری ناصحا
ہو گیا مجھکو جنون باد بہاری کے سبب

حال دل ظاہر ہوا مجھکو کہ آنکھون سے سدا
خون جو بہتا ہے محبت زخم کاری کے سبب

کسطرح اُس سے بنے ہمکو ملاقات کا ڈھب
جس سے ہرگز نہ ملا آہ کبھی بات کا ڈھب

خانۂ غیر مین کرتے ہو مری مہمانی
واہ وا زود یہ سیکھے ہو مدارات کا ڈھب

گرچہ بیٹھے ہو مرے پاس ولے غیرون سے
مین نے دیکھا جو تمھارا ہے اشارات کا ڈھب

خوش وجہ خوش اندام و خوش اسلوب ہے محبوب
دیکھو تو مرا حسن مین کیا خوب ہے محبوب

ڈھونڈھون کسے محبوب بتا اب مین دو جہان مین
طالب کا تو کونین مین مطلوب ہے محبوب

زلف و رخ محبوب جو یاد آئے ہے مجھکو
ہر شام و سحر نعرۂ محبوب ہے محبوب

محبوب و محبت کی تو نسبت نہین مخفی
ظاہر ہے محبت ہی سے منسوب ہے محبوب

دشمن مرا صریح اُسے جانتے ہین آپ
اسیر سخن کو غیر کے پھر مانتے ہین آپ

تیرے بغیر تھی یہ دلکو بیقراری رات
کہ کل پڑی کسی پہلو نہ مجھکو ساری رات

شب فراق ہے یا آسمان غم ٹوٹا
الٰہی ہو گئی یہ آج کیسی بھاری رات

تری جدائی میں آئے آفتاب صبح امید — کٹی تمام مجھے کہتے آہ و زاری رات

میں اپنے سر کو جو ٹپکا تھا ہجر میں تیرے — لہو ہر اک در و دیوار سے تھا جاری رات

شب وصال میں بھی مجھ پہ اک بلا ٹوٹی — محبت اُسنے جو کاکل تو را سنواری رات

نہیں ملتا ہے تو مجھسے بت خود کام کس باعث — نہ ملنا تھا تو پھر مجھکو کیا بدنام کس باعث

نہیں لیتیں اگر تیرے ارادہ قتل کا میرے — نکالی ہے میاں سے تیغ خون آشام کس باعث

ہوا ہوگا جو عاشق اُسپہ اے دل تو ہوا ہوگا — خدا کے واسطے لیتا ہے میرا نام کس باعث

دل بیمار نے اسکے نہیں گرچہ دیا یارو — محبت سے کے تئیں آج آگیا آرام کس باعث

پھیر آنا بھی بنھا کا رستم کیا باعث — ہر گھڑی تیغ جو کرتا ہے علم کیا باعث

قاصدا تجھکو اسی سر کی قسم سچ کہیو — خط جو اُس نے نہ کیا ہمکو رقم کیا باعث

ایسے بتخانے کے تئیں چھوڑ کے سن اے زاہد — پھر نہ جا کر جو بھلا دیر و حرم کیا باعث

آگے روتے ہی گذرتا تھا شب و روز اُسے — اب جو باقی نہیں اس چشم میں نم کیا باعث

اسے محبت میں نہ سمجھا یہ خدا شاہد ہے — گھیرے رہتے ہیں مجھے درد و الم کیا باعث

صورت کا اُس پری کی میں دیکھا ہے نور آج — کافر ہوں میں جو مجھکو خوش آتی ہو حور آج

کل تک تو اپنے سامنے بیہوش تھا وہ طفل — پیدا کہاں سے ہوگیا ایسا شعور آج

ہر چند دیکھنا بہت اشکال تھا وسلے — جس طرح ہو سکا اسے ہم آئے گھور آج

لاتا ہے آہ ریا کا خاطر میں کب وہ حسن — اپنے تئیں بہت ہی وہ کھینچے ہے دور آج

مدت سے خوب غوطے دیئے خم میں شیخ جی — دیکھا کرامتوں کا تمہاری ظہور آج

(ق)

وہ جوش قدیم محبت سنی تھی میت — دور فلک سے اُس نے کیا ہے ظہور آج

جیسے کہ کل گذر گئی پھر شب سمور — ویسی ہی اب گذرتی ہے لیل تنور آج

آنے انہیں دیتا جو مجھے کھٹکے برابر — کب اُسنے سلایا ہمیں کروٹ کے برابر

کیا قدر ہے سنبل کو کہ سو سنبل پیچاں — پہنچیں نہ ترے بالوں کی اک لٹ کے برابر

گلچین ہے تو تمثال کو سو طرح سے چھپاتا — ہرگز نہ ہوا قد سہی ترے جھٹکے برابر

یہ حلقہ چشم اپنا ہے اک ذرہ ہی چھلا — رکھ لے تو اُسے پانوں کے انوٹ کے برابر

فقط

انتخاب دیوان شائق شاگرد جرات

زخم بھر سکتا ہے مرہم سے جو ہو تلوار کا — لیک چنگا ہو نہ زخمی ابروِ خمدار کا
گہہ لبوں پر جان گہہ آنکھوں مین دم آتا ہے یار — دم بدم کچھ اور نقشا ہے ترے بیمار کا
غیر مستی کیا خوش آوے بیخودانِ عشق کو — آپ مین آوین تو پھر ہے دھیان چشمِ یار کا
لائی کن باتوں سے شائق اسکو بھلا اپنے گھر — مین فقط شاعر ہون وہ شائق نہین اشعار کا

زینت دہ یونتو زیور ہر اک ہے اُس پری کا — پر قہر ہے لٹکنا سینے پہ دھکدھکی کا
اُس غنچہ لب نے مجھپر پھبتی جو کل کہی کچھ — مارے ہنسی کے چٹ سے منہ کھل گیا کلی کا
رہتی ہے ہاتھ مین جو اُس خوبرو کے ہر دم — کیا جانئے ارادا اب کیا ہے آرسی کا

ہمکو اجنا س جہان سے وہ دلِ زار ملا — آہ جس جنس کا کوئی نہ خریدار ملا
گر کسی کے وہ ملاے نہین ملتا مجھ سے — تو گلے سے مرے دیوے کوئی تلوار ملا
کیا ہی غل کرتے ہوے منع کو دوڑے دربان — جھانکنے کو جو نہین ٹک رخنۂ دیوار ملا

سنگدل تجھ سے وہ لگا وے دل — اپنا پتھر کا جو بنا وے دل
پاسبان ایسے دزد کا ہو کون — جو کہ نظروں ہی مین چرا لے دل
اپنی بھی زیست اُسکو ہے منظور — روبرو اسکے کیونکہ جاوے دل
چشم ابرو نگاہ سب ظالم — آہ کس کس سے جی بچاوے دل
تیرے اب جا بجا کے کھونے کو — کوئی شائق کہاں سے لاوے دل

کل در پہ ان کے جاکر پوچھا مین آپ گھر ہین — تو ہنسکے آپ ہی بولا کیا جانئے کدھر ہین
کھولا درِ قفس کو صیاد نے تو ہمکو — کیا فائدہ اب اپنے ز مال ہین نہ پر ہین
مر جائین ہم تو دم مین بے یار اے عزیزو — جیتے ہین جو کہ برسوں اُنکے بڑے جگر ہین
برباد کرنے والے ہین آپ یک جہان کے — تنہا نہ ہم تمہارے ہاتھوں سے نوحہ گر ہین
کیا نفع ہمکو ہوگا خوبون کی دوستی سے — عاشق کے یہ تو شائق جو یندہ ضرر ہین

یہ اُلٹی بات ہے کچھ سوچکر حیرت مین جاتا ہون — کہ جسنے دل چرایا اُس سے مین آنکھیں چراتا ہون
تصور اُسکی شوخی کا جو دل کو گدگداتا ہے — تو عین جوش گریہ مین بھی کیا کیا مسکراتا ہون

کہا جا کر کسی نے مت ستا شائق کو تو بولا — نہین کیا کون ہو تم شوق میرا مین ستاتا ہون

کسی کو نہ جانے نہ کچھ بات مانے — ملا یا ہے کس بت سے ہمکو خدا نے

نظر آمد برق آئی جو اُس بن — تو دل بین کیا کیا لگا تلملانے

گیا چوری چوری کبھی مین وقت خفتن — یہ وہ پانون مشکل ہی سکے ہاتھ آنے

نہ اُس بن کرو کچھ علاج اے طبیبو — مجھے مار ڈالا تمہاری دوا نے

جہان پاؤ شائق کو جیتا نہ چھوڑو — کیا ہے یہ اب حکم اُس میرزا نے

بزیر دو دیدہ فلک جب تلک زمانہ رہے — ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے

لگا گیا ہے وہ منھ پہ یہ مہر خاموشی — کہ ہوش اپنے کسی وقت بھی بجا نہ رہے

بڑا مزا ہو جو کہدے وہ مجھسے اے شائق — کہ آج شب کو کوئی یان ترے سوا نہ رہے

اک تنگ سی گلی مین آتا تھا وہ ادہر سے — کیا ہی سمٹ کے نکلا پہنچا جو مین ادہر سے

دیکھا کرین ہین پہرون ہو کر کھڑے بحسرت — ہم اپنے بام پر سے وہ اپنے بام پر سے

ماہرو زلفون مین کیون مکھڑا چھپایا آپ نے — روز روشن کو یہین شب کر دکھایا آپ نے

کل نہ تم یان سکے نہ اپنے گھر تھے کہو کیا سبب — بیٹھکا شاید نیا کوئی بنایا آپ نے

مین تو بس غش کر گیا یہ ذو فنونی دیکھکر — کس سلیقے سے دو طرفہ خط اُٹھایا آپ نے

آنکھ دکھلا سامنے غیرون کے پھر بوسہ دیا — مار بھی ڈالا مجھے اور پھر جلایا آپ نے

بات نہین کرتا کسی سے یہ کیا پیدا غرور — ان دنون شائق کو جونک منھ لگایا آپ نے

عجب شیوہ ہے آنکھون کا دن کو اشکباری ہے — جو دن کو اشکباری ہے تو شب اختر شماری ہے

کبھی مانگا جو مین نے ایک بوسہ اُس سے کہ منت — تو منھ نزدیک لا بولا کہ لو خاطر تمہاری ہے

(ق)

جو ہمین مین مقصد لینے کا کیا پھر ہٹ کر اور منھکی — لگا کہنے کہ بچ جاتا تھا یہ شوخی ہماری ہے

سوا اُسکے جو خواہان ہو کوئی حوران جنت کا — مرے نزدیک تو شائق وہ بیشک مرد ناری ہے

کہون کیا شوخیان اسکی غضب وہ یار جانی ہے — قد و قامت فقط جسکا قیامت کی نشانی ہے

صبا اگر کوچۂ صیاد مین ہووے گذر تیرا — تو تک کہدیجیو میرا یہ پیغام زبانی ہے

کہ یہ کیا ظلم ہے ظالم جو مجھ سے صید لاغر کو — رکھا ایسے قفس مین جسمین دانا ہے نہ پانی ہے

فقط

انتخاب دیوان ناسخ

جلوۂ شمع طور نے مارا — دل خاکی کو نور نے مارا

مین عدم مین تھا زندۂ جاوید — مجکو میرے ظہور نے مارا

کہتے ہین جائین گے ضرور ضرور — مجکو اون کے ضرور نے مارا

نہ کیا صبر عشق مین آخر — اس دل ناصبور نے مارا

روتے ہین قبر پر وہ کہہ کہہ کے — مرگ عبد الغفور نے مارا

عشق کا راز کیا چھپا ہوگا — اون کو معلوم ہو گیا ہوگا

وہ شب وصل کہتے تھے ہنس کر — دیکھ لے گا کوئی تو کیا ہوگا

در و دیوار پر ہے اک رونق — جلوہ فرما وہ مہ لقا ہوگا

تیری چالون سے میرے نالون سے — حشر برپا جدا جدا ہوگا

نالون سے فائدہ نہین ناسخ — اور غصہ وہ پر جفا ہوگا

جسنے تری حیا کی ادا کو نہین دیکھا — واللہ کہ آنکھون سے قضا کو نہین دیکھا

معلوم نہین تمکو وفا کہتے ہین کسکو — تمنے ابھی ارباب وفا کو نہین دیکھا

نازان نہون کیون خضر بھلا عمر پہ اپنی — حضرت نے تری زلف رسا کو نہین دیکھا

سوز درون کو آخر ہجران مین کیا ہوا تھا — آہون نے کیون کمی کی گر نالہ نارسا تھا

اب سوچتا ہون مین نے دل اسکو کیا دیا تھا — مشہور وہ جہان مین پھر بیوفا تھا

نے تاب ہے نہ طاقت ہے ضعف و ناتوانی — اے جان دیکھ مجکو اب کیا ہون اور کیا تھا

رشک عدو سے نکلا مین بزم دلربا سے — جو میرا مدعا تھا غیرون کا مدعا تھا

تھا وجد سامعین کو ناسخ بزم مین شب — آخر بدل زن اشعار اپنے جو پڑھ رہا تھا

پیری مین شوق حوصلہ فرسا نہین رہا — وہ دل نہین رہا وہ زمانہ نہین رہا

عشاق و بوالہوس مین نہین کرتے وہ تمیز — وہ امتیاز نیک و بد اصلا نہین رہا

مستی مین رات وہ نہ کھلے مجھسے ہمنشین — کچھ اعتبار نشۂ صہبا نہین رہا

کیون جائین پھر کے کعبے سے ناسخ دیر کو — وہ سر نہین رہا ہے وہ سودا نہین رہا

نہ کہہ رازداں جھوٹ دل سے بنا کر
وہ کب سے لیگئے محب کو گھر سے منا کر

مرے رونے کا حال ہے اک تماشا
وہ سنتے ہی ہنس دیتے ہین کھل کھلا کر

عدو قاصدون کو بنایا ہے آخر
رہ کوچۂ یار مین سنے ہبتا کر

مگر میرے آنے سے شرما گئے ہین
وہ محفل مین بیٹھے ہین کیون سر جھکا کر

وہ ہون بیوفا لیک ناسخ شیدا
وفا کر وفا کر وفا کر وفا کر

قتل کے بعد وہ روتے ہین پشیمان ہوکر
جان پائی ہے یہ ناسخ نے بیجان ہوکر

نزع مین یار کے آنے کا گمان ہوتا ہے
کام دشوار ہوا جاتا ہے آسان ہوکر

ساتھ ہین صبر نہ ہوش و خرد و تاب و توان
نکلے کوچے سے ترے بے سر و سامان ہوکر

پھاڑکے غیر کا دامن وہ مگر نادم ہین
بزم مین بیٹھے ہین کیون سر بگریبان ہوکر

نہ بچا راہ مین اُس دشمن دین سے ایمان
کعبے کو جاتے تھے ناسخ مسلمان ہوکر

ظاہرا موت ہے قضا ہے عشق
پر حقیقت مین جانفزا ہے عشق

عشق ہی عشق ہے جدھر دیکھو
کفر و ایمان کا مدعا ہے عشق

دیکھ ناسخ گر نہ ہوتا کفر
کہتے بے شبہہ ہم خدا ہے عشق

جان سے اپنی گذر جائینگے ہم
عاشقون مین نام کر جائینگے ہم

دختر رز کو لگائینگے نہ منھ
میکدے مین بھی اگر جائینگے ہم

کیا عدو روکے گا بزم یار مین
جائینگے ناسخ پر جائینگے ہم

بچگیا ابکی وبا مین گر عدو
ہے یقین ناسخ مر جائینگے ہم

فرق ناسخ اگر ان کی محبت مین نہین
کیون مزا نام کو بھی حرف شکایت مین نہین

تیری ہر بات پہ ہے محو دل پیر و جوان
ہے ادا کونسی داخل جو کرامت مین نہین

دلربائی مین وہ استاد ہین بیشک ناسخ
کونسی بات محبت کی عداوت مین نہین

اُن کے آنے کا احتمال نہین
میری تقدیر مین وصال نہین

مجکو دشوار غیر کو آسان
گذر اُس کوچے مین محال نہین

خوش ہین وہ بزم غیر مین افسوس
میرے مرنے کا کچھ ملال نہین

گر اثر نالہ و فغان مین نہین | کوئی ذی روح کیون جہان مین نہین
چلتی ہے عاشقون پہ تیغ پہ تیغ | کچھ اثر شور الامان مین نہین
خضر کی طرح کیا جئین تنہا | کچھ مزہ عمر جاودان مین نہین
مجھسے دل وہ بہانے کرتا ہے | خوبرویون کے جو گمان مین نہین

کونسا طرز سحر پردازی
کلک عبدالغفور حسان مین نہین

یار کا جلوہ ہے گل مین خار مین | دشت مین کہسار مین گلزار مین
جی مین ہے اب باندھئے سر سے کفن | حسرت آرایش دستار مین
دھوپ کی شدت کا حیلہ کر کے ہم | ٹھہرے اُن کے سایۂ دیوار مین
سچ کیا ان بتیا بیان جانکاہیان | کیا مزے ہین مردن دشوار مین
نالہ کیون جاتا ہے ای نساخ اُدھر | کیا دھرا ہے گنبد دوار مین

پیری مین ہمکو شوق مے ارغوان کہان | ساقی کہان ہے حضرت پیر مغان کہان
کیا عیش جاودان کا بھلا ذکر ہم نشین | میرے نصیب مین ہے غم جاودان کہان
کچھ مے کی بات کہنے ہی کو تھا کہ پی گیا | واعظ سے میکدے مین جو پوچھا نہان کہان
کچھ لطف زندگی کا نہین ہے بغیر عشق | پیری مین ہائے دلکی وہ بیتابیان کہان
لرزان تھے جسکے خوف سے نہ پایۂ فلک | نساخ اب وہ نالۂ و آہ و فغان کہان

دل کا کیا کام اگر کوئی خریدار نہو | جنس بیکار ہے گر رونق بازار نہو
سنگ زیب سر سودا زدہ زنہار نہو | مجکو گر حسرت آرایش دستار نہو
دل نے جس طرح ستایا ہے ستاؤن اُسکو | ایسے محبوب کو چاہون کہ وفادار نہو
وصل مین غمزۂ محبوب سے ہو عیش سوا | لطف کیا گر طلب بوسہ پہ انکار نہو
وہ نہ آئے کبھی نساخ جو تاریکی مین | وعدہ کی رات بہ رنگ دل اغیار نہو

سارے جہان کو ربط ہے اُس فتنہ گر کیساتھ | کیونکر نہ دشمنی ہو مجھے ہر بشر کے ساتھ
کیا اصل جسم زار کی رونا ہے گر یہی | ڈوبے گا اک جہان مری چشم تر کے ساتھ

اب مین ہون اور خانۂ صیاد و ہمصفیر — دل سے گئی ہوائے چمن بال و پر کے ساتھ
کیا کشمکش مین جان ہے دونون کی دیکھیے — الجھی ہوئی ہے آہ ہماری اثر کے ساتھ
ناسخ دہیان زلف کا دل سے نہ جائیگا — جبتک ہے جان تن مین یہ سودا ہی سر کیساتھ

جلوہ یکرنگیٔ وحدت کا گل و خار مین ہے — ایک ہی تار عیان سبحۂ و زنار مین ہے
مستی و میکشی و رندی و توبہ شکنی — اور کیا اسکے سوا خانۂ خمار مین ہے
نوک خنجر مین ہے نے نوک سنان مین ناسخ — بات چبھتی ہوئی جو یار کے انکار مین ہے

وہ مرا حالِ زار کیا جانے — وہ غمِ روزگار کیا جانے
زاہد خشک اپنے گوشے مین — لطفِ ابر بہار کیا جانے
ایک ہو وصل مین جسے شب ورد — دور لیل و نہار کیا جانے
گردشِ چشم یار کے غم سے — گردشِ روزگار کیا جانے
گہر افشانیٔ مژہ ناسخ — رگِ ابر بہار کیا جانے

کر دہ عشق سے اے دلِ ناکام برا ہوتا ہے — کہ بد آغاز کا انجام برا ہوتا ہے
مجھسے کیونکر وہ ملین خوف ہے رسوائی کا — کہتے ہین عاشق بدنام برا ہوتا ہے

باغ مین پھول دیے غیر کو اور خار مجھے — یار نے دیدۂ دشمن مین کیا خوار مجھے
جھوٹ ہے پر ہے عجب راحت تمالطف ترا — اسکے قاصد نے دیا مژدۂ دیدار مجھے
ان سے پنہان نہین حال دلِ ناکام کا راز — خلوت خاص مین کیا حاجت اظہار مجھے
حال دونون کا برا ہے شب تنہائی مین — مین دلِ زار کو بہلاؤن دلِ زار مجھے
نہین معلوم کہ مین کون ہون کیا ہون ناسخ — نہ جگہ دیتے نہین کافر و دیندار مجھے

کوچے مین ترے یار کوئی خاک بسر ہے — دل سوختہ کوئی ہے کوئی تفتہ جگر ہے
ناکام ہین وہ جو ہین فن عشق مین استاد — بے شبہہ فلک دشمن ارباب ہنر ہے
ممکن ہے کہ ہو بال سے باریک و لیکن — کہتے ہین نہین اسکی کمر اسمین نظر ہے
ناسخ اوڑاتا ہے تو کیون خاک بیابان — گھر مین ترے مہمان ہے وہ جسکی تجکو خبر ہے
ہجر کی رات کو دم بھر بھی نہ آرام لیا — بات کچھ دل نے اگر کی تو ترا نام لیا

فقط

انتخاب دیوان رضا علی وحشت

آئینہ خیال تھا عکس پذیر راز کا
پایہ بہت کیا بلند اُسنے حریم ناز کا
خستگی کلیم نے نکتہ عجیب سمجھا دیا
شوق ترا ہے موجزن ذوق ترا بہانہ جو
آہ و فغان کے ساتھ چھا گئی ایک بیخودی
خاک مین ملگئے وسنے آنکھ اُٹھی نہ شرم سے
مطرب خلد کیا سنائے وحشت خستہ کیا سخن

طور شہید ہو گیا جلوہ دلنواز کا
تا نہ پہنچ سکے غبار رہگزر نیاز کا
ورنہ حریف مین بھی تھا اُس مژۂ دراز کا
کھول نہ دین بھرم کہین پردگیان راز کا
قطع زبان ضرور تھا شمع زبان دراز کا
ہمسے ہوا نہ حق ادا اُسکی نگاہ ناز کا
معتقد قدیم ہے زمزمۂ حجاز کا

چلا تھا کوئے جانان کو جنون عشق رہبر تھا
ہمارے صبر سے پیدا تھا اک عنوان بیتابی
ہمین بیتاب رکھتی تھی ہوا سے آستان بوسی
تری مستانہ رفتاری سے ظاہر موج دریا تھی
ابتک دل رہا وحشت خراب بادۂ الفت

ندائے رونق آشفتہ دستاری مرا سر تھا
کبھی سر کی بھی لیتا تھا خبر جو ہاتھ دل پر تھا
ہماری وحشت خاطر کا مقصد کوئے دل پر تھا
تری ہنگامہ آرائی سے پیدا شور محشر تھا
ازل سے ہین گرفتار شفیع روز محشر تھا

دیتک سور تبسم نمک افشان نہ رہا
کون جانے کہ یہ کافر نظری کس کی ہے
جان دیتے مجھے داد و فا تھی مطلوب
نگیا مین ہمہ تن شیوۂ عجز و تسلیم
ملگئی وحشت دیوانہ کو تھوڑی سی زمین!

زخم کو دل سے ندامت ہے کہ پیکان نہ رہا
خبر آتی ہے کہ ثابت مرا ایمان نہ رہا
بیوفا چار گھڑی بھی تو پشیمان نہ رہا
مجھکو اندیشۂ بیمہری جانان نہ رہا
اب وہ ہنگامہ سحر کوچۂ جانان نہ رہا

حریف دیدۂ دیدار جو کیا ہو حجاب اُسکا
مجسم مہر ہے ہر چند مہر اُسکی بلا نکلے
ہے ارزان اسقدر دیدار جانان ہم نہ مانینگے
کرم کی ہے نظر افتادگان خاک پر دائم
کلام عرفی شیراز سے تقلید کے قائل

نگاہ آشنا ہے مجھکو ہر تار نقاب اُس کا
تری چشم حیا پرور کہ عالم ہے خراب اُس کا
زلیخا کیا سناتی ہے خیال اُسکا ہے خواب اُسکا
محافظ ہے دلون کا طرۂ پرپیچ و تاب اُسکا
ہمارے لکھنے مین دیکھ لے وحشت جواب اُسکا

نازک مزاجیوں میں کچھ اُن سے میں کم نہ تھا
وہ لطف ہی نہ تھا کہ جو مجھکو ستم نہ تھا

ہاں حسرتِ ستم کی خلش بھی کوئی تو تھی
تیرے ستم کشیدہ کے سینے میں دم نہ تھا

چلتا رہا ہمیشہ میں اک طرزِ خاص پر
یعنی فریب خوردۂ دیر و حرم نہ تھا

تیرے ہی ذوقِ جلوہ سے وا ہو گئی ہے چشم
ہاں ورنہ امتیازِ وجود و عدم نہ تھا

کیا کیا مجھے تغافلِ ساقی کا تھا گلہ
دیکھا تو میں ہی درخورِ لطف و کرم نہ تھا

تو مجھسے آشنا ہوا گر تو کیا ہوا
تیرا خیال میری تسلی کو کم نہ تھا

اس حسن امتیاز کے قربان جایئے
تھا اک جہاں سے پر اُسے وحشت مجھی سے رم نہ تھا

زمین روئی ہمارے حال پر اور آسمان رویا
ہماری بیکسی کو دیکھکر سارا جہان رویا

مرے آنسو تری بیداد کا پردہ نہ کھولینگے
عبث یہ بدگمانی ہے میں کب رویا کہاں رویا

عدو خوش ہوں تو ہوں اے بیمروت تیری محفل میں
مرا تو حال یہ ہے جب کبھی آیا یہاں رویا

ستم ہے شوکتِ اسلام کا برباد ہو جانا
سنی جسنے یہ اندوہ والم کی داستان رویا

جفای دشمنان اور بیوفائیہائے یاران سے
بہت غمدیدہ ہوکر وحشتِ آزردہ جان رویا

سنگِ طفلان فدائے سر نہوا
آج اُس کوچے میں گزر نہ ہوا

بیکسی پردہ دارِ درد ہوئی
خیر گذری کہ اپنا گھر نہ ہوا

سر جھکائے جو آتے ہو وحشت
مگر اُس بزم میں گزر نہ ہوا

گھر کے آنے ہی سے ہے ابر کا باران ہونا
جمع ہوتا ہی ہے خاطر کا پریشان ہونا

اللہ اللہ یہ کافر نظری کا عالم
زیب دیتا ہے تجھے دشمنِ ایمان ہونا

دلکو مرغوب ہدف تیر کا تیرے بننا
سر کو منظور، تری تیغ کے قربان ہونا

مشغلہ آہ کا، نشترِ رگِ جان کرنا
کام نالے کا، جگر میں شرر افشان ہونا

تیرے انداز سخن سے ہے یہ ظاہر وحشت
کہ مقدر ہے ترا غالب دوران ہونا

دل رفتہ رفتہ خوگر آزار ہو گیا
غم تھا بہت مجھی وہی غمخوار ہو گیا

تھا شوقِ پائبوس بھی ہنگامہ آفرین
وہ نقشِ خواب ناز سے بیدار ہو گیا

جان حزین نکل ہی گئی کشمکش کیساتھ
سختی کشِ فراق سبکبار ہو گیا

نے چشم التفات ہے نے خنجر عتاب | جینا تمہارے عشق میں دشوار ہو گیا
اب عام ہے وہ لطف کہ تھا خاص غیر کے ساتھ | جو دل نواز تھا وہ دل آزار ہو گیا
تھا حسن خود فروش کچھ ایسا ہی دلفریب | میں جی کو بیچ کر جو خریدار ہو گیا
میں سادہ لوح واقف رسم بتاں نہ تھا | اقرار عشق کر کے گنہگار ہو گیا
وہ دل کہ تھا حریف ستمہائے روزگار | آخر کو پائمال غم یار ہو گیا
وحشت و راز دستی زلف صنم نہ تھی | میں آپ بیخودانہ گرفتار ہو گیا

نہ میں خواہاں ہوں دولت کا نہ میں جویا ہوں شہرت کا | میسر ہو تو ہاں طالب ہوں اک تھوڑی سی راحت کا
تری گفتار کرتی ہے لبوں سے شوخیاں کیا کیا | ہے تیر انداز خود مقتول اس انداز لکنت کا
چمن سے جبکہ ہری وہ یوسف گل پیرہن نکلا | چلا بیتاب ہو کر کارواں بھی ان کی نکہت کا
ہزاروں آرزوئیں میری نظروں سے ٹپکتی ہیں | کہوں کیا کس قدر مشتاق ہوں میں تیری صورت کا
تو پوچھے یا نہ پوچھے مجھکو یہ سودا مبارک ہو | یہ کیا کم ہے کہ دم بھرتا ہوں میں تیری محبت کا
ہمارے سامنے وہ آنکھ دشمن سے لڑاتے ہیں | وفا سر کچھ ہے خون ہوتا ہے مروت کا
جو جیش بے خلل منظور ہے وحشت محبت میں | نہ کرنا یار کے آگے کبھی اظہار الفت کا

عبث تھی یہ دعا طرازی نہ تھا جو مقصد جستجو کا | ہوا ہوں مجروح نا امیدی خراب ہو گا نہ آرزو کا
نگاہ کتنی ہے بیکسانہ ٹپک رہی ہے بلا کی حسرت | صدا ہے گویا مری خموشی شہید ہوں شوق گفتگو کا
دل و جگر خون کر رہی ہے سرور عشرت کی ناتمامی | شرابخانہ میں تیرے ساقی ہے کام کیا ساغر و سبو کا
نہ ہے کا ذوق عطا خود اسکا مرکب آشنا نوازی | طلب کی خاطر دراز کرنا ضرور کیا دست آرزو کا
دماغ بیگانہ بیخودی کا، نگاہ آئینہ تحیر | عجیب کیفیتیں ہیں وحشت فریب خوردہ ہوں رنگ و بو کا

اس شوخ بذلہ سنج کے فقروں کا کیا جواب | ہر نکتہ انتخاب ہے ہر بات لاجواب
پنہاں ہے کچھ سوال کسی کی نگاہ میں | کیا ہو جو دے تو اسے نگہ آشنا جواب
ناکام اشتیاق کوئی رہی کیوں نہ جائے | خاموشی ہی سے دینگے وہ ہر بات کا جواب

گرا ہے میکدہ ہوں سر میں ہے ہوائے قدح | مجھے نصیب نہ یارب ہو کچھ سوائے قدح
شگفتگی ہے عیاں مثل خندہ ساقی | نشاط خیز ہے کیا روئے خوشنمائے قدح

مراد ہے کہ صبوحی سے مجھے ملے دایم　　وظیفہ سحری ہے مرا دعاے قدح
مین خاکپاے خراباتیان ہون اے ساقی　　زہے نصیب اگر ہے لب ہون آشناے قدح
نسیم کوے طرب، بوے مشکساے شراب　　جمال روے صنم طرزِ دلرباے قدح
قدیم خادمِ بزمِ شراب ہون وحشت　　نثار شیشہ ہے دل اور سر فداے قدح

ازل مین درد محبت کی جب پڑی بنیاد　　ہمارے قلب نے آواز دی مبارکباد
نگار خانۂ امید اس سے روشن ہے　　تجلی رخ جانان ہے مجھکو صبح مراد
دل شکستہ نہین اب بقید محسوسات　　نہ شکر لطف ہے مجھکو نہ شکوۂ بیداد
نسیم دشمن و گل دشمن و چمن دشمن　　بھلا ہوا کہ مرا آشیان ہوا برباد
نبھے گی خوب کہ جدت پسند ہون خود بھی　　سنا ہے مین نے کہ وہ شوخ ہے ستم ایجاد
بقول میر عجب صید ہم بھی ہین وحشت　　کشش نہ دام کی دیکھی نہ کوششِ صیاد

اٹھ نہ سکا قدم مرا خانۂ یار دیکھکر　　رہ گئی چشمِ آرزو نقش و نگار دیکھکر
رشک کہان حسد کسے اور مجھی خوشی ہوئی　　غم مین ترے رقیب کو سینہ فگار دیکھکر
خوب نہین یہ اختلاط کھیل نہین ہے دوستی　　اے غم یار سوچکر آ دل زار دیکھکر
حال چمن خزان مین بھی ایسا کبھی ہوا نہ تھا　　اپنا جو حال ہوگیا رنگ بہار دیکھکر
انسے امید کیا رکھون رحم نہ آسکے جب انھین　　سینے کو چاک دیکھکر دلکو فگار دیکھکر
بیٹھے اداشناس بھی ہوگئے مست بے پیے　　ساقی بزم ناز کو بادہ گسار دیکھکر
وحشت خستہ ہان سنا مجھکو وہ شمس کی غزل　　رونے لگے وہ زار زار سوے مزار دیکھکر

کسی صورت سے اُس محفل مین جاکر　　مقدر ہم بھی دیکھین آزماکر
ترے گلشن مین پہونچی کاش اکدن　　نسیم آشنائی راہ پاکر
خوشی اُن کو مبارک ہو الٰہی　　وہ خوش ہین خاک مین مجھکو ملاکر
گناہ اپنے مجھے یاد آے وحشت　　خجل سا رہ گیا مین ہاتھ اٹھاکر

تو ہے آفریدہ پے طرب مرے غم سے چشم کو تر نہ کر　　مری خستگی سے حزین نہو مری بیکسی پہ نظر نہ کر
مرا نالہ اے خروش سحرگہی غمِ تیرہ شب تو اثر نہ کر　　ہے دل اُسکا نازک و بیخبر اُسے میرے دلکی خبر نہ کر

ہے یہی خلش مری زندگی کہیں مٹ نہ جائے یہ چارہ گر — مری زیست کا جو خیال ہو تو علاجِ زخمِ جگر نہ کر
نہیں پائمالیٔ عاشقان بجز اک نظر کا معاملہ — تری اختیار کی بات ہے جو کرے یہ کام، مگر نہ کر
ہے تغافل ایک ادا دلے یہ سکھایا کس نے بھلا تجھے — کہ کسی کشمکشِ شوق پر کبھی بھول کر بھی نظر نہ کر
خلش امید ہے جانگزا کوئی کہدے وحشت خستہ سے — کہ یہ شام شامِ فراق ہے عبث آرزوئے سحر نہ کر

چمن سے کون نکلا پائمالِ باغبان ہو کر — کہ بوئے گل چلی ہے کاروانِ درد کا روان ہو کر
مرقع درد کا بنکر، الم کی داستان ہو کر — رہا گلچیں میں بھی عبرت صاحبدلان ہو کر
مین اس آتش نفس صیاد کے ہاتھون سے کیا چھوٹون — نگاہ اسکی جو پڑتی ہے تو برق آشیان ہو کر
انھیں کچھ ربط غیرون سے نہ تھا پر اب کیا پیدا — بگاڑا آپ مین نے کام اپنا بدگمان ہو کر
مجھے یہ مصرعۂ اکمل پسند آیا بہت وحشت — "ستم کرنا نہ دو دن کے لیے تم مہربان ہو کر"

دور از چمن ہون یادِ فروشِ چمن ہنوز — لطفِ وطن ہے شاملِ یادِ وطن ہنوز
دلدادہ ہون مین شعر مین طرزِ قدیم کا — قائم ہے سر مین نشۂ جامِ کہن ہنوز

چلا جاتا ہے کاروانِ نفس — نہ بانگ درا ہے نہ صورتِ جرس
نہ وہ پوچھتے ہین نہ کہتا ہون مین — رہی جاتی ہے دل کی دل مین ہوس
ستم ہین یہ وحشت تری غفلتین — تجھے کاش ہوتا شمارِ نفس

نوائے بلبلان ہے یا ہوئی ہے نالہ کار آتش — گل آتش غنچہ آتش گلستان آتش بہار آتش
اگر دریائے اشک آنکھون سے بہتے بہتے رک جائے — لگا دے پیکرِ عشاق مین روئے نگار آتش
ستم کرنا کسی پر باعثِ اندوہِ خاطر ہے — سپندِ مضطرب کے درد سے ہے بیقرار آتش
نہ پہنچائے طراوت قطرۂ شبنم اگر گل کو — گلستان مین لگا دے تابشِ رخسارِ یار آتش
وہ شوخِ سنگدل اظہارِ یاری مجھسے کرتا ہے — ہوئی پروانۂ آتش بجان کی غمگسار آتش
نہین بیجا ہے وحشت شکوہ اسکی بد دماغی کا — کہ ہون عاشق بہت پیدا ہو گر خوئے یار آتش

دل خستہ ذوقِ الم سے خوش غم یار اپنی اثر سے خوش — جو یہ غیر کے ہے ضرر سے خوش تو وہ آپ اپنے ضرر سے خوش
نہ خیال ذوقِ وصال کا نہ دماغ بزمِ نشاط کا — وہی مجھکو عیش دوام ہے جو کری تو ایک نظر سے خوش
جو ہے ربط چشم کو اشک سے تو لگاؤ دل کو ہے زخم کر — یہ صدف ہے اپنے گہر سے خوش یہ شجر ہے اپنے ثمر سے خوش

وہی ایک ذوق خیال ہے نہ الم ہے کچھ نہ ملال ہے
یہ کمال شان جمال ہے دل و جان ہے جسکے اثر سے بیہوش

دل و جان وحشت مبتلا ہے شہید لذت شعر کا
کوئی خوش ہوا یا نہوا اسکو کیا وہ تو آپ اپنے ہنر سے خوش

پیدا ہے شور نالہ و فریاد ہر طرف
ہوتی ہے تیرے عہد میں بیداد ہر طرف

نالاں ہیں درد عشق سے بیمار چارسو
پھیلی ہے بوئے خاطر ناشاد ہر طرف

بھولا ہوا ہے کوئی اپنے وجود کو
طوفاں اٹھا رہی ہے تری یاد ہر طرف

تو نے جو غیر کو ستایا بھلا کیا
جاتی تری شکایت بیداد ہر طرف

تیری خموشیوں نے کلیجے کئے ہیں خون
برپا ہے ایک محشر فریاد ہر طرف

ہے بوئے عشق رہبر ہر موجۂ نسیم
عاشق کی خاک بسکہ ہے برباد ہر طرف

وحشت مچی ہے دھوم ہمارے کلام کی
کرتے ہیں ذکر طبع خداداد ہر طرف

شوق بہار میں دیکھے کوئی بہار شوق
دیوانہ ہوں چمن کا زہے کاروبار شوق

مانا کہ جام وصل ہے لبریز صد نشاط
رکتا ہے کوئی گریۂ بے اختیار شوق

تجھکو قسم وفا کی نہ رکھنا قدم دریغ
اٹھے جو کوئے عشق سے ظالم غبار شوق

بیتابیاں بگاڑ دیں میرے کام کو
رعب جمال کا نہ ہو پردہ دار شوق

وحشت لگا کے چھوڑیگا یہ جسم کو بھی آگ
دل پھونک کر رہیگا تو یونہیں شرار شوق

وہی ہے بانکپن اسکا وہی اپنا تکلف بھی
رقم ہوتا ہے مکتوب محبت زر نگار اب تک

کیا جانے کہاں ہے دل مضطر میں لگی آگ
کس گھر سے اٹھی آگ کہ اس گھر میں لگی آگ

کیفیت ہے ساقی کی تجلی کا کرشمہ
گر آتش تر سے خم و ساغر میں لگی آگ

روشن ہے شعلہ تو دھواں ہے وہ خط سبز
آئینے سے آئینے کے جوہر میں لگی آگ

کس نو گل خنداں نے کیا خون وفا کا
کس سوختہ ساماں کے مقدر میں لگی آگ

کیا نقد تحمل نہیں وحشت کے سخن کا
اشعار سے تھے یہ گرم کہ دفتر میں لگی آگ

قسمت میں ناامیدی و حسرت ہے کیا کروں
اس بیوفا سے مجھکو محبت ہے کیا کروں

کسکو خبر نہیں ہے کہ دیتا ہے وہ فریب
یاں تو فریب کھانے کی عادت ہے کیا کروں

میں بیمروت اسکو کہوں گا نہ زینہار
یہ اقتضائے رسم مروت ہے کیا کروں

بگڑے جو اپنی بات تو قسمت سے کیا بنے — آئے کسی پہ دل تو طبیعت سے کیا کرون
وحشت مجھے غلامی دربان قبول ہے — تنہائی فراق سے وحشت ہے کیا کرون

ہے جستجوئے مرگ جواب ہجر یار مین — کیا آگ لگ گئی دل امیدوار مین
مطلب ہے سیر باغ سے افزائش جنون — ورنہ دھرا ہی کیا ہے نسیم بہار مین
تنگ آ گئے تغافل صبر آزما سے ہم — چٹکی ہی کاش لیتی وہ دل بیقرار مین
ہون گلفروش جلوۂ صبح وطن ہنوز — بے لطف کیون ہو شام غریبی بہار مین
وحشت نہ پوچھ مستی جیب و جنون دست — وحشت نے گل کھلائے ہین جوش بہار مین

خیال وصل سے تسکین ہو کیا بیتابی فرقت مین — کہ جو کمبخت پر روشن ہے جو لکھا ہے قسمت مین
قیامت کا وہ قائل ہی نہین ہوتا قیامت ہے — مین کیونکر اسکو سمجھا دون کہ سمجھوگا قیامت مین
نگاہ لطف ایسی کیا جو دشمن پر بھی پڑتی ہو — ستم ہی لکھدیا ہوتا الٰہی میری قسمت مین
کسی عنوان سے ہو پر ذکر تو ہے شاہد مے کا — مزہ آتا ہے اسے واعظ مجھے تیری نصیحت مین
مین اسکے لطف کا محتاج اور وہ مجھسے مستغنی — محبت کا برا ہو ڈال رکھا ہے کس آفت مین

تلخی کش نومیدی دیدار بہت ہین — اس نرگس بیمار کے بیمار بہت ہین
عالم پہ ہے چھایا ہوا اک یاس کا عالم — یعنی کہ تمنا کے گرفتار بہت ہین
محنت ہو مصیبت ہو ستم ہو تو مزا ہے — ملنا ترا آسان ہے طلبگار بہت ہین
عشاق کی پروا نہین خود مجھکو وگرنہ — جی تجھپہ فدا کرنے کو تیار بہت ہین
وحشت سخن و لطف سخن اور ہی شے ہے — دیوان مین یارون کے تو اشعار بہت ہین

بنایا اسکی چشم سرمگین کا رازدان مجھکو — کہ خود دینے لگی تعلیم خاموشی زبان مجھکو
اسیری ہے نصیبون مین اسی دن سے مین سمجھا تھا — کہ محو بیخودی کرنے لگا ذوق فغان مجھکو
گلستان کر دیا ہے دامن دلکو تصور نے — ہوائے شوق مین حاصل ہے عیش جاودان مجھکو
بہت سی ٹھوکرین کھائی ہین جب پہنچا ہون اس حد تک — کہان پہنچائے دیکھون خدمت پیر مغان مجھکو
غلام معتقد ہون وحشت اس صاحب مروت کا — نصیبون سے ملا ہے آج شمس نکتہ دان مجھکو

ترا خیال شریک بلاکشان کیون ہو — وصال کا الم ہجر پہ گمان کیون ہو

ہے آشیانہ کہاں برق کی بلا کو غرض — حریفِ یکدوحش و خار گلستان کیون ہو
فغان ہے شیوۂ آزردہ خاطران اے دل — اثر نہین نہ سہی چپ تری زبان کیون ہو
کہان گئی تری غیرت، کدھر ہے تیرا غرور — تراستمزدہ پامال آسمان کیون ہو
قدم لیے جو تمہارے سبکسری تھی مری — خدا کیواسطے تم اتنے سرگران کیون ہو
مشاعرے مین غزل اپنی کیون پڑھی وحشت — جنون کا راز سرِ بزم یون عیان کیون ہو

مبارک اور گلچین ہو کوئی تیرے گلستان کو — کہ ہمتو یان سے چنکر لیچلے گلہائے حرمان کو
مرا تو اُسکے نظارے سے ایمان تازہ ہوتا ہے — خدا رکھے سلامت اُس عدوئے دین وایمان کو
مجھے بیتاب رکھتا ہے بیان خود ذوق بربادی — نہین سمجھائیگا اپنی نگاہ فتنہ سامان کو
یہی مطلب کی دشواری ہے خود تمہید آسانی — صباح وصل کی ہے جستجو شبہائے ہجران کو
یہ حسنِ دلنواز اُسپر یہ طرز میرزایانہ — کوئی دیکھے ذرا اُس پادشاہ کجکلاہان کو
حریف نالہ ہو گر نغمۂ نے تیری محفل مین — شرارِ آہ سے مین پھونکدون سارے گلستان کو
کہون کیا سجدہ ہائے شوق کی ہنگامہ آرائی — وہ طوفان یاد ہے ابتک زمینِ کوئے جانان کو
قیامت ہے ہمارے کلبۂ احزان کی تاریکی — جمال یار نے روشن کیا کسکے شبستان کو
کلام میر پڑھ پڑھ کر ہوا ہون نکتہ ور وحشت — تلمذ ہے اُسی اُستاد سے طبع سخندان کو

سرور افزا ہوئی آخر شراب آہستہ آہستہ — ہوا وہ بزم مے مین بیحجاب آہستہ آہستہ
رخ روشن سے یون اُٹھی نقاب آہستہ آہستہ — کہ جیسے ہو طلوع آفتاب آہستہ آہستہ
بڑھا ہنگامۂ شوق اس قدر بزم حریفان مین — کہ رخصت ہو گیا اُنکا حجاب آہستہ آہستہ
ملا ہین زاہدان شہر وحشت مے پرستی مین — ہوا مین اُنکی صحبت مین خراب آہستہ آہستہ

چھوڑ جائے خون مین غلطان یہ دل قاتل میں ہے — وائے وہ اک آرزو جو خاطرِ بسمل میں ہے
گرد پھر پھر کر فدا ہوتا ہے یہ کس کا غبار — بند کس دلکی تمنا پردۂ محمل میں ہے
اک قیامت کا سمان آگے ترے کوچے مین تھا — اب وہی ہنگامۂ محشر تری محفل میں ہے
قحط ارباب سخن ہے یا ہجوم ناکسان — وحشت آتش زبان خاموش کیون محفل مین ہے

مجھپر ہے وہی لطف جو اوروں پہ رہا ہے — ناقدرشناسی نہین صاحب تو یہ کیا ہے

کیون مجکو زخود رفتہ کئے دیتی ہے یارب — وہ بوسۂ دل آویز کہ ہمدوش صبا ہے
اتنا بھی نہین یاد کہ ہے کس کی مجھے یاد — اے بیخودیٔ شوق یہ کیا رنگ ترا ہے
ہان ذوقِ ستم مژدہ کہ وہ بے سبب آزار — سرگرم دلآزاریِ اربابِ وفا ہے
محفل مین ہے بے لطف نواسنجی یاران — ہان نغمہ سرا وحشتِ آشفتہ نوا ہے

جان اُسکی اداؤن پہ نکلتی ہی رہے گی — یہ چھیڑ جو چلتی ہے سو چلتی ہی رہے گی
دل رشک عدو سے ہے سپندِ سرِ آتش — یہ شمع تری بزم مین جلتی ہی رہے گی
اِک آن مین وہ کچہ ہین تو اک آن مین کچھ ہین — گردش مری تقدیر بدلتی ہی رہے گی
انداز مین شوخی مین شرارت مین حیا مین — وان ایک نہ اک بات نکلتی ہی رہے گی
وحشت کو رہا اُنس جو یون فن سخن سے — یہ شاخ ہنر پھولتی پھلتی ہی رہے گی

دیکھکر مجکو جو وہ حال مرا جان گئے — جی کے ارماں دل بیتاب کے قربان گئے
بدگمانی کی سزا مین نے یہ اچھی پائی — ضد یہ آنا تھا کہ پھر وہ کہین مہمان گئے
تا بہ گفتار تمنا کا پہنچنا معلوم — ہم ترے جورِ تغافل کی روش جان گئے
ربط اغیار سے تیرا کسے آتا تھا یقین — ہم تو کب ماننے والے تھے مگر مان گئے
شومیٔ عشق کہ ہم ہوگئے رسوائے جہاں — خوبیٔ حسن کہ سب آپ کو پہچان گئے

وحشتِ مبتلا خدا کے لیے — جان دیتا ہے کیون وفا کے لیے
آشنا سب ہوئے ہین بیگانے — ایک بیگانہ آشنا کے لیے
غالب آئی فرامشی اُس کی — وعدہ ترا پا کیا وفا کے لیے
جستجو ننگِ آرزو نکلی — درد رسوا ہوا دوا کے لیے
ہے خموشی مجھے زباں وحشت — فکر کیا عرضِ مدعا کے لیے

رہے جاری کہاں تک اشک خونین دیدۂ تر سے — لہو پانی ہوا جاتا ہو جب ظالم ترے ڈر سے
ترے لب تشنگانِ شوق مرکر بھی رہے پیاسے — کوئی صورت کشادِ کار کی نکلی نہ خنجر سے
گدائے میکدہ ہون بوئے مے بس ہے تسلّی کو — غرض ہے ہمکو شیشے سے نہ مطلب مجکو ساغر سے
مگر جذبِ محبت دے اُنھیں توفیق پرسش کی — کھڑے ہین دور دور وہ اپنے مریض غم کے بستر سے

بنے چشم و چراغِ رہ نوردانِ بلا وحشت — کرے وحشت جنون گر کسبِ ویرانی مری گھر سے

حاجت شراب کی ہے نہ چنگ و رباب کی — بدمستیان غضب ہین شب ماہتاب کی
فارغ ہوئے مطالعۂ گلستان سے ہم — اب شرح لکھ رہے ہین محبت کے باب کی
پردہ کھلا نہ حضرتِ واعظ کی چال کا — تسلیم ہمکو بھی ہے بزرگی جناب کی
تیری ادا کہ بے ادبون کی ادیب ہے — تعلیم دے رہی ہے مجھے اضطراب کی
مجبور ہم ہین اور فرشتون کو دیکھئے — فہرست لکھ رہے ہین عذاب و ثواب کی
اے رستخیز اٹھ کہ تماشے کا وقت ہے — اُس شوخ نے بنائی ہے صورت عتاب کی
کیا کیا بگڑ رہے ہین وہ اہلِ نظارہ پر — تقریب ہے کشودنِ بندِ نقاب کی
اے نو بہارِ تازہ کسی دن تو یاد کر — افسردگی کو اس دلِ ناکامیاب کی
وحشت وہ عیش مجھکو نہ بھولے گا عمر بھر — کرلی تھی بیحجاب اُنسے مستی شراب کی

یہ تھی انتہا غمِ عشق کی مرے دلکو بیخبری رہی — نہ وہ آہ نیم شبی رہی نہ وہ زاری سحری رہی
وہ حجابِ تبسم ناز تھا کہ صبا کو بھی عرق آگیا — نہ تو گل مین رنگ ادا رہا نہ چمن کی جلوہ گری رہی
کہون کیا مصیبتِ اندرونی کہ ہمن بھی وفا کی بو — مری خاک وادیِ عشق مین رہی تو دربدری رہی
ہے یہ حالِ وحشتِ خستہ کا ستم جہالتِ عام سے — کہ نہ شوق شعر و سخن رہا نہ ہوائے نکتہ وری رہی

کوئی نظر مرے دلبر بھی یار ہو جائے — تری بلا سے اگر بیقرار ہو جائے
سبب نہ پوچھ مرے دل کی بیقراری کا — یہ چاہتا ہے کہ تجھپر نثار ہو جائے
غرورِ حسن اگر ہے نہ دیکھ آئینہ — ترا حریف نہ تجھ سے دوچار ہو جائے
ترا وصال کہان، دلکو ہے یہی بہتر — کہ خوگرِ الم انتظار ہو جائے
نہ رکھ نظارے کی اُس کم نصیب پر تہمت — جو تجھکو دیکھ کے بے اختیار ہو جائے

نہ میسر آئی اک دن مجھے قلب کی حضوری — ہے سرورِ وصل ہی کچھ نہ خمارِ رنجِ دوری
نہین کام کا سلیقہ ہے وسیلہ ہوائے خدمت — نہ کہین سبک بنائے مجھے میری بےشعوری
مین غرور ہون مجسم کہ ہے ناز خاکساری — مین قصور ہون سراپا کہ ہے زعمِ بےقصوری
ترے پاس آتے آتے کہین یہ نہو کہ قاصد — مری جان پر بنا دے مرے دلکی ناصبوری

فقط

ہر چند کہ ہیں سیکڑوں دنیا میں حسیں — لیکن حق یہ ہے ایک بھی تجھسا نہیں
ٹک دیکھیو اسعرف کو اللہ اللہ — کافر ہوں جو انکھڑیاں یہ دیکھی ہوں کہیں

اِک سمت چلا تھا کل میں دل کے ہمراہ — جوں ہی نظر آیا اُسکا کوچہ ناگاہ
دل مڑکے اُدھر کو یوں لگا کہنے سے — تیری یہ راہ اور میری یہ راہ

اب گھر سے وہ اپنے کب صنم نکلے ہے — اور نکلے ہے تو بہت ہی کم نکلے ہے
اُسکی تو وہ چال اور اپنا یہ حال — اکدم جو نہ دیکھئے تو دم نکلے ہے

افسوس کہ جو نکالدے گھر سے مجھے — در پہ بیٹھوں تو وے اٹھا در سے مجھے
میں دیکھوں جب اُسکو تب یہی کہتا ہوں — صدقے کر ڈالے کوئی اس پر سے مجھے

وہ ناز و ادا سے اُسکا آنا ہے ہے — اور آکے کسیکو چھیڑ جانا ہے ہے
تھنوں کی پھڑک دکھاکے تیوری کو چڑھا — دانتوں سے تلے ہونٹ دبانا ہے ہے

ایسی مرے دلکو بیقراری کب تھی — خوبی تجھے وصل میں میسر سب تھی
کہتا تھا کچھ اُس سے اور کچھ سنتا تھا — دو دن کی ہے بات ایک وہ بھی شب تھی

عبارتِ خاتمہ دیوان (طبع اول)

کلیاتِ جرأت ایک عرصہ سے کمیاب ہو رہا تھا اسکی اشاعت کا قصد راقم حروف کو بہت دن سے تھا لیکن معیدوں کل طرح ہیچ یادو قا تھا اس سے قبل اسکے پورے ہونے کی کوئی صورت پیدا نہ ہوسکی کلیاتِ جرأت کا ایک انتخاب مطبع نظامی میں [illegible] میں چھپا تھا اسکے بعد [illegible] میں پورا کلیات بڑی تقطیع پر مطبع اخبار کارنامہ فرنگی محل میں طبع ہوا ان دونوں نسخوں کے علاوہ ایک اور قلمی نسخہ مولوی سید فخر الحسن صاحب فطرت موہانی کے کتبخانے سے دستیاب ہوا موجودہ انتخاب زیادہ تر کلیاتِ جرأت مطبوعہ مطبع کارنامہ سے ماخوذ ہے صرف دس یا بارہ غزلیں جو قلمی نسخے میں زیادہ تھیں وہ اور سے لی گئیں حسب معمول اس دیوان میں بھی انتخاب اسطور پر کیا گیا ہے کہ باوجود اختصار دیوان کی صورت قائم رہے یعنی گو کہ یہ منتخب غزلوں میں اصلی غزلوں سے اشعار کم ہیں لیکن غزل کی حیثیت بجنسہ باقی رکھی گئی ہے۔

ممکن ہے کہ بعض غزلوں میں مطلع اور بعض میں مقطع سست رہگیا ہو لیکن اس سے دو فائدے حاصل ہونگے اول یہ کہ غزل کی صورت مکمل رہیگی دوسرے یہ کہ شاعر کے کمزور کلام کا بھی کچھ نہ کچھ نمونہ انتخاب میں موجود رہیگا اور ناظرین کو شاعر کے اصلی رتبۂ شاعری کی دریافت میں مدد مل سکے گی۔ فقط حسرت موہانی

رسالہ اردوئے معلی کانپور

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ۴ / — نمونہ فی پرچہ ۳ /

یعنی حسرت موہانی کا وہ مشہور ماہوار رسالہ جو علیگڑھ سے دس سال یعنی سنہ ۱۹۰۳ء سے سنہ ۱۹۱۳ء تک نکلتا رہا اور جس نے دنیائے ادب و سیاست میں انقلاب پیدا کر دیا اب جنوری سنہ ۲۵ء سے دوبارہ کانپور سے نکلنا شروع ہوا ہے حجم ۴۸ صفحے قیمت سالانہ ۴ نمونہ ۳ /

جلد رسالہ اردوئے معلی کانپور مکمل بابت سنہ ۲۵ء ۴ / بابت سنہ ۱۹۲۶ء ۴ / بابت سنہ ۲۷ء ۴ / —

دیوان غالب اردو مع شرح حسرت موہانی | دیوان غالب کی مشہور شرح جسکا پانچواں اڈیشن حال ہی میں چھپکر تیار ہوا ہے۔ مع مقدمہ مفید مشتمل بحالات غالب و تنقید کلام غالب قیمت مجلد ۳ /

انتخاب دیوان حسرت مع ترجمہ انگریزی و مقدمہ | یعنی حسرت موہانی کے دیوان یعنی حصہ اول و دوم و سوم و چہارم کا بہترین انتخاب ہر اردو غزل کے بعد اسکا انگریزی ترجمہ بھی دیکھنے کی چیز ہے مترجمہ چودھری رحم علی ہاشمی بی اے سابق اڈیٹر انڈین اسٹوڈنٹ چھپا ہوا ہے ۲ /

کلیات حسرت موہانی | یعنی مجموعہ دواوین حسرت از حصہ اول تا حصہ دہم مکمل و مجلد ۳ /

دیوان حسرت حصہ اول | یعنی دیوان حسرت حصہ اول و دوم و سوم و چہارم کا انتخاب ۸ /

دیوان حسرت حصہ دوم | یعنی دیوان حسرت حصہ پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم و دہم کا انتخاب ۶ /

یادگار وفا | انتخاب دیوان حکیم عبد الہادی خاں مرحوم رامپوری قیمت ۵ /

دیوان گستاخ | کرامت اللہ خاں صاحب مرحوم گستاخ رامپوری ۲ /

دیوان میر حسن | صاحب مثنوی مشہور مرتبہ حسرت موہانی ۵ / — دیوان شاہ حاتم مرتبہ حسرت موہانی ۶ /

دیوان جرأت | ۵ / — دیوان قائم چاندپوری ۴ /

مجموعہ | یعنی مثنوی سراپا سوز اختر، اسرار محبت نواب محبت خاں، مثنوی طلعت الشمس شمس لکھنوی مع حالات اختر و محبت و شمس ۴ /

مولود مصطفوی | از مولوی سید آل حسن مرحوم موہانی — قیمت ۴ /

شہادت نامہ سید الشہداء | ۳ /

رسالہ وحدت وجود | ۱ /

رسالہ تنقیح العبادت مع حالات مصنف | ۶ /

انوار العیون فی اسرار المکنون | ملفوظات و حالات مخدوم احمد عبد الحق ردولوی ۸ /

نوٹ:۔ تاجروں کیساتھ رعایت یعنی ۲۵ فیصدی کمیشن علاوہ محصول ڈاک۔

المشتہر:۔ منیجر رسالہ اردوئے معلی بذریعہ حسرت موہانی کانپور